اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

احوال و آثار

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی

تالیف

الحاج مرزا ضیاء الدین بیگ

بی۔اے (عثمانیہ) بی۔ٹی (علیگ)
سابق مددگار ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن

۶۷ فاران سوسائٹی۔ حیدر علی روڈ کراچی ۵

UNIVERSAL BO
302 Zulqernain
Chambers,
Ganpat Road Lahore.

Marfat.com

فہرست

بیادگار ۴
تفصیلات بیک نظر ۵
مقدمہ ۸

پہلا باب

نام ونسب ۱۹
شجرۂ نسب ۲۰
مقام سنہ وولادت ۲۴
آباؤاجداد ۲۸

دوسرا باب

تعلیم وتربیت ۳۳
خصوصی علوم وفنون ۳۵
تصانیف وتالیفات ۳۶
خصوصیات کلام ۳۸
سفر ۴۰
مشاغل ۴۷

تیسرا باب

تعلیم وتدریس ۵۰
خلافت ۵۱
سید عبداللہ یافعیؒ ۵۶
مریدین ومعتقدین ۶۱
کشف وکرامات ۷۲
ہم عصر شعراء وادباء ۷۹
پیشین گوئیاں ۸۲
ایک غلط فہمی کا ازالہ ۹۵
مسلک ۱۰۸

چوتھا باب

نمونۂ کلام ۱۱۹
در بیان تولد ۱۳۶
نمونۂ کلام حضرت لال شہباز قلندرؒ ۱۶۲
مجمع الاشعار ۱۶۳
وصال ۱۶۷
مقبرہ ۱۷۰
سلسلۂ اقطاب ۱۷۵
ماخذ ۱۷۷

Marfat.com

بیادگار

والدۂ محترمہ سیّدہ فاطمہ بیگم مرحومہ جو اپنے والد بزرگوار
حضرت سیّد شاہ محبّ اللہ حسینی نعمت اللّٰہی مرحوم کے پائیں
حضرت سیّد شاہ خلیل اللہ بت شکن رحؒ کے گنبد مبارک موسومہ
چوکھنڈی (بیدر) کے سامنے چبوترہ پر ابدی نیند سو رہی ہیں۔

Marfat.com

شبیہ مبارک

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلات بہ یک نظر

نام ــ سیّد نور الدین یزدی شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی قدس سرہ

والد ــ سیّد میر عبد اللہ قدس سرہ

فرزند دلبند ــ سیّد برہان الدین شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ

شیخ خرقہ ــ امام عبد اللہ یافعی مکیؒ

اساتذہ ــ شیخ رکن الدین شیرازیؒ۔ شیخ شمس الدین مکیؒ
شیخ جلال الدین خوارزمیؒ۔ شیخ قاضی عضد الدینؒ

تاریخ ولادت ــ ۲۲ رجب المرجب سنہ ۷۳۰ھ

تاریخ وفات ــ ۲۵ رجب المرجب سنہ ۸۳۴ھ

مقام ولادت ــ حلب (شام)

مقبرہ ــ قصبہ ماہان، علاقہ کرمان (ایران)

زمانہ ــ امیر تیمور گورگانی صاحبقران و شاہرخ مرزا

تصانیف ــ ۱۔ کلیات جو (۱۴۱۷۰) اشعار پر مشتمل ہے۔
۲۔ فارسی و عربی کے تقریباً (۵۰۰) رسالے

حضرت سیّد نور الدین شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانیؒ کے معاصرین و معتقدین

(الف) سلاطین و امراء

وسط ایشیا | ۱۔ صاحبقران امیر تیمور گورگانی
۲۔ شاہرخ مرزا تیمور فرزند صاحبقران

Marfat.com

دہلی [۳۔ غیاث الدین تغلق، محمد بن تغلق
فیروز شاہ تغلق، ظفر خاں تغلق

دکن فیروز شاہ بہمنی، سلطان احمد شاہ ولی بہمنی

(ب) مشائخین عظام و علمائے کرام

۱۔ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت (اوچ شریف) المتوفی ۷۸۵ھ

۲۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز محمد الحسینی قدس سرہٗ (گلبرگہ شریف دکن) المتوفی ۸۲۵ھ

۳۔ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی المتوفی ۷۹۲ھ

۴۔ مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی (شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے وصال کے وقت ۱۷ سال کے تھے۔)

۵۔ حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدار۔ المتوفی ۸۷۲ھ

۶۔ حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبندی المتوفی ۷۹۱ھ

(ج) مخلصین شاہ نعمت اللہ ولیؒ

۱۔ خواجہ معین الدین علیؒ

۲۔ مولانا شرف الدین یزدیؒ

۳۔ سید حاجی نظام الدین احمد شیرازیؒ

۴۔ سید شریف جرجانیؒ (ارادتمند)

(د) ہمعصر شعراء و سخنوران

۱۔ ابو اسحٰق شیرازی مرید حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ

۲۔ سید نظام الدین محمود الواعظ الملقب داعی الی اللہ المتوفی ۷۹۱ھ

۳۔ قاسم الانوار تبریزی سید معین الدین علی المتوفی ۸۳۰ھ

Marfat.com

۴۔ کمال الدین مسعود خجندی المتوفی ۷۹۳ھ

۵۔ ہاشمی دہلوی، میر عبداللہ خوشنویس۔ مدفون دہلی

(از مخطوطہ م۔ ع۔ علوی صاحب)

۶۔ ہاتفی
۷۔ کاتبی
۸۔ حسین واعظ کاشفی
۹۔ حافظ آبرو
۱۰۔ عبدالرزاق سمرقندی
۱۱۔ میرخوند یا خوندمیر
۱۲۔ کمال الدین گازرگاہی

} شعراء و سخنوران دربار شاہرخ مرزا تیموری

(رسالہ ہلال (فارسی) کراچی جلد دہم شمارہ (۴)
۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء قمری ص ۵۶

Marfat.com

مقدمہ

بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ جب سے ہندوستان میں تصوف کی بناء پڑی اس وقت سے مسلمانوں میں بدعات اور مذہب سے بدعقیدگی کی ابتداء ہوئی غالباً تصوف سے ان کی مراد وہ تصوف ہے جس کو مولانا پروفیسر عبدالباری ندوی صاحب نے اپنی کتاب[1] میں دوکاندارانہ تصوف کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ صوفیائے کرام نے برصغیر پاک وہند میں تبلیغ[2] واشاعت اسلام کی نمایاں خدمات انجام دی ہیں، البتہ ان کے بعض جانشینوں نے ذاتی مفادات و دنیا داری کی خاطر اپنے اسلاف کے مسلک سے ہٹ کر تصوف کو اپنے سانچے میں ڈھالا اور اس کو لوگوں کے سامنے اس طرح سے پیش کیا کہ اس سے بدعات کو فروغ ہوا۔

سلف صالح نے اس فن کے جو ابواب و مسائل منقح کر کے لکھے تھے وہ بالکل ہی فراموش ہو گئے تھے۔ اور خصوصیت کے ساتھ سلوک کی حقیقت اور غایت بالکل ہی چھپ گئی تھی، اور جہاں کسی قدر اس کا نام و نشان تھا وہاں علم میں وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود کی ناقابل افہام و تفہیم بلکہ ناقص تعبیر پر، اور اعمال میں صرف ذکر و فکر و مراقبہ کے چند اصول پر پوری پوری قناعت تھی، بدعات نے دین کی اور رسوم نے سلوک و تصوف کی جگہ حاصل کر لی تھی طریقت اور شریعت کو دو متقابل حریف ٹھہرا کر ان میں سے ایک کو گرانے کی کوشش کی جا رہی تھی، عام صوفیوں کی زبانوں پر چند جاہلانہ فقرے اور چند مبتدعانہ اصول و اعمال

---

[1] "تجدید تصوف و سلوک" از مولانا عبدالباری صاحب سابق استاد فلسفہ عثمانیہ یونیورسٹی ص ۱۲

[2] تبلیغ کے علاوہ اپنے اعلیٰ و پاکیزہ کردار سے معاشرہ کی تشکیل میں عملی طور سے حصہ لیا۔

Marfat.com

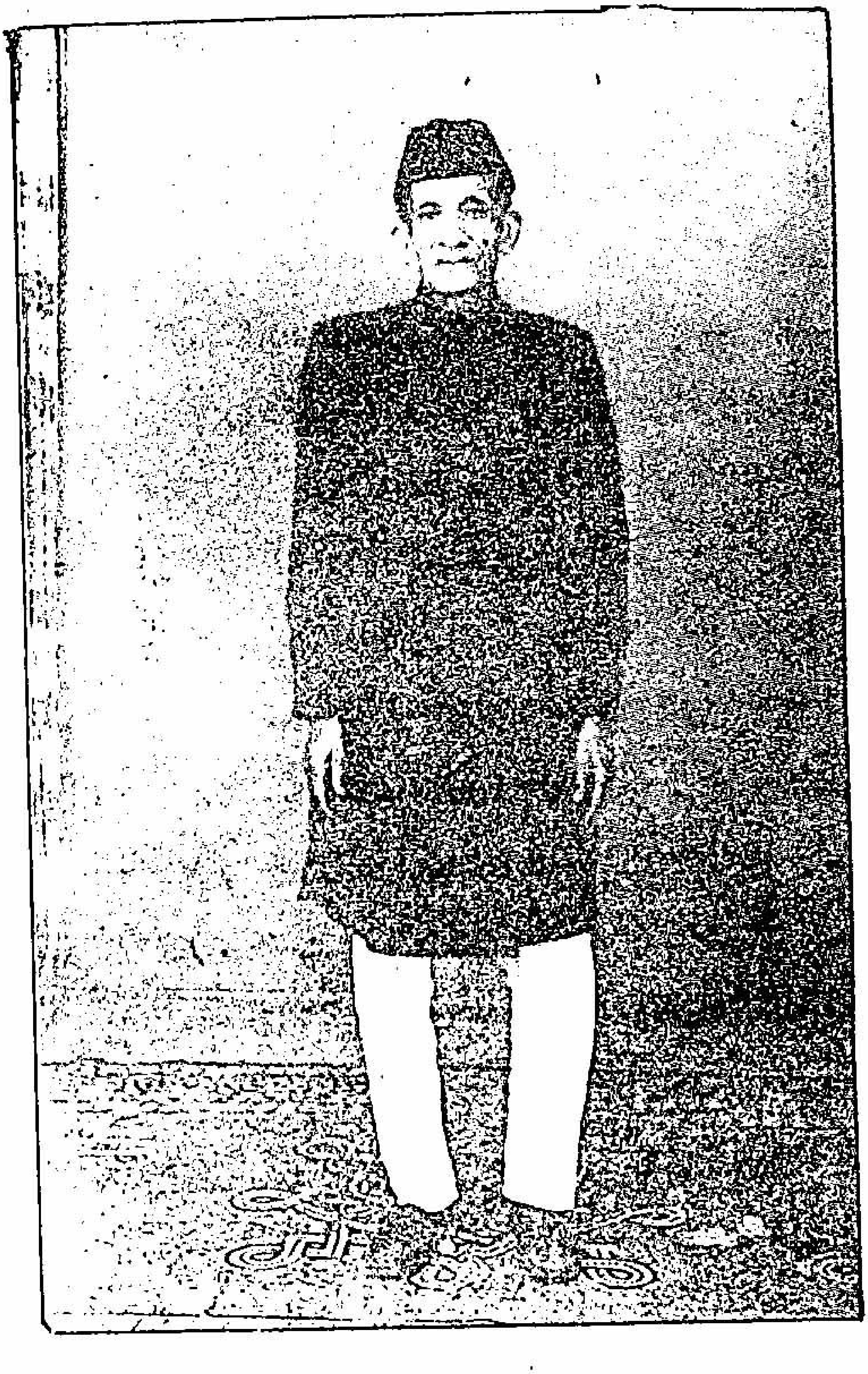

مؤلف - مرزا ضیاء الدین بیگ

Marfat.com

Marfat.com

رہ گئے تھے جن کو طریقت کا نام بخشا گیا تھا۔"[۱]

حقیقی تصوف اور دوکاندار صوفیوں کے بارے میں مولانا نے لکھا ہے:۔

"حقیقی تصوف دراصل کمال اسلام اور کمال ایمان کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ صافی بنے اسلام کی دینوی اور اخروی، انفرادی اور اجتماعی برکات و ثمرات کا حاصل ہونا عملاً ناممکن ہے۔" (سرورق کتاب تجدید تصوف و سلوک)

کتاب کے صفحہ ۱۲ پر تصوف کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں:۔

(تصوف) دنیا میں کسمپرسی کی حالت میں اور ہندوستان میں بہ حالت غربت تھا جس کی حقیقت پر تو بر تو پردے پڑ گئے تھے، اور جس کی تابانی پر بدعات کی ظلمت غالب آگئی تھی، اور جو دوکاندار صوفیوں کے ہاتھوں دنیا داری اور کسب معاش کے فنون میں سے ایک فن کی حیثیت میں آگیا تھا اور جہاں اس کا وجود تھا وہ یا محض چند فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا تھا یا اوراد و وظائف کے ایک نصاب تک"

اس کے بعد بعض صوفی خانوادوں کے بارے میں آپ اس طرح رقمطراز ہیں:۔

"صوفیانہ خانوادوں کی جہالت اور موروثی گدی نشینوں کی متواتر رسم نے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اجتبا و مقبولیت کو بھی ایک صنعت گری کا کارخانہ بنا رکھا تھا۔ خانقاہوں کا کام صرف اعراس اور فاتحہ کا اہتمام اور سماع و رقص و قوالی کا انصرام رہ گیا تھا کچھ لوگ جمع ہو کر فاتحہ خوانی کر لیں، مٹھائی کھا لیں اور ایک جگہ بیٹھ کر کسی سازندے کے ترانے پر ہو حق کر لیں اور زیادہ بڑھیں تو وحدۃ الوجود کی آڑ پکڑ کر شوخی و بے باکی و رندی کے اشعار و مضامین پڑھ لیں اور سر دھن لیں۔ چند سینہ بہ سینہ راز تھے جن کو بے سمجھے بوجھے بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ تصحیح عقائد، تحسین، عبادات، اتباع سنت، اصلاح اعمال اور ادائی حقوق عباد جو اصل دین اور صحیح سلوک تھا وہ ہر جگہ سے مٹ چکا تھا۔ علمائے ظاہر چونکہ

---

[۱] تجدید تصوف و سلوک صفحہ ۱۳

باطن سے منکر یا نا آشنا تھے وہ ان دوکاندارانہ صوفیوں کو دیکھ کر اصل فن سلوک کو ضلالت اور گمراہی قرار دینے لگے تھے اور اس اصول و وسائل کو خلاف شریعت اور مخالف کتاب و سنت سمجھتے تھے۔

یہ نہیں کہا جاتا کہ علمائے حق اور صوفیائے برحق کا مطلق وجود ہی نہ تھا جابجا صحیح و صالح بزرگوں کے سلسلے قائم تھے (فیوض و برکات جاری لیکن خواص کے لئے نہ کہ عوام کے لئے) اصل سلوک کے مضامین کو کتاب و سنت کی اور سلف صالحین اور اولیائے کاملین کی تشریح و توضیح سے ملا کر دیکھنے کے کام کہیں نہیں ہو رہے تھے"[1]

مولانا عبدالباری ندوی نے مجدد ملت و مرشد مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کی تبلیغ و اشاعت اسلام سے متعلق مساعی جمیلہ و علمی و عملی کارنامے نمایاں کا ذکر فرماتے ہوئے جو ہندوستان، حجاز، افریقہ وغیرہ کے مسلمانوں کے لئے کئے گئے تھے لکھا ہے:-

"راقم کو ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا مگر جہاں گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ روشنی وہاں پہلے سے پہنچی ہوئی ہے اور کوئی نہ کوئی اس روشنی سے بحمداللہ ضرور منور ہے"

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے، معرفت اور حقیقت کو حاصل کر کے آپ نے اپنے اعمال اور اقوال کے ذریعے سے اُس حقیقی تصوّف کو عملی شکل میں پیش فرمایا جو قرب الٰہی کا ذریعہ، اولیاء کی شان کا مظہر اسلام کی روح اور عین مقصد زندگی ہے۔

شاہ صاحبؒ کے بعض اشعار میں رندی و مستی کے سبب سے طاعات سے معذرت خواہی ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے اشعار بظاہر شریعت کے احکام کے

---

[1] "تجدید تصوف و سلوک" مولفہ مولانا پروفیسر عبدالباری ندوی ص۱۵ (مقدمہ)

Marfat.com

منافی معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل کمال بندگی واطاعت اور محبت وعشق الہٰی وانکساری پر مبنی ہیں۔ استغراق و محویت میں گم سم ہونے کی علامت ہیں، نہ کہ شوخی، بے باکی اور گمراہی کی دلیل۔ یہ عاشقوں کا راستہ ہے۔ زاہد اب تک وہاں نہیں پہنچے ہیں۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں:۔

ما عاشق و رندیم ز طاعات مپرس   از ما بجز از حال خرابات مپرس

از زاہد ہشیار کرامات طلب   مستیم ز ما کشف و کرامات مپرس

شاہ نعمت اللہ ولیؒ (دیوان مرتبہ سعید نفیسی ص ۶۸۹)

حقیقت یہ ہے کہ مردان پارسا کے کلام کے رازہائے پنہاں کو سمجھنا عوام کے لئے مشکل ہے۔ جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے:۔

چو تو بجا نرسیدی نور از ما چہ خبر   ولی ندیدہ کسے راز اولیا او چہ خبر

ہزار چشمۂ آب حیات در نظر است   تو را کہ دیدہ بنا شد ز چشمہ ہا چہ خبر

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ ص ۱۵)

اللہ تعالےٰ نے آدم پر بہت عنایات کیں۔ اولیاء اور اللہ کے خاص بندوں کو منجانب اللہ روحانی طاقت عطا ہوتی ہے۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

محبوب جمال خود بہ آدم بخشید   سر حرمش بہ یار محرم بخشید

ہر نقد کہ در خزانۂ عالم بود   سلطان بکرم بجود عالم بخشید

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ ص ۶۸۶)

یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اولیاء کاملین، اسلاف صالحین، صوفیائے کرام و عارفان عالی مقام کا شعار تسلیم و رضائے حق رہا ہے یعنی خالق کائنات کے حکم پر سر تسلیم خم کرنا اور اپنی مرضی کو اس کی مرضی میں فنا کر دینا۔ یہ الفاظ دیگر "الہٰی برضا تو راضیم" اور "مرضی مولا از ہمہ اولیٰ" کا ورد رکھنا۔

رضائے حق کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا ہے:۔

چوں فنا اندر رضائے حق شود   بندۂ مومن قضائے حق شود

Marfat.com

یعنی "قربِ سلطانی" کو اقبال نے "قضائے حق" سے تعبیر کیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں بندۂ مومن خود "ارادہ الہٰی" بن جاتا ہے یعنی مومن اپنی زبان سے جو کہہ دیتا ہے وہی ہو جاتا ہے۔

رضائے حق کی تلاش اور اس کے حصول کی سعی میں کوئی دار (سولی) پر چڑھا، کسی نے صحرانوردی اختیار کی، آفتاب کی تمازت و برف کی سردی کی پرواہ نہ کر کے پہاڑوں پر غاروں کو اپنا مسکن قرار دیا، درختوں کے پتّوں، جو کی سوکھی روٹی اور کھجوروں پر دن گزارے۔ غرض مالک حقیقی کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ہر قسم کی مصیبت جھیلی، حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے کوئی شئے اپنا مضر اثر ان پر نہ ڈال سکی جس کو اللہ بچانا چاہتا ہے اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے

بسم اللہ اللذی لا یضُرُّ مع اسمہٖ شیئٌ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

یہہ تمام مصیبتیں (جو ان کے لئے راحت و سکون تھیں) برداشت کرنے کے باوجود ان برگزیدہ ہستیوں (عاشقانِ الہٰی) نے جن میں شاہ نعمت اللہ ولی رح اعلیٰ مقام رکھتے تھے، اپنے بلند کردار کی شاندار مثالیں اور اپنے کلام کا اعلیٰ نمونہ آنے والی نسلوں کے لئے ورثہ میں چھوڑا تاکہ وہ ان سے مستفید ہوں۔ انھوں نے خود کو فنا فی اللہ کر کے بقائے دوام حاصل کی۔ وہ زندہ جاوید ہیں۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اللہ کے ان خاص بندوں نے قربِ الہٰی حاصل کیا جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

خاصانِ خدا خدا نہ باشند لیکن زِ خدا جُدا نہ باشند

یہہ مومن کی شان ہے مستجاب الدعوات (دعاؤں کو قبول کرنے والا) ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ ان کی زبان خالقِ حقیقی و قادرِ مطلق کی زبان بن جاتی

ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ اس مضمون کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

گفتہ ہائے نعمت اللہ قول اوست　　ورنہ با گفتار بیام چہ کار

(دیوان شاہ نعمت اللہ صفحہ ۳۳۵)

ان باکمال بزرگواروں کے پاکیزہ حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے اور ان کے اعمال صالح کی تقلید پند و نصائح و ارشادات عالی پر عمل کرنے سے ہمارے قلوب منور ہوتے اور اخلاق سنورتے ہیں عشق الہٰی کی لافانی دولت نے ان کو دوامی زندگی بخشی ہے۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد ز عشق

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ اس دوامی زندگی کو جو عشق حقیقی کی شمع سے روشن ہوتی ہے اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

نہ میرد نعمت اللہ عاشق للہ

دلش زندہ بدرگاہِ خدا شد

ایک عرصہ سے میری یہ تمنّا تھی کہ میں آٹھویں و نویں صدی ہجری کے ولی کامل، عارف باللہ، صوفی صافی، فارسی کے بلند پایہ شاعر اور بحر عشق کے ماہر شناور حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانیؒ (۷۳۰ھ تا ۸۳۴ھ) کے سوانح حیات، آپ کے کلام سراپا الہام کا انتخاب اور آپ کے پسماندگان کے حالات پر اپنی بساط کے موافق ایک کتاب لکھ کر اس کو شائع کروں۔ اپنی ہیچدانی اور بے بضاعتی سے آگاہ تھا نیز یہہ مقولہ بھی پیش نظر تھا کہ مَنْ صَنَّفَ فقد یستہدف (جس نے تصنیف کا عمل کیا وہ تنقید کو دعوت دینا یعنی تنقید کا ہدف و نشانہ بنتا ہے) بہر حال یہہ سمجھ کر کہ ع　ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا۔ مجھے تو کسی طرح یہہ کام انجام دینا تھا، بحمداللہ ارادہ پورا ہوا۔

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے حالات قلمبند کرنے کا سودا میرے سر میں کئی وجوہ سے سوار ہوا۔ ایک تو اس لئے کہ شاہ صاحبؒ میرے ماموں سید شاہ خلیل اللہ حسینی نعمت اللہی مرحوم ساکن محمد آباد بیدر (دکن) کے جدّ امجد ہیں۔ نیز یہہ کہ بعض کتب، رسائل و اخبارات میں شاہ صاحبؒ کے حالات اور آپ کے قصائد کو شائع کرنے میں بعض مصنفین و مولفین نے تحقیق و تجسّس سے کام نہیں لیا جس کا نتیجہ یہہ نکلا کہ آپ کے صحیح حالات پیش نہیں کئے گئے۔ نیز دوسرے نامعلوم شعراء کے غیر مصدقہ قصائد کو آپ کے نام سے منسوب کر کے شائع کر دیا گیا جو تاریخی اور اخلاقی اعتبار سے درست نہیں ہے۔

چونکہ آپ کے باعظمت و پُر وقار پسماندگان (جو سمرقند، ہرات، ایران اور برّصغیر پاک و ہند وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں) کے صحیح حالات و کارہائے نمایاں سے بہت کم لوگ واقف ہیں اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ حتی الامکان شاہ صاحبؒ اور آپ کے پسماندگان کے حالات جن سے متعدد مستند تواریخ بھری پڑی ہیں قلمبند کروں تاکہ ناظرین ان سے واقف اور مستفیض ہو سکیں۔

اپنی بساط، مبلغ علم و کم مائیگی سے پوری طرح واقف ہوتے ہوئے محض اعتقاداً و احتراماً اپنے جذبۂ دل کا سہارا لے کر بقول بہزاد لکھنوی

لے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آجائے
منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آجائے

میں نے یہہ کام شروع کیا۔ بالآخر وہی جذبہ کام آیا۔ فضل الٰہی شامل حال رہا شاہ صاحبؒ کی دعائیں ممد و معاون ہوئیں۔ اسباب فراہم ہوتے، ہر قدم پر مشکل آسان ہوئی، منزل سامنے دکھائی دینے لگی۔ بحمد اللہ یہہ کتاب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی، اور میری دیرینہ آرزو و دلی تمنا پوری ہوئی۔

ناظرین سے میری ادباً یہہ استدعا ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی ذکر خلاف واقعہ یا اصلاح طلب محسوس فرمائیں تو ازراہِ کرم بحوالہ سند اس سے کمترین کو

Marfat.com

ایما فرما کر ممنون فرمائیں نیز جو صاحبین شاہ صاحبؒ کے خاندان یا مریدین کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں وہ اپنے اسماء گرامی و سلسلہ نسب (شجرہ) سے ایماء فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں حسبۂ اضافہ کیا جا سکے۔

یوں تو شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ و مخطوطہ عارفانہ کلام سے مستفید ہونے کے مواقع حاصل ہیں لیکن کمترین کی رائے ہے اگر ہم کم از کم آپ کے ان دو اشعار پر ہی عمل پیرا ہوں تو بہت سے چھوٹے اور بڑے گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔

نانِ خود خوردہ ام زکسبِ حلال[۱]   مال غیرے نہ خوردہ ام بخدا

تا عزیز خدا و خلق شدم   عزتِ کس نبردہ ام بخدا

پہلے شعر میں اپنی محنت کی کمائی کھانے کا ذکر ہے اور دوسرے میں کسی کی عزت ریزی سے احتراز کرنے کا ذکر ہے خدا کو گواہ رکھ کر ان دونوں باتوں پر خود عمل کرنے کا حال ظاہر فرمایا گیا ہے۔ کسبِ حلال کی تاکید حدیث میں بھی فرمائی گئی ہے۔

اِنَّ اَطْیَبَ مَا اَکَلْتُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ وَ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ کَسْبِکُمْ

(بخاری فی التاریخ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ عن عائشہؓ)

حقیقت میں عبادات کی مقبولیت اور حصولِ نجات کا ایک اہم ذریعہ اکل حلال یعنی اپنی محنت کی کمائی کھانا ہے۔ نیز کسی کی عزت و آبرو پر حملہ کرنا اس کی دل آزاری کا باعث ہوتا ہے جو گناہ ہے۔ کسی شاعر نے مردم آزاری سے بچنے کی اس طرح تاکید فرمائی ہے۔

مئے خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن

ساکنِ بت خانہ باش و مردم آزاری مکن

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے بھی اکل حلال کو بڑی اہمیت دی ہے۔ شرح بال جبریل میں پروفیسر سلیم چشتی نے اقبال کے فلسفۂ اسلام کی اس طرح سے

---

۱ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی مطبوعہ طہران ص ۶۰۴

Marfat.com

وضاحت فرمائی ہے۔

"اقبال کہتے ہیں جو شخص اپنی خودی کو مرتبہ کمال تک پہنچانا چاہتا ہے اس کے لئے پہلی شرط اکل حلال ہے یعنی ناجائز کمائی کا ایک لقمہ بھی اگر حلق کے نیچے اتر گیا تو خودی پر موت طاری ہو جائے گی اور جب ایک چیز مردہ ہو گئی تو اس کی ترقی کا سوال ہی خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ جس طرح زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے اسی طرح لقمہ حرام کھانے سے خودی کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال کے فلسفے میں، اور اقبال کا فلسفہ اسلام سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے، اکل حلال اور صدق مقال کی اہمیت کو بڑی شدت کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ صرف ایک شعر لکھتا ہوں۔

سرِّ دیں، صدق مقال، اکل حلال
جلوت و خلوت تماشائے جمال

.... یہاں صرف اتنا لکھتا ہوں کہ صدق مقال اور اکل حلال یہ وہ خوبیاں ہیں جن میں دین اسلام کی حقیقت پوشیدہ ہے یعنی جب تک ایک انسان ان دو باتوں پر عامل نہ ہو۔ وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ وہ بو علی سینا بن سکتا ہے۔ لارڈ بیکن بن سکتا ہے، تیمور بن سکتا ہے، شیکسپیر بن سکتا ہے لیکن مسلمان نہیں بن سکتا ہے۔

آج کل بفضل خدا سب کچھ موجود ہے لیکن مسلمانوں میں اسلام کی روح نظر نہیں آتی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ صدقِ مقال اور اَکلِ حلال، یہ دونوں باتیں مفقود ہیں اور منطق کا یہ اُصول مسلّم ہے کہ اِذَا فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ الْمَشْرُوط (اسلام مشروط ہے، اکل حلال شرط ہے) جب شرط فوت ہو گئی تو مشروط کیسے موجود ہو سکتا ہے۔"[۱]

حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان اَکل حلال کی اہمیت کو محسوس کر کے اس پر عمل

۱۔ شرح بال جبریل مترجمہ پروفیسر سلیم چشتی ص ۶۰۹

Marfat.com

کرے تو وہ جھوٹ بولنا، چوری کرنا، دھوکا دینا، رشوت لینا، کسی دوسرے کے مال پر ناجائز قبضہ کرنا، کسی پر ظلم کرنا وغیرہ اس قسم کے متعدد افعال شنیعہ اور اعمال بد سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس سے معاشرے کی حالت درست ہو سکتی ہے۔ آپس کی کشیدگی قتل و غارت اور جنگ و جدال کا نہ صرف ازالہ ہو سکتا ہے بلکہ اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ زندگی جنت کا نمونہ اور دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ یہ آخرت کا توشہ بھی ہے اس کے حصول کے لئے ناجائز ضروریات اور سامان عیش و عشرت سے احتراز کیا جا سکتا ہے۔ بزرگان سلف اکل حلال کے بہت پابند تھے ہم کو ان کی تقلید کرنی چاہئیے تاکہ دین و دنیا میں سرخروئی حاصل ہو۔

محبی جناب میر محمد مصطفےٰ علی علوی تھانوی ثم حیدرآبادی کی کرم فرمائی کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنھوں نے محض اعتقاداً کافی عرصہ تک شاہ صاحبؒ کے حالاتِ زندگی اور کلام کا غائر مطالعہ کرنے کی محنت شاقہ برداشت کی، ایک جامع مسودہ تیار فرمایا، اور اپنی اس جدوجہد کاوش کے ثمرے سے حسب دلخواہ استفادہ کرنے کی مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ اپنی کتاب میں میں نے جہاں جہاں جناب علوی صاحب کے مخطوطہ سے استفادہ کیا ہے وہاں اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

محترمی مولانا احسن مثنیٰ ندوی صاحب کا ممنون ہوں جنھوں نے خصوصاً پسماندگانِ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے حالات کا مسودہ ملاحظہ فرماکر ضروری اصلاح فرمائی۔

میں اپنے مخلص دوست پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی توجہ، دلچسپی اور ہمت افزائی میرے شامل حال رہی محبی بنیاد علی صاحب (علیگ) کا ممنون ہوں جنھوں نے ازراہِ کرم کتابت، پروف پڑھنے اور طباعت کے انتظامات اپنے ذمہ لے لئے۔

پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب کی عنایات بے پایاں کا دل سے ممنون

Marfat.com

ہوں جنھوں نے میری تحریر کا شروع سے آخر تک بہ نظر غائر مطالعہ فرما کر اس کی اصلاح فرمائی۔ اللہ تعالےٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

از دست گدائے بینوا نیاید ہیچ
جز آنکہ بہ صدق دل دعائے بکند

میں نے اپنی بساط کے موافق اس کتاب کے شائع کرنے میں جو حصّہ لیا ہے اس سے اپنے دل میں فطرتاً ایک حد تک طمانیت اور مسرّت محسوس کرتا ہوں۔ لیکن مجھ ناچیز و ہیچمداں کی اس سعی کو اگر ناظرین شرفِ قبولیت عطا فرمائیں تو میں فخر کے ساتھ یہ کہہ سکوں گا کہ ع

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

آخر میں ہادیٔ برحق سے دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو کتاب و سنت کی پیروی کرنے، اور اسلاف صالحین و اولیاء کاملین کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہو کر ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم سب متحد ہو کر صمیم قلب سے اس عظیم مملکت اسلامیہ پاکستان کی ترقی و فلاح و بہبود کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دیں اور ہمارا عزیز ملک دِن دونی، رات چوگنی ترقی کرے، آمین

ع ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ناچیز

مرزا ضیاء الدین بیگ

کراچی
۱۳۹۵ھ
۱۹۷۵ء

پہلا باب

نام و نسب

شاہ صاحبؒ کا اسم گرامی سید نورالدین یزدی(۱) ہے۔ آپ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے لقب سے مشہور ہیں۔

آپ کا پدری سلسلہ نسب انیس واسطوں سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے آپ کے مطبوعہ دیوان میں جو اُستاد سعید نفیسی کے مقدمہ کے ساتھ ایران میں طبع ہوا ہے اس طرح مذکور ہے۔

نسبت آں بزرگوار تا نوزدہ پشت بحضرت رسول اکرمؐ
میرسد و جناب شاہ در شعر زیر سلسلۂ نسب خویش را بیان کردہ است
نعمت اللہم وز آل رسول   محرمِ عارفانِ ربانی
تا آنجا کہ میگوید:۔
نوزدہم جدّ من رسول خداست   آشکار است نیست پنہانی(۲)

ترجمہ:۔ ان بزرگوار کی نسبت انیسویں پشت میں حضرت رسول اکرمؐ سے مل جاتی ہے اور شاہؒ نے مندرجہ ذیل شعر میں اپنے نسب کے متعلق بیان کیا ہے:۔ نعمت اللہ آلِ رسول سے ہوں۔ محرمِ عارفانِ ربّانی ہوں ایک اور شعر میں فرماتے ہیں کہ میرے انیسویں جدّ رسولؐ خدا ہیں۔ یہ بات آشکار ہے۔

---

(۱) ایٹ ایرس ان ایران۔ سرسی۔پی۔ یم۔ سائیکس ص۱۴۸ Eight years in Iran Sir C.P. H SYKES

۲۔ مقدمہ دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ مطبوعہ طہران ص۱۱

Marfat.com

شجرۂ نسب

۱. سیّد نور الدین شاہ نعمت اللہ ولیؒ
۲. سیّد میر عبد اللہ
۳. سیّد محمدؒ
۴. سیّد میر عبد اللہ
۵. سیّد کمال الدین یحییٰ
۶. سیّد ہاشم
۷. سیّد موسیٰ
۸. سیّد شاہ جعفر
۹. سیّد شاہ صالح
۱۰. سیّد میر شاہ حاتم
۱۱. سیّد علی

(۱۲) سیّد شاہ ابراہیم

(۱۳) سیّد علی کاشانی

(۱۴) سیّد میر محمدّ الحسینی

(۱۵) سیّد اسمٰعیل

(۱۶) میر عبد اللہ

(۱۷) امام محمدّ باقر

(۱۸) امام علی بن حسین زین العابدین

(۱۹) امام حسینؑ شہید کربلا

(۲۰) حضرت علیؓ بن ابو طالب

(۲۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سرور انبیاء رسول خدا حضرت محمدّ بن عبد اللہ
بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلّم

جناب میر مصطفےٰ علی علوی تھانوی ثم حیدر آبادی نے اس شجرۂ نسب کا ماخذ اپنے مخطوطے (۱۹۷۳ء) میں اس طرح بیان کیا ہے:۔

۱۔ مندرجہ بالا سلسلۂ نسب و شجرۂ پدری حضرت نعمت اللہ ولی۔ ماخوذ ہے مخطوطہ تذکرۃ القادری تالیف قادر خان مستی، برہانپوری و بیدری مرید سید حاجی برہان پوری بہ سلسلۂ شجرۂ حضرت خلیل اللہ فرزند میر نعمت اللہ مدفون بیدر صفحہ ۳۳

۲۔ "حضرت نعمت اللہ کا شجرہ نسب رضا علی خاں ایرانی نے مجمع الفصحاء حصہ دوم میں بحوالۂ نفحات لکھا ہے ص ۴۲"

جناب تھانوی موصوف مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت نعمت اللہ شاہ نے اپنا پدری سلسلۂ نسب خود بھی منظوم فرمایا ہے جو کلیاتِ نعمت اللہ شاہ مخطوطہ کتب خانۂ آصفیہ مشمولہ نمبر (۱۲۹۵) تصوف اور مطبوعہ دیوان نعمت اللہ شاہ ولی میں موجود ہے"

منظوم شجرہ حسب ذیل ہے:۔

نعمت اللّٰہم واز آلِ رسولؐ	محرمِ عارفان ربانی	نعمت اللہ
قرۃ العین میر عبداللہ	مرشد وقت و پیر نورانی	عبداللہ
پدرا و محمدؐ آں سید	کہ بنو دش بہ ہیچ روثانی	محمد
باز سلطان اولیائے جہاں	میر عبداللہ ہست تادانی	عبداللہ
پیر کامل کمال دین یحییٰ	سید مسند سلیمانی	کمال الدین یحییٰ
پدرش ہاشمست و جدؐ موسیٰ	مادرش شاہ زاد سامانی	سید ہاشم سید موسیٰ
دیگر آں جعفر خجستہ لقا	روحِ محضِ لطیف روحانی	سید جعفر
سید صالحاں کہ صالح بود	جمع می بود از پریشانی	سید صالح
میر حاتم کہ نزد ہمت اوست	مختصر بود عالم فانی	سید حاتم
باز سید علی عالی قدر	کان احسان زبحر عرفانی	سید علی

۱۳۳۳۰۲

Marfat.com

ابراہیم[۱۲] آں کہ روح می بخشد	نفسش در گہ سخن رانی	ابراہیم[۱۲]
بادشاہ ممالک دانش	بود سید علی[۱۳] کاشانی	سید علی[۱۳] کاشانی
میر محمد[۱۴] کہ بندگان درش	درجہاں یافتند سلطانی	میر محمد[۱۴]
شاہ سادات سید اسمٰعیل[۱۵]	آفتاب سپہر سبحانی	سید[۱۵] اسماعیل
میر عبداللہ[۱۶] آنکہ روح امین	گفت اور اکہ جملہ راجانی	عبداللہ[۱۶]
باز امامم محمد[۱۷] باقر	مخرب کفر و دین ما بانی	محمد[۱۷] باقر
پدر او علی[۱۸] ابن حسین	آنکہ زین العباد میخوانی	امام زین[۱۸] العابدین
باز امام بحق حسین[۱۹] شہید	نور چشم علی عمرانی	امام حسین[۱۹]
آں وصیؔ رسول یار خدا	والی مملکت سلیمانی	حضرت علی[۲۰] کرم اللہ وجہ
آں کہ باشد در مدینۂ علم	کوری خارجی و مروانی	
نوزدہم جد من[۲۱] رسول خداست	آشکار است نیست پنہانی	سرکار دو عالم[۲۱]
ہست فرزند من خلیل اللہ	باد یا رب بہ بندہ ارزانی	فرزند خلیل اللہ
اختلاف صور فراوان است	لیکن معنی یکے است تا دانی	
لشکر بادشاہ بسے باشد	شاہ جانی یکے است تا دانی[۱]	

کلیات نعمت اللہ ورق ۴۲۲-۴۲۷

دیوان نعمت اللہ ۵۱۲

کتاب "تذکرہ اولیاء ہند و پاکستان" مولفہ مرزا محمد اختر دہلوی کے ص۱۶۱ پر شاہ صاحب کا سلسلۂ نسب اس طرح مذکور ہے:۔

"شاہ نعمت اللہ بن سید ابوبکر بن شاہ نور بن سید لعل ادہم بن سید جعفر بن سید محمد بہاء الدین بن سید داؤد بن سید ابو العباس احمد بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید منتقی بن سید صالح بن ابی صالح بن سید عبد الرزاق بن حضرت غوث الثقلین قدس اللہ اسرارہما"

۱۔ طہران کے مطبوعہ دیوان ص۶۵۵ میں اس آخری شعر کی جگہ یہ شعر ہے:۔

ہر کسے را شکے بود بخدا   سیدم بے شکیست تا دانی

Marfat.com

اس کے بعد مولف مذکور نے یہہ بھی لکھا ہے :۔

"شاہ نعمت اللہ جو اس وقت ہندوستان میں وارد تھے" نہ جانے یہ شجرہ کہاں سے ماخوذ ہے کسی تذکرے میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ شاہ صاحبؒ کا سلسلۂ نسب حضرت غوث الثقلین تک پہنچتا ہے۔ یہہ بھی صحیح نہیں ہے کہ شاہ صاحبؒ کبھی ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس پر تمام مورخوں اور تذکرہ نویسوں کا اجماع ہے۔

مقام و سنہ ولادت

مجمع الفصحاء میں ہے کہ :۔

"سید (نعمت اللہ ولی) در پنجشنبہ بیست و دوم رجب ۷۳۰ھ ثلاثین وسبع مائتہ وقبل احدی وثلاثین وسبع مائتہ متولد گردیدہ است"

سید نعمت اللہ ولی پنجشنبہ کے دن ۲۲ رجب ۷۳۰ھ اور ۷۳۱ھ سے پہلے متولد ہوئے۔

اس کے بعد ہی یہہ بھی مذکور ہے کہ :۔

"پدرش سید عبداللہ از عربستان وحلب بہ ایران آمدہ در کچ مکران اقامت نمودند"

آپ کے والد سید عبداللہ عربستان اور حلب سے ایران آکر حوالی مکران میں مقیم ہو گئے تھے۔

صمصام الدولہ شاہ نوازخاں کی مآثر الامراء (۳ ص ۲۸۳، اردو ترجمہ) میں میر خلیل اللہ یزدی کے بیان میں مذکور ہے کہ :۔

"قدسی نژاد، اسوۃ العرفا سید نورالدین شاہ نعمت اللہ ولی اولاد سے ہے کہ جو کشف و کرامات میں شہرۂ آفاق ہیں۔ ان کا نسب شریف امام المتقین امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے۔ اگرچہ سید کے "مولد و منشا" کی تحقیق نہ ہو سکی لیکن وہ صوری و معنوی

کمالات سے متصف تھے، اپنے زمانے کے بہت سے اکابر سے انھوں نے استفاضہ کیا تھا اور کرمان میں سکونت اختیار کرلی تھی۔"

شاہ صاحبؒ کے دیوان مطبوعہ ایران کے ص۱۷ میں مذکور ہے کہ:۔

"بقول اسدالدین نصراللہ در روز پنجشنبہ بیست و دوم رجب ۷۳۰ھ در قصبۂ کوہ بنان کرمان تولد یافتہ لیکن امیر خلیل اللہ نوۂ آنجناب تولد جد خود را در روز دوشنبہ چہاردہم ربیع الاول ۷۳۱ھ دانستہ است۔"

اسدالدین نصراللہ کے قول کے مطابق آپ پنجشنبہ کے دن، ۲۲ رجب ۷۳۰ھ میں قصبۂ کوہ بنان کرمان میں پیدا ہوئے لیکن ان کے پوتے امیر خلیل اللہ اپنے دادا کی ولادت دوشنبہ ۱۴ ربیع الاول ۷۳۱ھ سمجھتے ہیں۔

رسالہ تلاش (فارسی) مطبوعہ ایران، شمارہ ۲۷، بابتہ فروردین، اردیبہشت ۱۳۵۱ھ ص۱۵ میں مذکور ہے کہ:۔

"مجمع الفصحاء بہ نقل از تذکرہ ہا و رسالات قدیم می نویسد جد شاہ نعمت اللہ در شہر حلب سکونت داشتہ و تولد او را در روز پنجشنبہ بیست و دوم رجب" سال ۷۳۰ھ" و برخی ۷۳۱ھ نوشتہ اند۔ قول اکثر منابع بر اینست کہ شاہ نعمت اللہ در حلب تولد یافتہ، سکونت اجداد و سایر قراین نیز این مطلب را تائید میکند، اما روایتی نیز ہست کہ در کوہ بنان کرمان

صاحب "مجمع الفصحا" نے مختلف تذکروں اور قدیم رسالوں سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ نعمت اللہ کے دادا شہر حلب میں سکونت رکھتے تھے اور ان کی ولادت پنجشنبہ کے دن، ۲۲ رجب ۷۳۰ھ اور بقول بعض ۷۳۱ھ تحریر کیا ہے، اکثر مسانید کا اس پر اجماع ہے کہ شاہ نعمت اللہ حلب میں پیدا ہوئے ہیں آپ کے اجداد کی سکونت اور تمام قراین بھی اسی کی تائید کرتے ہیں لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کوہ بنان کرمان میں پیدا ہوئے تھے، بہرحال کوہ بنان میں

Marfat.com

متولد شده، بہر حال سکونت او در کوہ
بنان بلا معارض است، خود او میگوید
(بیت) ظاہرم از کھینان و باطنم از
کوہ صاف صوفیانِ صاف را صد
مرحبا باید زدن پدر شاہ نعمت اللہ
موسوم بہ سید عبد اللہ، از عربستان
وحلب بایران کوچ کردہ و بقول مجمع
الفصحا در ناحیہ مکران و کیچ
گردش داشتہ و درھماں نواحی
رحلت نمودہ است مادر سید
را از اہالی شبانکارہ فارس
دانستہ اند۔

آپ کی سکونت متفقہ ہے۔ آپ خود
فرماتے ہیں میرا ظاہر کوہ بنان اور
میرا باطن کوہ صاف ہے۔ صوفیانِ
صاف کو صد مرحبا کہنا چاہیئے۔
شاہ نعمت اللہ کے والد سید عبد اللہ
عربستان اور حلب سے ایران کوچ
کر گئے تھے اور بقول مجمع الفصحا نواحِ
مکران اور کیچ میں منتقل ہوتے رہتے
تھے اور اسی نواح میں وفات پائی،
سید کی والدہ کے متعلق سمجھا جاتا ہے
کہ وہ شبانکارہ فارس کی رہنے
والی تھیں۔

"میر محمد مصطفٰے علی علوی، تھانوی ثم حیدرآبادی کی تالیف امیر نور الدین نعمت اللہ" (جس کا قلمی نسخہ میرے پاس موجود ہے) کے صفحہ (۱) پر درج ہے کہ:-

"قطب العارفین، قدوۃ السالکین سلطان الفقراء حضرت سید امیر نور الدین نعمت اللہ ۷۳۰-۷۳۱ھ میں بمقام حلب (عراق) تولد ہوتے۔ آپ کے بزرگوار والد کا اسم گرامی امیر عبد اللہؒ تھا، سادات کا یہ گھرانا امام باقر کی اولاد سے تھا، سلسلہ نعمت اللہی کا آغاز آپ کی ذات سے ہوا۔ زندگی کے ابتدائی ایام آپ نے عراق میں بسر فرمائے، پھر وہاں سے بعمر ۲۴ سال مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور مشہور شیخ حضرت امام عبد اللہ یافعیؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ بعد تکمیل سلوک و ذکر و شغل شیخ نے مرید صادق کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اپنے شیخ طریقت کی وفات پر مکہ معظمہ سے

Marfat.com

سمرقند، ہرات پھر یزد ہوتے ہوتے آخر بمقام ماہان، جو کرمان سے ۸ فرسخ فاصلہ پر ہے اقامت گزیں ہو کر بقیہ عمر کے تمام ۲۵ سال یہاں ہی گزارے اور ۲۰ رجب ۸۳۴ھ مطابق ۵ اپریل ۱۴۳۱ء میں کرمان کے اسی خطۂ خوش ہی میں جان، جان آفریں کے حوالہ کی اور کرمانی مشہور ہوتے۔ حضرت کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔"

یہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (۳۔ ص ۹۲۲) کی مندرجہ تحریر کا ترجمہ ہے، علوی صاحب نے اوپر ۱۳۳۱ء پر فٹ لکھ کر اس کے تحت صراحت کی ہے :۔

"محمود امین اسلام جس نے ایران سے حضرت کا دیوان چھاپا ہے تاریخ پیدائش ۲۲ رجب ۷۳۰ھ روز پنجشنبہ بتلاتی ہے"

ملاگستاشپ ایرانی نے جو مقدمہ مطبوعہ دیوان از ایران میں تحریر کیا ہے اس میں حضرت نعمت اللہ کی تاریخ وفات "عارف اسرار وجود" بتلائی ہے جس کے اعداد بحساب ابجد ۸۳۲ ہوتے ہیں۔ حضرت نعمت اللہ شاہ جب تولد ہوئے تو امیر گورگانی کا دور حکومت تھا۔"

سنہ ولادت ۷۳۰ھ اجماعی ہے، تمام معتبر تاریخوں اور تذکروں میں یہی سنہ مذکور ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (ص ۹۲۲) اور سر سائیکس کی مشہور و معروف کتاب ایٹ ایرس ان ایران (ص ۱۴۹) میں بھی یہی بیان ہوا ہے لیکن ایرانی رسالہ تلاش طبع طہران بابتہ فروردین۔ اُردی بہشت ۱۳۵۱ھ ص ۱۵ میں دو سنہ یعنی (۷۳۰ھ۔ و برخی ۷۳۱ھ ہجری) دیئے گئے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

اما روایتی نیز ہست کہ در کوہ بنان کرمان متولد شدہ بہر حال سکونت او در کوہ بنان بلا معارض است

لیکن ایک روایت یہ بھی ہے کہ کوہ بنان کرمان میں متولد ہوئے بہر حال کوہ بنان میں آپ کی سکونت متفقہ ہے۔

Marfat.com

"رسالہ تلاش" کے مذکورالصدر بیان کا ماخذ غالباً شاہ صاحبؒ کا دیوان مطبع طہران (ص۱) ہے کیوں کہ اس کے مولف نے آپ کا مقام پیدائش کوہ بنان ہی بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے پوتے[1] امیر خلیل اللہ نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۴ ربیع الاول ۷۳۱ھ روز دوشنبہ بتائی ہے۔

آبا و اجداد

شاہ صاحبؒ کے آبا و اجداد کے مختصر حالات اور اس زمانے کے سیاسی و تعلیمی ماحول کے بارے میں جناب ایم۔ اے حفیظ اپنی کتاب "شاہ نعمت اللہ ولیؒ" مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ ۱۳۵۸ھ میں لکھتے ہیں کہ:-

"شاہ صاحب کے جدِ امجد سید محمد شہر حلب میں پیوند خاک ہوئے ان کا وہ زمانہ ہوگا کہ ملکِ شام سلطان رکن الدین بیبرس کے زیرِ حکومت تھا۔ ساتویں صدی کے نصفِ آخر میں بلادِ اسلامیہ پر دو سخت بلائیں نازل تھیں، مغرب سے صلیبیوں کا سیل ابھی تک امنڈتا چلا آرہا تھا، لوئی نہم شاہ فرانس مخاطب بہ لوئی مقدس کو سلطان بیبرس نے ایک ایسی شکست دی کہ یہ سیل آئندہ کے لیئے تقریباً بالکل فرو ہو گیا، سیلِ تاتار خلافت عباسیہ کو ہمیشہ کے لیئے نیست و نابود کرتا ہوا شام تک پہنچا تھا کہ سلطان موصوف نے ان کو مغلوب کر کے ان کے عروج کو زوال سے بدل دیا، مغلوں میں دینِ برحق کی اشاعت بھی زیادہ تر اسی کی کوششوں سے ہوئی (آرنلڈ پریچنگس آف اسلام۔ طبع اول ص۱۹۲ بحوالہ مقریزی)

ہلاکو خاں نے اسماعیلیوں کو جبلِ الموت سے جو شمالی ایران میں واقع

---

[1] شاہ خلیل اللہ آپ (شاہ نعمت اللہ ولیؒ) کے صاحبزادے تھے نہ کہ پوتے۔

Marfat.com

سے نکال دیا تھا، ان میں سے بہتیرے تہ تیغ ہوئے۔ جو بچ گئے وہ بھاگ کر شام میں اپنی دوسری شاخ کے ساتھ پناہ گزین ہوئے، شہر حلب کے آس پاس انھوں نے متعدد قلعے بنا رکھے تھے، جہاں سے وہ بلا امتیازِ مذہب مسلمان اور مسیحی سرداروں کو قتل کیا کرتے تھے۔ یہ گروہ حسن بن صباح کا پیرو تھا اور کتب تواریخ میں نزاری یا حیشیشین کے نام سے موسوم ہے، بہ ظاہر ان کا مقصد سادات کی حمایت تھی، اس لئے کچھ سادات بھی ان کے دامِ تزویر میں آگئے تھے، سلطان بیبرس نے ۶۷۲ھ تک ان کے کل قلعے چھین لئے اور اس جماعت کو منتشر کر دیا۔ ان میں سے بعض حلب میں روپوش ہوئے۔ سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کے عہد میں حلب میں بہ کثرت مدرسے قائم ہوئے جن کے باعث یہ شہر بھی دمشق کے مانند مدینۃ العلوم ہو گیا تھا، یہاں فضلاء عصر درس دیا کرتے تھے اور علم کے پیاسے دور دراز ملکوں سے تکمیلِ فن کے لئے آیا کرتے تھے، ان میں سے ایک جلال الدین بلخی تھے جو بعد کو بہ لقب مولانا روم یقیناً اس گروہ میں شامل ہوئے، جن کی نسبت خود ان کا ارشاد ہے:۔

بیت۔ بہ زیر کنگرۂ کبریاش مردانند
فرشتہ صید پیمبر شکار یزداں گیر

غرض حلب میں اس وقت علم کا چرچا تھا اور اسماعیلیوں سے خالی نہ تھا۔ شاہ صاحبؒ کے والد سیّد عبداللہ نے بھی یہیں تعلیم و تربیت پائی۔ انھوں نے عربستان چھوڑ کر ایران میں سکونت اختیار کی اور شبان کارہ فارس کی ایک عورت سے شادی کر لی، شبان کارہ کردوں کے ایک جرگہ کا نام ہے، جو عہد سلاجقہ سے نواحِ داراب گردِ ملکِ فارس میں آباد تھا۔ انہی کے نام پر یہ

خطۂ زمینِ شبان کارہ کہلایا (جرنل رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن بابتہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۲۸ مضمون بر نزہتہ القلوب، حمد اللہ مستوفی) اس کا ایک بڑا قصبہ "ایگ" (ایج) ہے. قاضی عضد شافعی مذہب اشعری بالعقاید جن کی تصنیف مواقف مع شرحِ میر شریف آج تک متداول ہے، یہیں کے رہنے والے اور شاہ کے اساتذہ میں سے تھے، خواجہ حافظ ایک قطعے میں کہتے ہیں کہ چند سال پیشتر ملکِ فارس پانچ غیر معمولی ہستیوں سے آباد تھا " من جملہ ان کے

دگر شہنشہ دانش عضد کہ در تصنیف
بنائے کارِ مواقف بنامِ شاہ[1] نہاد

(شاہ سے شاہ شیخ ابو اسحاق انجو مراد ہے)

سید عبد اللہ کا صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ پیری مریدی کیا کرتے تھے اور مکران کی راہ سے ہندوستان کے صوبہ "کچھ" تک پہنچے. کہا جاتا ہے کہ شاہ شہر حلب میں بروز پنجشنبہ ۲۲ رجب ۷۳۰ھ یا ۷۳۱ھ میں پیدا ہوئے، ان کی ولادت حلب میں اسی صورت میں یقین کی جا سکتی ہے کہ ان کے والد نے فارس میں شادی کی. وہاں سے "کچھ" آئے، پھر حلب کو لوٹے جہاں شاہ پیدا ہوئے اور یہاں سے شیراز واپس آئے جہاں شاہ کی طالب علمی کا زمانہ گزرا. ولادت کے روز و مہینہ بھی شبہ سے خالی نہیں، کیونکہ یہی روز و ماہ ان کی وفات کے بھی بتاتے جاتے ہیں. حالانکہ ایسا ہونا غیر ممکن نہیں، شاہ کی طالب علمی کے زمانے میں علاقۂ فارس کا حکمران وہاں ہی کا رہنے والا شاہ شیخ ابو اسحاق انجو[2] تھا.

---

[1] شاہ شیخ ابو اسحٰق انجو. قدیم دستور کے مطابق مصنف نے حمد و نعت کے بعد بادشاہِ وقت کا نام لکھا ہے [2] انجو شیراز کے ایک مشہور محلہ کا نام ہے.

Marfat.com

یہہ ایک نہایت خدا ترس اور پاک باز شخص تھا، اس کے بڑھاپے کا زمانہ تھا کہ خراسان سے مبارز الدین مظفری شیراز پر حملہ آور ہوا اور شہر کو آسانی سے فتح کر کے شاہ ابو اسحاق کا خاتمہ کر دیا اور خاندانِ مظفری کی حکومت کی بنیاد ڈالی، اس خاندان میں شاہ شجاع سب سے نامور گزرا ہے، خواجہ حافظ نے اس کی اور شاہ ابو اسحاق کی مدّح سرائی کی ہے، ایک قطعہ میں آخر الذکر کی تاریخ قتل ذال و نون یعنی ۷۵۰ھ لکھی ہے، واضح رہے کہ اس وقت اور اس کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد یعنی آغازِ عہدِ صفویہ تک اہلِ ایران سنّی مذہب رکھتے تھے، بڑے بڑے فقہاء و متکلمین اس سرزمین سے اُٹھے جو حنفی یا شافعی تھے اور عقاید میں ماتریدی یا اشعری، خاص شہر شیراز میں قاضی عضد قاضیِ شہر تھے، ان کے بعد علاّمہ تفتازانی و سیّد شریف نے شہرت پائی جن کی تصنیفیں عقاید پر آج تک متداول ہیں مزید برآں اس وقت ایران میں تصوّف کا بڑا چرچا تھا خواجہ بہاء الدین نقشبندی ان ہی کے ہمعصر تھے اور معتقدین کا جمِ غفیر ساتھ رکھتے تھے۔ شیعہ قہستان وغیرہ میں جا بجا پائے جاتے تھے۔ مگر قلیل مقدار میں یہہ بھی دو فرقوں میں بٹے ہوتے، ایک اثنا عشری دوسرے اسماعیلی "

مشہور کتاب "ایٹ ایرس ان ایران"، میں میجر پی۔ ام۔ سائیکس نے ص۴۸ پر شاہ صاحب کے جو حالات لکھے ہیں ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"ہنا کی کاروان سرائے جہاں ہم ٹہرے تھے ۷۵۰۰ فٹ بلندی پر واقع تھی یہہ ایسا مقام ہے جہاں وادی کچھ بند ہوتی ہے۔ پورے طور پر تنگ نہ صحیح۔ چونکہ ماہان کا فاصلہ یہاں سے مختصر تھا۔ اس لئے ہم دیر سے نکلے تھے ٹیلوں کے نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد ہم نے نیلے رنگ کے مینار دیکھے۔ یہہ مینار

ایک مشہور مقبرہ کے تھے تھوڑی ہی دیر میں ریگستان عبور کرنے کے بعد ہم ایک خوبصورت باغ "فرمن فرما" میں آرام سے پہنچ گئے۔ یہاں بہتے ہوتے پانی، دلکش چشمے اور سایہ دار درخت دلچسپ منظر پیش کر رہے تھے اور دھیمی آواز کے سبب سے ہم بمشکل سو سکے۔

ہم کو جلد ہی مقبرہ دکھایا گیا جو سید نور الدین یزدی المعروف بہ شاہ نعمت اللہ کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا۔ آپ حضرت امام باقرؑ کے سلسلہ سے ہیں آپ ۷۳۰ھ (۱۳۳۰ء) میں بمقام حلب پیدا ہوئے۔ کافی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے اسفار کا سلسلہ اختیار فرمایا۔ ۸۰ دن تک کوہ دماوند کی چوٹی پر آپ نے مراقبہ میں گزارے اور اتنا ہی عرصہ کوہ الوند کی چوٹی پر جو یونانی سیاحوں کا مقام تھا آپ نے گذارے یہاں سے آپ کربلا تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے ۴۰ دن خاک پر بسر کئے۔ یہاں سے نجف اشرف ہوتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے۔ جہاں آپ نے سات سال تک سکونت اختیار کی۔ یہاں آپ کی ملاقات شیخ عبد اللہ یافعیؒ سے ہوئی جن کے ساتھ آپ نے چند سال سفر کیا۔ اس دوران غالباً آپ ہندوستان بھی تشریف لے گئے۔

سمرقند میں آپ کی ملاقات امیر تیمور سے ہوئی جس نے آپ کی بہت عزت و توقیر کی۔ آپ کے معتقدین کی تعداد بہت بڑھنے کی وجہ سے بادشاہ (تیمور) نے آپ کی اطمینان بخش سکونت کے لئے فاصلہ پر ماہان میں ایک مکان بنوایا اور آپ کو وہاں بھجوا دیا۔ آپ چونکہ پیدائشی سیاح تھے۔ وہاں سے شیراز پہنچے جہاں لوگوں نے آپ کی بہت تعظیم و توقیر کی۔ احمد شاہ بہمنی بادشاہ دکن نے آپ کے لئے بہت قیمتی تحفے بھیجے جن کا محصول آج کل کے سنتر ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہوتا ہے یہ محصول سلطان شاہرخ نے ادا کیا کیونکہ اس کی بیوی نے کہا کہ اگر یہ محصول عائد کیا جائے گا تو آئندہ تاریخ میں یہ بات اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جائیگی۔

آخر کار شاہ نعمت اللہ ولی کا وصال ۸۳۴ھ (۱۴۳۰ء) میں ایک سو سال کی عمر میں ہوا۔ شاہ کی پیشین گوئیاں آج تک مشہور ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور

Marfat.com

وہ ہے جس کا ترجمہ مسز اسٹیل نے کیا ہے :۔

آتش پرستی ایک سو سال تک، مسیح ایک صدی تک پھر آنسو۔ (یعنی عیسائیوں کی ایک حکومت ہندوستان میں ایک سو سال تک رہے گی) پھر سچا خدا آئے گا دوبارہ' اور پھر ایک جھوٹا قتل ہوگا۔

یہ پیشگوئی ایک نسل تک ہر ایک کی زبان پر جاری رہی اور غدر ۱۸۵۷ء کے اسباب میں سے ایک سبب ثابت ہوئی گو اصل سبب نہیں۔

دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ پرشیا کا آخری بادشاہ نصیر الدین کہلائے گا۔ اس کو بلوچ بہت دُہراتے تھے اور یہ صحیح ثابت نہیں ہوئی۔

ماہان اور کرمان کے درمیان ریتیلی پہاڑیوں کا سلسلہ ہے ان ریتیلی پہاڑیوں پر قنات اچھی طرح لگائے جا سکے معلوم ہوا کہ زمین سخت ہے۔ یہاں سے قریب "پایاب" کے نام سے ایک مقام ہے جہاں چند گھنٹے ٹھہرے تاکہ اُونٹوں کو بھی آرام ملے۔ مغرب کے قریب سر آساب پہاڑی کا سلسلہ اور قلعہ پار کر کے ہم کرمان پہنچے۔ یہ دوسری مرتبہ تھا ایک سال کے بعد۔"

تعلیم و تربیت

شاہ صاحبؒ کے والد سید عبداللہ عربستان و حلب سے ایران تشریف لائے تھے، کنج مکران میں قیام کیا۔ بالآخر اسی نواح میں آپ کا وصال ہوا۔

۱؎ انگریزوں کی حکومت ایک سو سال تک ہندوستان میں باقی رہنے کا شعر بھی شاہ نعمت اللہ ولی کا نہیں ہے بلکہ کسی اور کا شعر یہ ہے۔ (مولف)

بعد ازاں گیرد نصاریٰ ملک ہندوستان تمام — حکم شاں صد سال در ہندوستاں پیدا شود

(حضرت نعمت اللہ ولی مولفہ قمر اسلام پوری ص ۳۵) ۲؎ "پرشیا کا آخری بادشاہ نصیر الدین کہلائیگا" دراصل یہ پیشگوئی بھی شاہ نعمت اللہ ولی کی نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ سر سائیکس کو صحیح مواد دستیاب نہیں ہوا تھا (مولف)

شاہ صاحبؒ اپنے والدین کے زیرِ پرورش رہے۔ آپ کی طالب علمی کا زمانہ شیراز میں گزرا جہاں آپ نے عمدہ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پانچ سال کی عمر سے ہی آپ کے چہرے سے بزرگی و رشد کے علامات ظاہر ہوتے تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے مستند علماء سے تعلیم حاصل فرمائی۔ "مجمع الفصحا" کی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے:-

"مقدمات علوم شیخ رکن الدین شیرازی سے علم کلام بلاغت شیخ شمس الدین مکیؒ سے، حکمت و تفسیر سید جلال الدین خوارزمی سے، اصول فقہ قاضی عضد الدین سے۔"

آپ کے یہ تمام اساتذہ اپنے زمانہ کے جیّد عالم اور اپنے اپنے فن میں کمال رکھتے تھے، ایران کا علمی ماحول بھی نہایت سازگار اور پُرسکون تھا۔

مشہور مشائخین و علماء جن کی تفصیل ہم عصر علماء کے ضمن میں علیحدہ بیان کی گئی ہے، موجود تھے اس اعتبار سے بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کی پرورش تعلیم و تربیت عالمانہ و نہایت عمدہ اور اچھے ماحول میں ہوئی تھی۔

دوسرا باب

خصوصی علوم وفنون

جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے شاہ صاحبؒ نے اپنے زمانے کے جیّد علماء سے مقدمات علم بلاغت، حکمت، علم کلام و اصول فقہ کی تحصیل فرمائی تھی لیکن جس فن میں آپ نے بدرجۂ اتم کمال حاصل کیا وہ تصوف ہے۔ آپ کا عربی خصوصاً فارسی صوفیانہ کلام نہایت بلند پایہ ہے۔ آپ کے مطبوعہ کلام اور نادر مخطوطۂ کلیات (فارسی) کے مطالعے سے آپ کی بلندیٔ فکر، وسعتِ نظر، روحانی ارتقاء اور تصوف کے نازک ترین مسائل کو بیان کرنے میں آپ کی کامل مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے کلام کا نمونہ اس کتاب میں بمصداق "مشتے نمونہ از خروارہ" شائع کیا گیا ہے

سلسلۂ قادریہ، چشتیہ، نقش بندیہ، سہروردیہ وغیرہ کی طرح شاہ صاحبؒ نے ایک سلسلہ "نعمت اللّٰہی" رائج فرمایا تھا۔ آپ کے مرید، خلفاء معتقدین اور پسماندگان اپنے نام کے ساتھ "نعمت اللّٰہی" لکھتے ہیں۔

جناب میر مصطفٰے علی تھانوی نے شاہ صاحبؒ کے فضل و کمال کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

"بحر العلوم حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ ایک شارحِ رموزِ عرفانی، مفسّرِ اسرارِ روحانی، فاضل اجل اور شاعر بے بدل تھے۔

آپ علم کلام، حکمت، بلاغت، فصاحت، ادب، فقہ و تفسیر کے ایک عالم متبحر تھے۔ حضرت کی تصانیف عالیہ کی تعداد تین سو تا پانچ سو بیان کی

Marfat.com

جاتی ہے جب کہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام جلد سوم ص۹۲۲ میں آپ کے تصنیف کردہ رسالہ جات کی تعداد (۵۰) بتلائی گئی ہے۔ ایک سو رسالہ جات انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مرتب نے حاصل کئے تھے۔ مجمع الفصحا میں حضرت کی تصانیف (۳۰۰) سے زائد بتلائی گئی ہیں۔ بہرحال آپ ایک کثیر التصانیف صاحب حال بزرگ اور باکمال اہل قلم تھے۔ آپ کی تصانیف کا خاص موضوع درویشی یا تصوف ہے اور بنیادی موضوع وحدۃ الوجود ہے۔ ان رسالہ جات میں آپ نے رموز واسرار تصوف کی تشریح فرمائی ہے۔

آپ نے ابن عربیؒ کی تصنیف کا فارسی میں ترجمہ فرمایا تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کلمات[۱] کی شرح کا (جو خواجہ کمیل بن زیاد نے عربی میں ترتیب دی ہے) آپ نے فارسی میں ترجمہ فرمایا جس میں حقائق و معانی بطرز رموز واسرار بیان کئے گئے ہیں۔

تصانیف و تالیفات

حضرت کی نثری تصانیف کا ایک بہت ہی نایاب مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ لائبریری) حیدرآباد دکن میں موجود ہے۔ اس کا عنوان "مجمع اشعار" دیا گیا ہے۔ یہہ کتاب مجمع الاشعار نہیں ہے بلکہ "مجمع الرسائل" تصوف پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف نے اس مخطوطہ کا مطالعہ کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہہ مجموعہ حضرت نعمت اللہ شاہ قدس سرہٗ کی تصنیف موجودہ (۱۲۵) رسالہ جات پر مشتمل ہے جس کا موضوع تصوف ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا بڑا خزینہ تصانیف نعمت اللہی کہیں اور میسر ہو سکے گا اس مجموعہ رسائل نعمت اللہی کی تفصیل شامل کتاب ہذا ہے۔

---

[۱] ایک رسالہ مختصر در شرح کلمات امیر المومنین حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہٗ کہ خواجہ کمیل بن زیاد تصنیف کردہ است بطرز اسرار و حقایق و معارف واضح بیان نمودہ است کہ آنرا نظیرے نیست، باوجود شیخ عبدالرزاق کاشی و دیگر بزرگانِ دین شرح نوشتہ اند، اما شرح میر نعمت اللہ ولی برہمہ ممتاز است (مشکواۃ النبوۃ ورق ۴ ۲۹ و مرۃ لاسرار ص۱۳۴ بحوالہ مخطوطہ جناب علوی صاحب ص۲۵)

Marfat.com

شاہ صاحبؒ کے کلام کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ آپ نے اپنے کلام میں تسلیم و رضا، فنا فی اللہ، اور وحدۃ الوجود کے ادق سے ادق اور نازک ترین نکات و رموز کو نہایت سلیس، شستہ اور بامحاورہ فارسی میں بیان فرمایا ہے:۔

مہدی حسن ناصری نے آپ کے کلام کی یہہ خصوصیت بیان کی ہے :۔

"شاہ نعمت اللہ کی غزلیں وحدۃ الوجود کے رنگ میں ہیں یا حقائق تصوف کی شرح میں"۔

(ضادید عجم مولفہ مہدی حسن ناصری صفحہ ۲۲۷)

استاد سعید نفیسی نے لکھا ہے :۔

"شاہ نعمت اللہ علاوہ بر سرودن شعر کہ دراں گاہے (سید) وزمانے (نعمت اللہ) تخلص میکردہ رسائل مختلفے در عرفان وتصوف از خویش بیادگار گذاشتہ است

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی صفحہ ۱۸ دیباچہ)

مولف تاریخ برگزیدگان مشاہیر ایران و عرب[1] نے شاہ صاحبؒ کی تصانیف میں "امانت"، "صرف خیرات"، شرح اخلاص و شرح گلشن راز بتایا ہے۔

صاحب مجمع الفصحا نے شاہ صاحبؒ کے رسالہ جات حقایق و معارف کی تعداد تین سو (۳۰۰) سے زیادہ بتائی ہے۔ یہہ بھی لکھا ہے کہ ایک عرصہ قبل ذوالریاستین شیرازی مرحوم نے چند رسالے چھپوائے تھے۔ لکھا ہے کہ "عدد رسالات

سید زیادہ از سی صد است مولف ہشتاد و دو رسالہ عربی و فارسی اورا دیدہ است والآن حاضر است دیوانش را جمع کردہ اند سید داعی اللہ شیرازی

---

[1] تاریخ برگزیدگان مشاہیر ایران و عرب، از امیر مسعود ص ۵۸۶

Marfat.com

برآں دیباچہ نوشتہ است اینک دہ، دوازدہ ہزار بیت موجود است

شروع دیوانش ایں است

بحر

خوش بگو اے یار بسم اللہ بگو ہر چہ می جوئی زِ بسم اللہ بگو
اسم جامع جامع اسماء بود صورت ایں اسم عین ما بود

دو نسخہ قلمی آں و مطبوعہ طہران دریں کتب خانہ آصفیہ موجود است

"دو نسخۂ قلمیہ در فن تصوف بر نمبر ۱۲۹۵ بنام کلیات تخ. ون است بخط نستعلیق صاف مکتوبہ بقلم عبدالعلی نعمت اللہی۔

(از فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ جلد اوّل ص۵۸۵)"[1]

میں نے جنوری ۱۹۷۵ء میں کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن (اسٹیٹ لائبریری) میں شاہ صاحب کی حسب ذیل تصانیف دیکھیں۔

۱۔ دو مطبوعہ دیوان (طہران)

۲۔ ۱۴۷۰۰ اشعار پر مشتمل ایک نادر مخطوطہ کلیات جو نہایت عمدہ خط میں ہے۔

۳۔ مختلف عنوانات تصوف پر مشتمل (۱۲۵) قلمی رسالوں کا مجموعہ

یہ دونوں مخطوطات نادر ہیں جن کی طباعت ہو جاتے تو یہ نادر و نایاب خزینہ محفوظ رہے گا ورنہ تلف و کرم خوردہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

خصوصیات کلام

شاہ صاحبؒ ولی کامل، صوفی بے مثال، جیّد عالم، عارف باللہ اور شہرۂ آفاق بزرگ تھے، آپ نے اپنے زمانے کے مستند اور بلند پایہ علماء سے علوم دینی کی تحصیل کے بعد بلاد اسلامیہ کے سفر کے دوران باکمال اہل اللہ سے ملاقات کر کے ان سے روحانی فیض حاصل فرمایا۔

---

[1] نیشنل لیاقت لائبریری کراچی میں کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن (اسٹیٹ لائبریری) کا مطبوعہ کیٹلاگ موجود ہے جس میں یہ عبارت درج ہے۔

آپ کا کلام جس کی تفصیل آپ کی تصانیف کے ضمن میں بیان کی گئی ہے، تصوف وعشق الٰہی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس میں عرفان، تسلیم ورضا، فنا فی اللہ، وحدۃ الوجود کے رموز اور ادق سے ادق نکات نہایت سلیس، بامحاورہ اور شستہ زبان میں موجود ہیں۔ حقیقت میں آپ کا کلام (نظم ونثر) معرفت کا بحر بیکراں ہے۔

جناب م۔ ع۔ علوی صاحب نے شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ دیوانوں، ضخیم مخطوطۂ کلیات ومخطوطہ مجموعہ ۱۲۵ رسالہ جات فارسی کا کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن (اسٹیٹ لائبریری) میں تفصیل سے مطالعہ فرما کر محنت شاقہ اور عقیدتمندی سے آپ کے سوانح حیات اور کلام کا نمونہ مرتب فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"قدوۃ السالکین حضرت نعمت اللہ شاہ کرمانیؒ ایک جلیل القدر عارف ربانی، عظیم المرتبت صاحب حال صوفی، فاضل اجل وعالم بےمثل اور ممتاز مصنف تھے۔ اتقا اور پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر نان جویں یا جنگل کے درختوں کی پتیوں پر بسر کی۔ اور دن رات ذکر وشغل، مجاہدۂ نفس اور تعلیم وتعلم میں مصروف رہے۔[1] آپ تمام علوم متداولہ کے ایک عالم متبحر تھے آپ نے مقدمات علوم، شیخ شیرازی سے، علم کلام وبلاغت شیخ شمس الدین مکیؔ سے، حکمت وتفسیر سید جلال الدین خوارزمی سے، اصول فقہ قاضی عضد الدین سے تحصیل فرماتے۔ جب یہ چشمۂ علم بھرپور ہو گیا تو انہار علم بصورت تصانیف ظاہر ہوئیں۔ آپ کی ۵۰۰ تصانیف بیان کی جاتی ہیں۔ آپ نہ صرف ایک فاضل اجل بلکہ ایک باکمال اور عدیم المثال سخن گو اور فارسی کے ایک مسلم الثبوت اور پرگو شاعر تھے۔ آپ کے قلمی کلیات میں جو (۱۴۱۷۰) اشعار پر مشتمل ہے مختلف النوع اصناف

---

[1] "بسیارے مردے صاحب کمال وصاحب حال بودند وخرق عادات از ایشاں لامتناہی شدہ کہ در بیان نمی آید، تمام عمر بجز نان جو وبرگ درخت صحرا دگر، ہیچ چیزے نمی خوردہ اند وریاضت متقدانی وقت بودند ودر زمانہ خود ثانی ندا شتند" (منبع الانساب ص ۱۸۷)

Marfat.com

شاعری میں آپ کا عارفانہ کلام ملتا ہے۔ آپ کے کلام سراپا الہام میں سعدیؒ کی حکمت و بے ساختگی، خسروؒ کی شیریں بیانی، اور فنائیت تبریزؒ کا کیف و سرور، جامیؒ کا ذوقِ عرفان، حافظؒ کا فیضِ وجدان مغربیؒ کی وارفتگی ملتی ہے۔"

(مخطوطہ جناب م۔ع۔ علوی صاحب۔ ۱۲)

جناب قمر اسلام پوری صاحب نے اپنی کتاب "حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ" کے صفحہ ۴۳ پر روزنامہ امروز ۱۹ جولائی ۱۹۴۸ء کا ایک زبردست تنقیدی نوٹ درج فرمایا ہے جو حسب ذیل ہے:-

"شاہ نعمت اللہؒ اپنی نیکی اور پرہیزگاری کی وجہ ہی سے نہیں بلکہ اپنے شاعرانہ کمالات کی وجہ سے بھی بہت مشہور ہیں۔ تمام ارباب تذکرہ ان کا نام بڑی عزت سے لیتے ہیں اور ان کے کلام کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ شاہ صاحب کا شمار صوفی شعراء کے اس گروہ سے ہوتا ہے جن میں سنائی۔ عطار۔ مولوی۔ عراقی۔ اوحدی۔ سلطان ابوسعید۔ ابوالخیر وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے اشعار میں بڑی حلاوت اور لوچ ہے زبان بڑی منجھی ہوئی ستھری، اور یہ چیز ان کے اکثر معاصر اور قریب العہد شعراء میں موجود ہے۔"

سفر

شاہ صاحبؒ کو اہل اللہ سے مل کر خوشی ہوتی تھی۔ صرف حصول تعلیم ہی آپ کی زندگی کا مقصد نہ تھا بلکہ روحانی مدارج کے حصول اور محبت و قرب الٰہی کی اعلیٰ منازل طے کرنا بھی آپ کے پیشِ نظر تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے مختلف ممالک اسلامی کے سفر کا سلسلہ اختیار فرمایا۔ اس دوران ریاضت و عبادات میں مصروف رہے اور بہت صعوبتیں برداشت کیں اہل اللہ سے ملاقاتیں کیں کسی سے استفاضہ کیا اور کسی کو مستفیض فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ عبادات کے علاوہ اہل نظر ہستیوں کی رفاقت اور صحبت اولیاء کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے جس سے قلوب منوّر ہوتے

Marfat.com

ہیں۔ مولانا روم نے خوب کہا ہے۔

یک زمانے صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

شاہ صاحبؒ خود اس سلسلے میں فرماتے ہیں:۔

ما نا نظر از اہلِ نظر یافتہ ایم
از سِرِ وجود خود خبر یافتہ ایم
ما دُرِّ یتیم را بدست آوردیم
دریائے محیط پُر گہر یافتہ ایم

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ ص ۶۹۲)

ہم اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنتے ہیں کہ "ولی را ولی می شناسد" یعنی ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ دراصل اولیاء کا درجہ بہت بُلند ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے

اولیائی تحت قبائی لایعرفہم سوائی

میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ سوائے میرے انھیں کوئی نہیں پہچانتا

مؤلف مجمع[1] الفصحا کا بیان ہے کہ سفر کے دوران سردی کے موسم میں جب آپ سمرقند کے پہاڑ پر غار میں عبادت میں مصروف تھے تو برف سے غار ڈھک گیا جب برف پگھلی تو لوگوں نے آپ کو بخیر و عافیت پایا، متحیر ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و مقبول بندہ کو بچانا چاہتا ہے۔ تو اس کو موسمی یا دوسرے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

---

[1] "در سفر ما وراء النہر چندے بہ شہر سبز توقف کرد و در کوہستان سمرقند العین ہا داشت و در سردی زمستان فرداً وحیداً در آن مغارہا بہ ریاضت بسر برد، و از کثرت برف راہ ہا مسدود شد۔ چوں در بہار صحاوران بداں کوہسار شد و برف بگداخت سیّد را در غارے دیدند و متحیر ماندند۔ با امیر گورگانی معاصر بود۔ در حدود کوہستان او رنج بعضے کرامات.... تو دہزار کس با میداظہار ارادت کرد"

(مجمع الفصحاء)

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

اگرچہ سفر و سیاحت کے دوران میں آپ کو سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں. لیکن آپ ثابت قدم رہے. چنانچہ آپ نے موسم سرما میں کوہ دماوند[1] (DEMAVAND) کی چوٹی پر جو طہران کے شمال مشرق میں واقع ہے ۸۰ دن مراقبے اور یادِ الٰہی میں گزارے اور تقریباً اتنے ہی عرصے تک کوہ الوند (MOUNT ALVAND) پر (جو یونانی جغرافیہ دانوں کا تحقیقاتی اور تجرباتی مرکز تھا) آپ عبادت الٰہی و ریاضت میں مشغول اور مستغرق رہے. اس واقعے کو سر سائیکس نے اپنی مستند کتاب میں بھی بیان کیا ہے.

یہہ وہی کوہ الوند ہے جس کا ذکر علامہ اقبال نے اس طرح فرمایا ہے:۔

جوش کردار سے جمشید و سکندر کا طلوع
کوہ الوند ہوا جس کی حرارت سے گداز

شمشیر

شاہ صاحبؒ نے بھی کوہ الوند کے متعلق یہہ شعر لکھا ہے. کیونکہ اس پہاڑ کی یاد آپ کے دل سے محو نہیں ہوئی تھی.

دِل ما در ہوا ے الوند است　　　　در سرِ زلف یار در بند است

آپ نے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے قیام کے زمانے میں قطب الدین رازیؒ سے ملاقات فرمائی. یہاں سے مصر تشریف لے جاکر سلطان حسین اخلاطی سے ملاقاتؒ کی. اس کے بعد ایران واپس تشریف لائے. تبریز کے سراب میں سید قاسم انوار سے جو صوفیہ و اقطاب کے پیشوا تھے. ملاقات فرمائی. آپ کے ارادت مندوں میں قاسم انوار شامل ہوئے.

---

[1] "ایٹ ایرس ان ایران" صـ ۱۴۸ از سر سائیکس EIGHT YEARS IN ERAN

"شاہ ولی پس از تحصیلات دست بسیر و سفر باتے زو منجملہ بمکہ و مدینہ وپس بمصر رفت و در آنجا بود کہ حسین اخلاطی را ملاقات نمود. پس با یران بازگشت و چندے در سراب تبریز بود و ہم در آنجا قاسم انوار کہ از پیشوایان تصوف و اقطاب بود بحضور او رسید و سلسلہ ارادت در جبنا نید"

(رسالہ تلاش فارسی طہران صہ ۱۵)

محولہ رسالہ میں لکھا ہے کہ اس کے بعد آپ نے ماوراالنہر کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر میں ایک بڑے عالم و فاضل بزرگ میر حسینؒ سادات سے آپ کی ملاقات ہوئی جنھوں نے کار خیر میں حصہ لے کر سیدہ حسیبہ نسیبہ بنت عماد الدین حمزۃ الحسن (سلطان بخت کی بھانجی) کے ساتھ آپ کا عقد کرا دیا۔ یہ واقعہ تقریباً سنہ ۷۹۰ء کا ہوگا اور اس لحاظ سے اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال ہوگی۔

(رسالہ تلاش مذکور صہ ۱۵)

مجھے رسالہ "تلاش" کے مؤلف کے اس بیان سے اختلاف ہے۔ کیونکہ آپ کے اکلوتے صاحبزادے شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے سنہ ولادت یعنی سنہ ۷۷۵ھ سے اس کی مطابقت نہیں ہوتی (شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا سنہ ولادت سنہ ۷۳۰ھ ہے) شاہ صاحبؒ کی عمر محولہ عقد کے وقت تقریباً ۴۵ سال کی ہو سکتی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔

"بہر حال سید بہ ماوراالنہر نمود رفت و در آنجا میر حسین سادات کہ خود از فضلائے عصر بود سید را بکار خیرے دلالت کرد. باین معنی

ما اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں جن کی ایک تالیف "کنز الرموز" تصوف سے متعلق لاجواب کتاب ہے۔ کتاب انوار اصفیا کے صہ ۲۴۳ پر آپ کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ تاریخ وفات چھٹی شوال سنہ ۷۱۸ھ بتاتی ہے نیز لکھا ہے کہ ذیل کے شعر کے لحاظ سے آپ سنہ ۷۲۹ھ تک زندہ تھے

در ہفت صد و بست و نہ ہجری گشت آخر ایں کتاب ختمت

ای سید : سبیبہ نسیہ ؟ اگر خواہرزادہ سلطان بخت و بنت میر عماد الدین حمزۃ الحسینی بودہ از دواج شاہ نعمت اللہ ولیؒ درآورد۔ ظاہراً دریں وقت شاہ نعمت اللہ شصت سال داشتہ و بنابراین این ازدواج درحدود ۷۹۰ھ باید صورت گرفتہ باشد"

(رسالۂ تلاش فارسی مذکورہ سدرہ صـ۱۵)

آپ کے سفر وسیاحت کے بارے میں سرسائیکس نے لکھا ہے کہ پہاڑوں پر ریاضت اور عبادت ومراقبے میں مصروف رہنے کے بعد آپ کربلائے معلیٰ تشریف لے گئے جہاں آپ نے خاک پر ۴۰ دن بسر کئے۔ یہاں زیارت سے فارغ ہوکر آپ نجف اشرف پھر وہاں سے مکہ معظمہ ومدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی یہاں ۷ سال تک قیام فرمایا اور اسی دوران شیخ عبداللہ یافعیؒ سے بیعت کی۔ اور فیض حاصل کیا نیز آپ کے ساتھ چند سال تک سفر اختیار کیا اور سمرقند میں آپ نے امیر تیمور سے ملاقات فرمائی جس نے آپ کی بہت تعظیم وتکریم کی لیکن جب آپ کے مریدین ومعتقدین کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی تو امیر تیمور نے اس خیال سے کہ آپ کچھ فاصلہ پر اطمینان سے سکونت پذیر ہوں قصبہ ماہان علاقہ کرمان (ایران) میں آپ کے قیام کے لئے ایک قیام گاہ تعمیر کروائی۔ سمرقند سے ہرات پھر وہاں سے شیراز (ایران) روانہ ہوتے۔ جہاں ہر شخص نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ وہاں سے یزد اور آخر میں ماہان تشریف لے گئے جہاں آپ نے مستقل قیام فرمایا اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(رابیٹ ایرس ان ایران۔ سرسائیکس صـ۱۴۹ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد ۳ صـ۹۲۲)

ام۔ اے۔ حفیظ صاحب اپنی تالیف "شاہ نعمت اللہ ولی" میں شاہ صاحبؒ کے سفر و حالاتِ زندگی کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں :-

"ان ہی ایام میں انھوں نے ہرات کے ایک سید صحیح النسب میر عماد الدین حمزۃ الحسینی کی لڑکی، سلطان بخت کی بھانجی سے نکاح کرلیا تھا۔ صاحب مجمع الفصحا

Marfat.com

کا بیان ہے کہ یہ نکاح میر حسینی سادات مؤلف کنز الرموز و مصباح الارواح کی وساطت سے انجام پایا لیکن میر حسینی سادات جو ان کتابوں کے مؤلف ہیں اور شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ کے مرید تھے اس تقریب کے نصف صدی پیشتر یعنی ۷۰۸ھ میں وفات پا چکے تھے۔

بعد ازاں کرمان پہنچے۔ ان کے فرزند امیر برہان الدین خلیل اللہ بتاریخ یازدہم ماہ شعبان ۷۷۵ھ پیدا ہوئے۔ سارے دیوان میں یہی ایک تاریخ پائی جاتی ہے۔ یہاں سے نکل کر کوہ بنان آئے۔ یہ وہ کوہ بنان نہیں جو ملک شام میں ایک مشہور پہاڑ ہے بلکہ مضافات اصفہان میں ایک دیہات تھا جہاں ہزاروں مرید تھے جن سے ایک بستی آباد ہو گئی تھی۔

اس کے بعد شاہ صاحبؒ کے حالات کا تقریباً تیس سال تک پتہ نہیں چلتا۔ معاملات ملک پر نظر ڈالنے سے یہ راز کھل جاتا ہے۔ ۷۸۲ھ سے سارا ایران امیر تیمور کی جولانگاہ بن گیا تھا۔ اس سال وہ شیخ زین الدین ابوبکر تواحیؒ سے ملا۔ انھوں نے اس کے حق میں بہت کچھ دعائیں دیں۔ ...... غرض اس زمانے میں سارا ایران اس شہباز کے پنجہ میں تھا۔ صاحبقران نے ۸۰۷ھ میں انتقال کیا...... شمال میں امیر تیمور کے ایک چھوٹے بیٹے شاہ رخ مرزا نے جس کو وہ بہت عزیز رکھتا تھا، خراسان و ماوراالنہر پر قبضہ کر کے پایۂ تخت سمرقند سے ہرات تبدیل کر دیا...... سلطان اسکندر کا دارالسلطنت اصفہان تھا۔ اس کے دربار میں فضلا روزگار کا مجمع رہتا تھا۔ شاہ صاحبؒ اس کے عہد میں تفت میں قیام کرتے تھے جو مضافات یزد میں ایک پُر فضا مقام تھا یہاں انھوں نے ایک خانقاہ بنائی تھی۔

آل تیمور میں شاہ رخ .... سب سے زیادہ نیک نام اور روشن دماغ بادشاہ گزرا ہے ...... اس کا عہد شاہ صاحبؒ کا بھی سب سے زیادہ بزرگی و اقتدار کا زمانہ تھا۔ ایک جم غفیر مریدوں کا ساتھ رہا کرتا تھا۔ خود کہتے ہیں۔

Marfat.com

هر کجا شهر است اقطاع من است
گر به ایران گر به توران می روم
صد هزاران ترک دارم در رکاب
هر کجا خواهم چو سلطان می روم

کہتے ہیں کہ قصبہ ماہان میں ایک پُر فضا مقام تھا اور اب بھی ہے نوے ہزار مریدین کی جمعیت کے ساتھ سکونت پذیر تھے۔ بڑے بڑے علماء و فضلا ان کے مرید یا معتقد تھے۔ امراء و عمائدین ان کی صحبت کو فلاح دارین کا وسیلہ سمجھتے تھے اور ان کی خدمت میں نذریں اور تحفے بھیجا کرتے تھے جس سے دنیا داروں کے سینے میں رشک و حسد کی آگ بھڑکی۔ شاہ رُخ کے پاس ان کی شکایتیں پہنچنی شروع ہوئیں۔ کفر کا فتویٰ[1] بھی دیا گیا۔ سلطان نے ان کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ یہ گئے اور کچھ سوال و جواب کے بعد اس کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور وہ ان کا معتقد بھی ہو گیا۔ اس واقعے کی دولت شاہ نے طول طویل داستان بنا کر رنگین عبارت میں اس طرح تحریر کیا ہے:-

"حکایت کنند کہ سیّد مشرب عالی بود و از نزد حکام و اہل دنیا ہموارہ پیش او ہدیہ ہا و طعامہا آمدے و سیّد قبول کردے و آں نعمتہا را خوردے و نزد مستحقاں رسانیدے۔"

ایم۔ اے حفیظ صاحب بحوالہ مجمع الفصحا یہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مقرر ہوا کہ جامع "مسجد عقیق[2]" کے قفصہ[3] میں مرزا اسکندر بن عمر شیخ کے ساتھ شاہ صاحب

۱؎ مجالس المومنین و ریاض الشعراء۔ ذکر شاہ ۲؎ یہ وہی عقیق ہے جس کا ذکر "سوانح جہاں گرد" حالات سفر ابن بطوطہ میں مولوی محمد چراغ علی صاحب نے ص۲۵ پر اس طرح کیا ہے "یہاں (شیراز) کی ایک خوبصورت اور بارونق مسجد کا نام عقیق ہے جو سب مسجدوں میں نہایت آراستہ و پیراستہ ہے" ۳؎ بعض جامع مسجدوں میں بادشاہ کے لئے تھوڑی سی جگہ گھیرا کرتے تھے جس کو عربی میں قفص، قفصہ اور فارسی میں قفس کہتے ہیں فیضی جب پہلی دفعہ دربار اکبری میں پہنچا تو کہتا ہے:- بادشاہا درون پنجرہ ہم / از سر لطف خود مرا جادہ
زانکہ من طوطی شکر خوارم / جائے طوطی درون پنجرہ بہ

Marfat.com

نماز میں شریک رہیں۔ حافظ رازی نے میر شریف (ایک فاضل بزرگ) کی جانماز مرزا اسکندر کی دائیں جانب اور شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی جانماز بائیں جانب بچھا دی جب شاہ صاحبؒ بازار سے مسجد کے بڑے دروازے کی جانب روانہ ہوئے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم آپ کی دست بوسی کے لئے بڑھا کہ اندیشہ تھا کہ سید شریف لوگوں کے قدموں کے نیچے نہ روند ڈالے جائیں اور آپ کی ہلاکت واقع ہو شاہ صاحبؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اژدہام سے بچایا اور دونوں قصبہ میں داخل ہوئے۔ میر سید شریف نے دیکھا کہ حافظ رازی نے جو آپ کے مرید تھے۔ آپ کی جانماز سیدھی جانب بچھادی ہے (سید شریف) نے وہاں سے جانماز اٹھائی اور بلحاظ ادب بائیں جانب بچھا دی، اور شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے لئے جانماز دائیں جانب منتقل کردی۔ حافظ رازی نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کیا گیا تو سید شریف نے جواب دیا کہ اس قصہ کو چھوڑو تم اولیاء کے حال سے واقف نہیں ہو"

(ص۱۹ تا ص۶۲ شاہ نعمت اللہ ولی مولفہ ام۔اے۔حفیظ صاحب)

مشاغل اس سے قبل بیان کیا جاچکا ہے کہ تحصیل علوم اور سیاحت وسفر سے فارغ ہو کر شاہ صاحبؒ نے کچھ مدت تک شہر یزد (ایران) میں قیام فرمایا۔ آخر میں قصبہ ماہان (نواحی کرمان) تشریف لے گئے جہاں مستقل سکونت رہی یہاں تشریف لانے سے قبل کی آپ کی مصروفیات و مشاغل کا ذکر ہو چکا ہے۔

آپ کے صاحبزادے شاہ خلیل اللہؒ جو ۷۷۵ھ میں کوہ ہنبان میں تولد ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ ماہان تشریف لے گئے۔

آپ (شاہ نعمت اللہ ولیؒ) کے اہم مشاغل، عبادات، رشد و ہدایات و پند و نصائح تھے۔ آپ لوگوں کی رہنمائی فرما کر ان کو اپنے حلقہ ارادت "سلسلہ نعمت اللہی" میں منسلک فرماتے تھے۔ آپ نے تصوف کی بڑی خدمت کی۔ آپ مسجد میں امامت فرماتے تھے۔ اور مجذوبوں کو تربیت دیتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے مطبوعہ دیوان کی

مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

"شاہ چندے در یزد ساکن شدہ و عاقبت در قصبہ ماہان کرمان اقامت گزید تربیت وارشاد مجذوبان پرداخت۔

ہر چند کہ پابستہ این آب وگلیم
از روئے کریماں دو عالم خجلیم
در روے جہاں نیست چو کرمان جائے
کرمان دلم است و ما اہل دلیم

(دیوان شاہ نعمت اللہ صفحہ ۴۹۵)

بزرگان اطراف ہدایا بدرگاہش می فرستادند وطلب ہمت می کردند۔ شاہرخ مرزا تیموری در سفر شاہ نعمت اللہ بہ ہرات او را تعظیم بسیار کرد۔ ہم چنین با اغلب عرفا ومشائخ عصر خویش ملاقات کردہ واکثر آنرا بحلقہ ارادت وطریقت خویش کشانید۔

شاہ نعمت اللہ در طریقہ تصوف موسس سلسلہ مشہور نعمت اللّٰہی است۔ و در راہ طریقت وسیر وسلوک مقامے بلند داشتہ است موارد وجہہ تمایز طریقہ نعمت اللّٰہی از سائر طریقہ ہائے قبل از و بسیار ست۔ ولے مہمتر از ہمہ آنکہ طریقت او تابع شریعت می باشد تا آنجا کہ شخصاً در مساجد حضور می یافتہ وامام جماعت می شدہ و بہ ستوارت شرع مقدس سخت پائے بند بودہ است۔

دانستن علم دین شریعت باشد
گر در عمل آوری طریقت باشد
ور جمع کنی علم وعمل با اخلاص
از بہر رضائے حق حقیقت باشد

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۴۹۵)

البتہ ہر دینے تصوف خاص خود را دارد واینکہ بعضے فکر کردہ اند تصوف اسلامی تحت تاثیر مسیحیت و یا دین دیگرے بودہ۔ در اشتباہ ہستند۔ بنا بر این تصوف ایران تصوف مشترک ایرانی واسلامی است"

بنابرایں تاثیر تصوف ہمیشہ بیش از تاثیر فلسفہ ہاتے زود گذر بودہ است۔ وبہیں دلیل شاہ نعمت اللہ ولی وردمت عمر طولانی خویش کہ گویا تا حدود صد سالگی رسید سبب ارشاد و راہنمائی بسیارے از مردم شدہ بود وحتی کسانیکہ را کہ مشائخ آں عصر از لحاظ قابلیت تصوف مردود دانستند در مجلس خویش پذیرفتہ و مورد قبول قرار دادہ وراہنمائی میکردہ است۔ ہمچنیں برخلاف دیگراں کارو فعالیت را وجہ ہمت خویش مرید انش قرار دادہ است۔"

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی: دیباچہ ص ۱۹-۱۸)

آپ کو اپنے اکلوتے صاحبزادے شاہ خلیل اللہ سے بیحد محبت تھی۔ چونکہ آپ ان کو اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے اس لئے وہ تمام اوصاف اُن (شاہ خلیل اللہ) میں پیدا کرنا چاہتے تھے جن کی ضرورت تھی۔ اسی لئے شاہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادے کی دینی تعلیم اپنے خاص مریدوں کے تفویض فرمائی اور روحانی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لی تھی۔

غرض شاہ صاحبؒ کی زندگی کا ایک اہم کام اپنے صاحبزادے شاہ خلیل اللہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت اور صحیح معنٰی میں اپنا جانشین بنانا بھی تھا۔ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی خاص توجہ کی بدولت آپ کے سعادت مند صاحبزادے (شاہ خلیل اللہ) جملہ اوصاف حمیدہ سے متصف ہوئے۔ اپنے صاحبزادہ کی سعادت مندی اور ان سے آپ کو جو خلوص و دلی لگاؤ تھا اس کو شاہ صاحبؒ نے اپنی نصیحتوں کے ساتھ خاص انداز میں ظاہر فرمایا ہے جس کو اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

شاہ خلیل اللہ اور آپ کی کثیر اولاد کی بزرگ ہستیوں سے اور ان کی کثیر اولاد سے نہ صرف ایران بلکہ سمرقند، ہرات، کابل اور برصغیر پاک و ہند کے بے شمار باشندوں کو غیر معمولی روحانی فیوض حاصل ہوئے۔ اسلام کی اشاعت اور اسلامی سلطنتوں

لہ رسالہ اسلامک کلچر شمارہ ۱ بابت جنوری ۱۹۴۷ء ص ۴۹ مجریہ حیدرآباد دکن

Marfat.com

کے استحکام میں بھی بڑی مدد ملی۔

تعلیم و تدریس

شاہ صاحبؒ کا سب سے اہم مشغلہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف تھا ایک جیّد عالم اور بلند پایہ صوفی و شاعر ہونے کے لحاظ سے آپ نے تصوف و عرفان پر فارسی نظم و نثر پر مشتمل کلام کا خاصا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ عربی میں بھی آپ کا کلام موجود ہے۔ آپ کی تصانیف کے ضمن میں کلام کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

*
**

Marfat.com

تیسرا باب

خلافت شاہ صاحبؒ حضرت شیخ عبداللہ یافعی مکیؒ کے مرید و خلیفہ تھے جناب م۔ رغ۔ علوی صاحب نے اپنے مخطوطہ ۱۹۷۳ء میں شاہ صاحبؒ کے حالات کے ضمن میں خلافت کا اس طرح تذکرہ کیا ہے:۔

"قطب العارفینؒ قدوۃ السالکین سلطان الفقراء حضرت سید امیر نورالدین نعمت اللہؒ ۷۳۰-۷۳۱ھ میں بمقام حلب (عراق) تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی امیر عبداللہؒ تھا۔ سادات کا یہ گھرانا امام باقرؒ کی اولاد سے تھا۔ سلسلہ نعمت اللہی کا آغاز شاہ نعمت اللہ کی ذات ہی سے ہوا۔ زندگی کے ابتدائی دن آپ نے عراق میں بسر فرمائے۔ پھر وہاں سے ۲۴ سال کی عمر میں مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور مشہور شیخ حضرت امام عبداللہ یافعیؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ بعد تکمیل سلوک و ذکر و شغل شیخ نے مرید صادق کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

اپنے شیخ طریقت کے وصال کے بعد مکہ معظمہ سے سمرقند، ہرات، پھر یزد ہوتے ہوئے آخر ماہان (جو کرمان سے ۱۰ فرسخ فاصلہ پر ہے) میں اقامت گزیں ہوتے ہوئے عمر کے بقیہ پچیس سال یہیں گزارے اور ۲۰ رجب ۸۳۱ھ مطابق اپریل ۱۴۳۱ء کو کرمان کے اسی خطہ میں اپنی جان جان آفریں کے حوالے کی اور کرمانی مشہور ہوئے۔ حضرت کا مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت نعمت اللہ جب تولد ہوتے تو امیر تیمور گورگانی کا دورِ حکومت تھا اور جب اپنے شیخ امام عبداللہ یافعیؒ سے تحصیل علوم عرفان کے بعد خلافت سے سرفراز ہوتے تو شاہ رخ مرزا ابن صاحبقران تیمور کی حکومت تھی جو آپ کا عقیدت مند

Marfat.com

تھا آپ نے شیخ کے ارشاد پر نواح بلخ کے ایک کوہسار پر جس کا نام کوہ صاف ہے اور جو رجال اللہ کی قدم گاہ مشہور ہے، ریاضت کی اور چلّے کیے۔ اس کوہسار کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

ظاہرم از کہستان و باطنم در کوہ صاف
صوفیان صاف را در مرحبا باید زدن

گو آپ کے شیخ عبداللہ یافعیؒ تھے مگر آپ نے شیخ صدرالدین شیرازی سے بھی فیض تربیت حاصل کیا۔"

"با بسیارے اکابر وقت تربیت یافتہ اما نسبت ارادت بخدمت امام عبداللہ یافعی داشت وکشائش کار جناب در کوہ صاف واقع شدہ کہ در نواحی بلخ است وآں کوہسار قدم گاہ رجال اللہ مشہور است سید موصوف چہل اربعین در آں برآوردہ دریں باب میفرماید

ظاہرم از کہستان باطنم در کوہ صاف
صوفیان صاف را در مرحبا باید زدن

مرید امام یافعی است۔ اما بخدمت شیخ صدرالدین شیرازی نیز صحبت داشت"

(مشکوۃ النبوۃ ورق ۳۹۳۔ مراۃ الاسرار ص۲۷)

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی شاہ صاحبؒ کا نہایت عقیدت مند اور آپ کے صاحبزادے شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کا مرید و خلیفہ تھا۔ محمد آباد (بیدر) سے ۲ میل کے فاصلے پر سلطان احمد شاہ کا عالی شان و خوشنما گنبد ہے جس کے اندر ایرانی طرز کے رنگ برنگ لاثانی نقش ونگار اور طلائی طغرے قابل دید ہیں۔ نہایت عمدہ خط کوفی خط طغرا اور نسخ وغیرہ میں فارسی اشعار اور عربی آیات لکھی ہوئی ہیں جو اس زمانے کے مشہور نقاش شکر اللہ قزوینی کا کیا ہوا کام ہے۔ ایک طرف شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کا شجرہ خلافت بھی نہایت خوشخط لکھا ہوا ہے جس سے شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا شجرۂ خلافت بھی ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی مرتضی بن ابی طالب، حسن بصری، حبیب عجمی، داؤد طائی، معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی، ابوعلی رودباری، ابوعلی الکاتب، ابوعثمان المغربی، الشیخ ابوالقاسم، ابوبکر النساج، احمد الغزالی، ابوالفضل البغدادی، ابوبرکات، ابوسعید الاندلسی، ابومدین المغربی، الفتوح السعیدی، کمال الدین الکوفی، صالح البربری۔ عبداللہ الیافعی، شاہ نورالدین نعمت اللہ ولی، شاہ خلیل اللہ، سلطان احمد شاہ ولی البہمنی"

اس شجرۂ خلافت کی دوسری طرف سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کا سنہ وفات ۲۹ ذالحجہ ۸۳۹ھ اور اس کے مشہور نقاش شکر اللہ قزوینی کا نام اور حسب ذیل اشعار خوشخط تحریر کئے گئے ہیں:-

تا محیط دیدہ بر ز موج عشق
ہفت دریا را چو سیلے دیدہ ام
نعمت اللہ یافتم در ہر وجود
با ہمہ عشقی و میلی دیدہ ام
نعمت اللہ در ہمہ عالم یکیست
لا تجد مثلی و مثلی لا یجد

("سلطان احمد شاہ ولی بہمنی" مولفہ ظہیر الدین احمد صہ ۱۶۲)

مجھے اپنے زمانۂ طالب علمی ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۹ء میں اس کتبے کو بارہا دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے کیونکہ سلاطین بہمنیہ کے عالیشان گنبد میری رہائش گاہ سے قریب تھے اور میں اکثر فجر کی نماز کے بعد اپنی والدۂ محترمہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے چوکھنڈی حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکن حاضری دیا کرتا تھا جہاں میری والدہ کا مزار ہے سلاطین بہمنیہ کے گنبد اس چوکھنڈی کے قریب واقع ہیں۔

شاہ صاحبؒ نے اپنا نسب نامۂ پدری منظوم کیا۔ اپنا شجرۂ خلافت (سلسلہ شیوخ) بھی منظوم فرما کر کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رکھی۔ آپ کے مطبوعہ

Marfat.com

دیوانوں اور قلمی کلیات میں یہہ شجرہ موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا نسب سلسلہ نقری (شجرہ خلافت) ۲۰ واسطوں سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے منظوم شجرہ خلافت ملاحظ فرمائیے :۔

شیخ ما کامل و مکمل بود | قطب وقت و امام عادل بود
گاہ ارشاد چوں سخن گفتے | در توحید را بکو سُفتے
یافعیؒ بود نام عبداللہ | رہبر رہروان آں درگاہ

۱؎ عبداللہ یافعی

صالح بربریؒ روحانی | شیخ شیخ منست تا دانی

۲؎ صالح بربری

پیر او ہم کمال کوفیؒ بود | کز کمالش بسے کمال افزود

۳؎ کمال الدین کوفی

باز باشد ابو الفتوح سعیدؒ | کہ سعید است آں سعید شہید

۴؎ ابو الفتوح سعید

از ابی مدینؒ او عنایت یافت | بکمال از ولی ولایت یافت
مغربی بود و مشرقی بصفا | آفتابے تمام مہ سیما
شیخ ابی مدنیست شیخ سعید | کز نظیرش بنود در توحید
دیگر آں عارف ودود بود | کینّت او ابو سعودؒ بود

۵؎ ابو مدین المغربی ۶؎ ابو سعود

بود در اندلس ورا مسکن | بس کرم کرد روح او بامن
پیر او بود ہم ابو برکاتؒ | بکمال وجمال وذات وصفات
باز ابو الفضلؒ بود بغدادی | افضل فاضلان باستادی
شیخ او احمدؒ غزالی بود | مظہر کامل جمالی بود

۷؎ شیخ ابو البرکات ۸؎ ابو الفضل بغدادی ۹؎ شیخ احمد غزالی

Marfat.com

خرقه اش پاره بود و او بکراست | زانکه نساج او ابوبکر است[10]

پیر نساج شیخ ابوالقاسم[11] | مرشد عصر و ذاکر دائم

باز شیخ بزرگ ابوعثمان[12] | که نظیرش نه بود در عرفان

[10] ابوبکر نساج [11] شیخ ابوالقاسم [12] ابوعثمان

مظهر لطف حضرت واهب | بندگی ابوعلی کاتب[13]

شیخ او شیخ کاملش دانند | بوعلی رودباریش[14] خوانند

شیخ او هم جنید بغدادی[15] | مصر معنی دمشق دلشادی

[13] ابوعلی کاتب [14] بوعلی رودباری [15] شیخ جنید بغدادی

شیخ او خال سرّی سقطی[16] | محرم حال او سری سقطی

باز شیخ سرّی بود معروفی[17] | چون سری سیر او باو مکشوف

او ز موسی جواز احسان یافت | کفر بگذاشت نقد ایمان یافت

[16] شیخ سرّی سقطی [17] شیخ معروف کرخی

یافت در خدمت امام مجال | بود بواب درگهش ده سال

شیخ معروف رانکو میدان | شیخ داؤد طائیش[18] میخوان

شیخ او هم حبیب محبوب است[19] | عجمی طالب است و مطلوب است

[18] شیخ داؤد طائی [19] شیخ حبیب عجمی

پیر بصری[20] ابوالحسن باشد | شیخ شیخان انجمن باشد

یافت او صحبت علی ولی[21] | گشت منظور بندگی علیؓ

خرقهٔ او هم از رسول خداست[22] | این چنین خرقهٔ لطیف کراست

[20] حسن بصری [21] حضرت علیؓ [22]

نعمت اللهم و ز آلِ رسول | نسبتم با علیست زوج بتول

(نسبتم با علی نسب ز بتول)

(شاہ نعمت اللہ کلیات مخطوطہ ص ۴۰۹-۴۱۰ ، بحوالہ م.ع. علوی صاحب)

Marfat.com

این چنین نسبت خوشی بتمام — خوش بود گر ترا بود وسلام[1]

شاہ صاحبؒ کا شجرۂ خلافت آپ کے منظوم کلام سے عیاں وثابت ہے۔اس شجرے میں جن بزرگوں کے اسماء گرامی مذکور ہیں۔ان کے بارے میں مزید حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

سیّد عبداللہ یافعیؒ

شاہ صاحبؒ نے اپنے شیخ کی توصیف میں حسب ذیل رباعی بھی لکھی ہے۔

منظہر کامل است عبد اللہ — بر ہمہ شامل است عبداللہ

وصف او را کجا توانم کرد — سیّد کامل است عبد اللہ

(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۲۹)

نیز یہ غزل بھی شیخ کی فضیلت کے بارے میں لکھی ہے:۔

شیخ ما بود در حرم محرم — قطب وقت و یگانۂ عالم

از دمشق مردہ می شدے زندہ — نفسش ہمچو عیسیٰ مریم

بصفات قدیم حق موصوف — ہفت دریا بہ نزد او شبنم

شرح اسماء بذوق خوش خواندہ — عارف اسم اعظم آں اعظم

بود سلطان اولیاء جہاں — بود روح القدس ورا ہمدم

سینہ اش بود محرم اسرار — در دلش بود گنج حق مدغم

نعمت اللہ مرید حضرت اوست — شیخ عبداللہ است او فافہم

(دیوان شاہ ص ۴۳۸)

شیخ عبداللہ شافعی کے حالات سے متعلق تاریخ فرشتہ میں اس طرح مذکور ہے کہ:۔

"منقول ہے کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر وسلوک میں

---

[1] یہ آخری شعر دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں ص ۶۳۸ پر درج ہے۔ پورا شجرہ خلافت منظوم بھی درج ہے۔ [2] از نام شد۔ بہ سنہ۔ درہم و درج کردہ شدہ

تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ میں تھے، ان کے اور شیخ عبداللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی۔ ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہے اور دیوار قائم نہیں ہے۔ سید نے شیخ عبداللہ شافعی سے متحیر ہو کر اس کا سبب پوچھا، شیخ نے فرمایا: "آن کعبتہ راحت انی زیارت قطب الہند نصیر الدین محمود" یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین کی زیارت کو گیا ہے اور چونکہ آنحضرت مقام متحیرین کار کھتے ہیں اور مستی سے آ نہیں سکتے کعبہ وہاں گیا اور شیخ نے یہہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی میں اگرچہ وہ درویش جو سابق میں تھے نہیں رہے لیکن ان کی تاثیر اور برکت قطب الدین، نصیر الدین محمود میں موجود ہے اور بالفضل وہ دہلی کے چراغ ہیں اور وہ جناب بہ چراغ دہلی اس وجہ سے مشہور ہوئے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہہ کلام سنا اور آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے اور جب آنحضرت نے اپنے اوچہ کی طرف عود کیا۔ سنہ ۷۷۲ھ میں بہ شہر دہلی شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی۔ شیخ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت لے گئے تھے۔ وقوع میں آیا اور یہہ بھی ارشاد کیا کہ رحمت خدا کی شیخ عبداللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس دولت کے رہنموں کیا۔ (اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی میں ایک درویش نے تصنیف کی ہے کہ بشرح وبسط مرقوم ہیں لہذا طول سے اندیشہ کر کے اس میں سے بطریق اختصار لکھتا ہے۔")

تاریخ فرشتہ (اردو) جلد دوم ص ۵۹۸۔

شیخ عبداللہ یافعیؒ کے بارہ میں مزید تفصیلات یہہ ہیں:۔

ابو محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی ایک جید عالم اور باکمال بزرگ تھے۔ آپ سنہ ۶۹۸ھ میں یمن میں پیدا ہوئے اور سنہ ۷۶۵ھ میں مکہ معظمہ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا تذکرہ نفحات الانس میں (ص ۳۷۵ پر) اس طرح درج ہے "ابو السادات عفیف الدین عبداللہ بن اسعد یافعی الیمنی تنزیل الحرمین شریفین رضی اللہ عنہ،

Marfat.com

از کبار مشائخ وقت بودہ است. عالم بودہ بعلوم ظاہری و باطنی. ویرا مصنفات است.
ازانجملہ ۱. تاریخ مراۃ الجنان ۲. عبرۃ الیقظان فی معرفۃ الحوادث الزمان (در تصوف)
۳. کتاب روضۃ الریاحین حکایات صالحین۔

(دیوان شاہ نعمت اللہ ص۶۳۶ مخطوط م۔ ع۔ علوی)

مزید حالات ملاحظہ کیجئے:۔
"شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام یافعیؒ خود بھی عارف اسم اعظم تھے۔ انھوں نے چالیس برس حرمین شریفین کے درمیان بسر کئے جس کے باعث ان کو قطب مکہ کہا گیا ہے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تاریخ یافعیؒ مشہور و معروف ہے ۷۶۸ھ میں انتقال کیا۔ ان کے بارہ میں دولت شاہ کا قول ہے کہ:۔

"فضیلت شیخ عبداللہ یافعی را ہمیں سعادت بس است کہ ہمچو سیّد نعمت اللہ عارفے از دامن تربیت او برخاستہ کہ بزرگان عالم بر تحقیق و تکمیل سیّد نعمت اللہ متفق اند"

شاہ صاحبؒ نے ان کے بعض رسالوں کی شرحیں لکھی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ ان کے اکثر خیالات و جذبات ان کے مرشد کے خیالات و جذبات پر مبنی ہیں اور آخر الذکر کی بنیاد تصانیف ابن عربی ہے...... امام یافعی کی خدمت میں شاہ صاحبؒ سات برس رہ کر ان سے اجازت ارشاد و خرقہ خلافت حاصل کیا"

(شاہ نعمت اللہ ولی مرتبہ ام۔ اے حفیظ مطبوعہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ص۱۴)

آپ نے اپنی اکثر تصانیف تاریخ یافعی و تکملہ روضۃ الریاحین اور نشر المحاسن وغیرہ میں حضرت غوث الثقلین کے احوال اور فرق عادات کا تذکرہ کیا ہے آپ کی وفات یکشنبہ کی رات ۲ جمادی الاخر ۷۶۰ھ میں واقع ہوئی۔

(سفینۃ الاولیاء (اردو) مولفہ داراشکوہ ص۱۰۱)

۲۔ شیخ صالح بربری۔ آپ کمال الدین کوفی کے مرید تھے۔ آپ کا اسم گرامی شیخ ابوالحسن نورالدین علی بن عبداللہ الیمنی الطواشی ہے۔ طواش افریقہ کی قوم بربر کے

Marfat.com

کے ایک قبیلہ کا نام ہے جس کی رعایت سے شاہ صاحبؒ نے اپنے سلسلہ ارادت میں ان کو صالح بربری کہا ہے۔

(شاہ نعمت اللہ ام۔ اے حفیظ ص ۱۳)

۳۔ شیخ کمال الدین کوفی مرید تھے شیخ ابوالفتح سعیدی کے۔

۴۔ شیخ ابوالفتح سعیدی مرید تھے شیخ مدین مغربی کے۔

۵۔ شیخ ابی مدین مغربی متوفی سنہ ۵۹۰ھ مرید تھے شیخ ابی سعید اندلسی کے۔

۶۔ شیخ ابی سعید اندلسی مرید تھے شیخ ابی البرکات کے۔

۷۔ شیخ ابی البرکات مرید تھے شیخ ابوالفضل بغدادی کے۔

۸۔ شیخ ابوالفضل بغدادی مرید تھے امام احمد غزالی طوسی کے۔

۹۔ ابوالفتوح مجدالدین احمد بن غزالی طوسی چھوٹے بھائی تھے ابوحامد محمدؒ غزالی کے آپ ایران کے بہت مشہور و معروف علماء و فقہا و واعظین میں سے تھے جب آپ کے بھائی نے مدرسہ نظامیہ کی تدریس سے سبکدوشی حاصل کی تو آپ اپنے بھائی کی جگہ مدرسہ مذکور میں تدریس میں مشغول ہو گئے سنہ ۵۶۰ھ میں وفات پائی۔ قزوین میں آپ کا مزار ہے۔

۱۰۔ شیخ ابی بکر نساج بقول عطار مرید تھےؒ سنفطی کے اور بہت سے مشائخین و پیروں کے اُستاد اور واعظ تھے شبلی اور ابراہیم نے خاص طور پر آپ کی مجلس میں توبہ کی۔

۱۱۔ شیخ ابوالقاسم گرگانی بقول عطار کے اویس قرنی کے مرید تھے۔ عرصہ تک "اویس اویس۔ اویس" فرماتے رہے۔ آپ فرماتے تھے من عرف اللہ لا یخفیٰ علیہ شی یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

۱۲۔ شیخ ابی عثمان مغربی مرید تھے شیخ ابو علی کاتب کے۔

۱۳۔ شیخ ابو علی کاتب مرید تھے شیخ علی رودباری کے۔

۱۴۔ شیخ علی رودباری نے بقول عطار کے جنید کی صحبت دریافت کی۔ آپ سے

پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے. آپ نے جواب دیا "صوفی آنست کہ صوف پوشد بر صفا و بچشاند نفس را طعم جفا و بنہد از دنیا از پس قفا و سلوک کند بطریق مصطفےٰ.

(وفات ۳۳۴ھ میں ہوئی. مزار مبارک مصر میں ہے (سفینۃ الاولیاء ص ۱۰۷)

۱۵۔ ابوالقاسم جنید محمدؒ۔ آپ عرفاا ور مشائخ صوفیہ سے تھے ۲۰۷ھ میں بغداد میں پیدا ہوتے. کہا جاتا ہے آپ نے پیدل سفر کر کے تیس مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی اور ۲۹۷ھ میں بروز شنبہ ۲۷ رجب کو وفات پائی۔

۱۶۔ سری سقطی شاگردوں میں سے تھے معروف کرخی کے اور شیخ عطار کے قول کے لحاظ سے اہل تصوف کے امام تھے. سب سے پہلے بغداد میں حق و توحید کی اشاعت آپ نے کی. عراق کے بیشتر مشائخین آپ کے مرید ہوتے.

۱۷۔ معروف کرخیؒ: آپ بغداد کے عرفا و مشائخین میں تھے. آپ ۲۰۰ھ کو فوت ہوئے اور بغداد ہی میں مدفون ہوتے: تذکرۃ الاولیاء میں شیخ عطار نے لکھا ہے کہ آپ کے والد اور والدہ اپنے آبائی دین سے آتش پرست تھے اور آپ نے (شیخ معروف کرخی) علی بن موسیٰ الرضاؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول فرمایا. آپ کے والدین بھی مسلمان ہوتے. آپ کے داؤد طائی کے پاس ریاضت میں مشغول رہتے تھے. پھر آپ کے مریدوں کے زمرہ میں شامل ہوگئے.

۱۸۔ داؤد طائی :۔ آپ شیخ عطار کے قول کے مطابق 'اکابر عرفا و سیدالقوم' میں سے تھے. اور تمام علوم میں خصوصاً فقہ میں سربرآوردہ تھے. ۲۰ سال تک حضرت ابوحنیفہؒ کی شاگردی کی. آپ نے فضیل و ابراہیم ادہم کو بھی دیکھا ہے آپ کے پیر طریقت حبیب راعی تھے (آپ کی وفات ۱۶۲ھ یا ۱۶۵ھ میں ہوئی. مزار بغداد شریف میں ہے.

(سفینۃ الاولیاء ص ۱۵۹)

۱۹۔ حبیب عجمی :۔ آپ کے متعلق شیخ عطارؒ فرماتے ہیں :۔

Marfat.com

"صاحب صدق و صاحب ہمت بود وکرامات و ریاضات کامل داشت۔
و بر دست حسن بصری توبہ کرد ۔۔۔۔۔"

۲۰۔ حضرت علیؑ بن ابیطالب آپ مولائے متقیان تھے۔

۲۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (دیوان شاہ نعمت اللہ ولی
آپ کی شان مبارک میں صرف با مقدمہ استاد سعید نفیسی
اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ ع مطبوعہ طہران
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صفحات ۶۳۸ - ۶۳۶)

مریدین و معتقدین

جیسے جیسے شاہ صاحبؒ کے علم و فضل اور کشف وکرامات کی شہرت پھیلنے لگی ویسے ویسے آپ کے مریدین اور معتقدین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی دکن میں حکمران تھا جس کا پایہ تخت محمد آباد بیدر تھا۔ یہ بادشاہ نہایت رحمدل، خدا ترس اور بزرگان دین کا معتقد تھا حضرت سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ کا جو اپنے وقت کے جید عالم، عظیم صوفی اور مقدس بزرگ تھے مرید ہوا۔ سلطان نے حضرت کو حسن آباد (گلبرگہ دکن) میں معقول جاگیر دی جو اب بھی آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔

جب ۱۷ ماہ ذیقعدہ ۸۲۵ھ (۱۴۲۱ء) روز دوشنبہ کو حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کا وصال ہوا تو بادشاہ کو بہت صدمہ ہوا وہ ہر وقت غمگین رہا کرتا تھا۔ اس نے حضرت کے مزار پر کثیر سرمایہ سے نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور حضرت کی اولاد کے ساتھ اعتقاد جاری رکھا۔

(مقالہ سلطان احمد شاہ بہمنی مولفہ ظہیر الدین احمد ص ۱۴۱ - ۱۴۲)

توضیح:۔ کتاب "رہبران طریقت و عرفان" (فارسی)، مؤلفہ حاج مرزا محمد باقر سلطان گنابادی مطبوعہ طہران میں مذکرہ صدر تمام شیوخ و اقطاب کے نہایت تفصیلی حالات درج ہیں:۔

Marfat.com

سلطان احمد شاہ بہمنی ہمیشہ بزرگان دین کی تلاش میں رہتا تھا۔ اس نے جب حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے کشف و کرامات کی بہت شہرت سنی تو آپ کی خدمت میں آپ کے خاص مرید شیخ حبیب اللہ جنیدی کے ہمراہ میر شمس الدین کے ذریعہ بیش بہا جواہرات کے تحفے ایران بھیجے۔

سر سائیکس نے لکھا ہے کہ ان قیمتی جواہر کا جو محصول (کسٹم ڈیوٹی) مشخص کیا گیا تھا وہ آج کل کے ستر ہزار پونڈ کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ یہ رقم سلطان شاہ رخ بن امیر تیمور نے اپنی بیوی کے کہنے پر خود ادا کی تھی کیونکہ اس کی بیوی کا خیال تھا کہ اگر ان بزرگ پر یہ محصول عائد کیا جائے گا تو آئندہ تاریخ میں یہ بات اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جائے گی۔

(ایٹ ایرس ان ایران سر سائیکس ص ۱۴۹)

سلطان کے ان دونوں فرستادوں نے اس کے کہنے کے مطابق شاہ صاحبؒ سے ہندوستان تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپ نے سلطان کے بھیجے ہوئے ان اصحاب کی خاطر و مدارات کی اور اپنے مرید ملّا قطب الدین کرمانی کو ایک "تاج سبز دوازدہ گوشہ" صندوق میں رکھ کر دیا اور یہ ہدایت فرمائی کہ یہ امانت بادشاہ کے حوالہ کر دیں۔ مرشد کے حکم کی تعمیل میں جب ملّا قطب الدین دکن پہنچے تو بادشاہ نے ان کو دیکھتے ہی چیخکر کہا کہ یہ وہی فقیر ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں "تاج سبز دوازدہ ترک" عنایت کیا تھا۔ میں نے اس خواب کا ذکر ابتک کسی سے نہیں کیا ہے۔ اگر ان کے پاس "سبز تاج دوازدہ ترک" ہے تو یہ میرے خواب کی تعبیر ہوگی۔

ملّا قطب الدین بادشاہ کے قریب پہنچے اور سلام کر کے شاہ نعمت اللہ ولی کی دعا کہی اور یہ کہا کہ شیخ نے فرمایا ہے کہ فلاں تاریخ سے تمہاری امانت میرے پاس محفوظ تھی جس کو تم تک پہنچانے کا موقع شیخ حبیب اللہ کے آنے سے ملا ہے لہذا یہ امانت بھیجی جا رہی ہے۔ سلطان احمد بہمنی کا بیان ہے کہ یہ تقریر سن کر اس پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

پھر ملا قطب الدین نے کہا کہ اے بادشاہ دل میں خطرہ نہ لا۔ یہہ وہی تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور میں وہی فقیر ہوں جس کو خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ یہہ کہکر کہ مناسب ہے ملا قطب الدین سے بغلگیر ہوا اور ان کو اپنے قریب بٹھا کر اس نے صندوق کھولا اور تاج کو اُسی قسم کا پاکر اپنے سر پر رکھا۔

شاہ صاحبؒ نے اپنے دست مبارک سے ایک خط لکھ کر سلطان کے پاس بھجوایا تھا جس میں اس کو اعظم السلاطین شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی کے نام سے مخاطب فرمایا تھا۔ اس بنا پر سلطان نے خطبوں اور فرامین میں اپنے نام کے ساتھ "ولی" پکارنے اور لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔

(تاریخ فرشتہ (اردو) جلد اوّل ص۴۲۱ و تاریخ خورشید جاہی ص۱۸۲ و ص۲۰۷ (حاشیہ)

پھر سلطان احمد شاہ ولی بہمنی نے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کی خدمت میں خواجہ جمال الدین سمسانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو بھیجا اور درخواست کی کہ اپنے صاحبزادے کو دکن روانہ فرمائیں۔ چونکہ شاہ صاحبؒ کے ایک ہی صاحبزادے شاہ خلیل اللہ تھے جن کی جدائی آپ کو گوارا نہ تھی اس لئے آپ نے اپنے پوتے مرزا ضیاء[1] الدین نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن روانہ فرمایا۔ جب میر نور اللہ کے دکن پہنچنے کی اطلاع بادشاہ کو ملی تو اس نے میر ابوالقاسم جرجانی کے ہمراہ خاصہ کی پالکی بھیجی۔ جب میر نور اللہ پایہ تخت سلطنت بہمنیہ محمد آباد بیدر (دکن) کے قریب پہنچے تو بادشاہ نے تمام شہزادوں اور امرائے سلطنت کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ اور آپ کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ شہر میں لایا۔ جس مقام پر آپ سے ملاقات ہوئی تھی وہاں ایک گاؤں بسا کر اس کا نام "نعمت آباد" رکھا۔ وہاں ایک مسجد بھی بنوائی اور ایک قلعہ کی بنیاد بھی ڈالی۔ جو اب تک نامکمل حالت میں باقی ہے یہہ مقام بیدر کے قریب مانجرا ندی کے کنارے پر واقع ہے۔ جس کو دیکھنے کا راقم الحروف

---

[1] تاریخ خورشید جاہی میں ص۲۰۸ پر مرزا ضیاء الدین لکھا گیا ہے درصل میر ضیاء الدین صحیح ہے۔

Marfat.com

کو اتفاق ہوا ہے۔

سلطان احمد شاہ بہمنی نے میر نور اللہ کو تمام مشائخ کرام حتیٰ کہ اولاد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز پر بھی ترجیح دی اور آپ کو ملک المشائخ کا خطاب دے کر اپنی صاحبزادی[1] کا عقد آپ کے ساتھ کر دیا۔

(تاریخ خورشید جاہی ص۲۰۴ تاریخ فرشتہ (اردو) جلد سوم ص۱۳۹ مقالہ سلطان احمد شاہ بہمنی مولفہ ظہیر الدین احمد ص۱۶۱)

بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۸۳۴ھ م ۱۴۳۰ء شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا وصال قصبہ ماہان ہوا۔ جب سلطان کو آپ کے وصال کی اطلاع ملی تو وہ بہت مغموم ہوا حضرت کا عرس کیا۔ سادات مشائخ اور علماء کے ساتھ خود بہ نفس نفیس تقریبات عرس انجام دیئے۔ غرض بادشاہ کو شاہ صاحبؒ سے بیحد عقیدت تھی جس نے اس کو آپ کی اولاد کے ساتھ بھی برقرار رکھا۔

(مقالہ سلطان احمد شاہ بہمنی مولفہ ظہیر الدین احمد صاحب ص۱۴۳)

تاریخ خورشید جاہی میں اس طرح مذکور ہے :-

"شاہ خلیل اللہ بھی ہمراہ مخدوم زادہ اپنے شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ حبیب[2] اللہ ثانی (شاہ محب اللہ وارد دکن ہوئے"

عجیب[3] روداد کہ اسی روز نور اللہ صاحب نے انتقال فرمایا۔ بادشاہ بنا بر تجہیز و تکفین باہر شہر کے آیا اور خلیل اللہ صاحب کو اعزاز و اکرام سے شہر میں لایا۔ مُرید

---

۱ میر نور اللہ کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا عقد کر کے آپ کو بادشاہ نے جاگیر بھی دی جس کی تفصیل فارسی کی منسلکہ عبارت میں درج ہے ۲ تاریخ خورشید جاہی میں بجائے "شاہ محب اللہ" کے "شاہ حبیب اللہ ثانی" سہواً درج ہے ۳ کتاب رہبران طریقت و عرفان مولفہ حاج محمد باقر سلطانی گنا بادی مطبوعہ طہران میں حالات شاہ خلیل اللہؒ کے تحت لکھا ہے کہ شاہ نور اللہ نے خود اپنے والد بزرگوار کا استقبال بادشاہ کے ارشاد پر بیدر میں دیگر امراء کے ساتھ فرمایا تھا۔

Marfat.com

ہوا خلافت باقی شاہ حبیب اللہ کو دامادی سے اپنی اور محب اللہ کو دامادی سے شاہزادہ علاء الدین کے مختص فرمایا اور شاہ نے چاہا تھا کہ جاگیر واسطے عرف شاہ خلیل اللہ کے مقرر کرے، آپ نے قبول نہ کیا، بادشاہ نے تجویز سے عقلاء عصر کے قصبہ سٹیرم معہ مضافات انعام میں تقرر فرمایا بدلیل اس لفظ کے مدّت ہوئی کہ وہ انعام نہ رہا لیکن لکھا ہے کہ زمینداری وہاں کی تصرف میں اولاد سید بزرگوار کے باقی ہے۔

(تاریخ خورشید جاہی ص ۲۰۹ حاشیہ)

جناب میر محمد مصطفےٰ علی تھانوی صاحب نے اپنے مخطوطہ میں فارسی مستند تواریخ وکتب کی عبارت اس طرح نقل فرمائی ہے:۔

"سلطان احمد شاہ ولی بہمنی درعہد فرخندۂ خویش با مشائخان و درویشان صاحب حال اعتقاد تمام داشت وسلوک خوب مینمود ہ میخواست کہ از کدام فیض باطن.... وہمیشہ طالب مردم خوب بود۔ سلطان خبر وصال (حضرت خواجہ بندہ نوازؒ) بعمر یک صد و پنج سالگی ہفدھم شوال ۸۲۵ھ ہشت صد و بست و پنج ہجری) در شہر گلبرگہ شنید، محزون و دلگیر گشت دماندن شہر گلبرگہ بر خود شاق دانستہ در اثنائے رامیخواست کہ بجائی جائے درست دیدہ دار السلطنت خود ساختہ ہمانجا ساکن شود۔ دریں اثنا مناظر شہر بیدر را پسندیدہ ہمانجا ساکن شد۔ ہمیشہ محزون وملول بود۔ تا کدام مشائخ دیگر کہ ہمسر آں سید عالی مقام پیش اوتجویز کنند واز وے فیض اندوز گردد۔ مقربان بعرض رسانیدند کہ از کرمان وماہان ولی معتبر الموسوم بہ نعمت اللہ ولی است، مثل او دریں عصر نیست لہٰذا شیخ حبیب اللہ جنیدی را کہ از مریدانِ آنحضرت بود باتفاق شیخ شمس الدین قمی و جمیع دیگر از اہل دل با تحف وہدایائے وافر بہ کرمان فرستاد تا بہ وکالت سلطان دستِ ارادت در دامن آں قطب زماں زدہ استدعا ردعوت نمایند۔ شاہ نعمت اللہ ایں جماعت را اعزاز واکرام نمود، ملا قطب الدین کرمانی را کہ دانشمند وثرندپوش و در سلک مریدان آنحضرت بود روانہ دکن گردانید، وتاج دوازدہ ترک درصندوق گذاشتہ بملا قطب الدین

Marfat.com

سپرد کہ آں امانت را بسلطان احمد شاہ رساند۔ چوں ملّا قطب الدین بہ دکن رسید از دور نظر سلطان بروے افتاد بے اختیار فریاد برداشت وگفت ایں ہماں درویش است کہ در خواب تاج دوازدہ ترک بمن دادہ مبارکباد سلطنت گفت۔ مولانا نزدیک رسید سلام کرد و دعاء شاہ نعمت اللہ رسانید وگفت چہ جا حیرت است من آں درویشم الحال تاج مذکور عطیہ نعمت اللّٰہی ہمراہ آوردم۔ سلطان در پہلوے خود جا داد و دست بادب گرفتہ بردیدہ نہاد۔ در سر گذاشت۔

شاہ در ہند و شیخ در ماہان تاج بخشی چنیں کنند شاہان

چوں شاہ نعمت اللہ آں شاہ را در مکتوب بدست خود اعظم السّلاطین شہاب الدین سلطان احمد شاہ ولی البہمنی نوشتہ بود حکم فرمود کہ بر بالائے منابر و در فرامین ہمیں عبارت نام او را مذکور ساختہ شدہ باشند ہماں سال خواجہ عماد الدین مسعود سمنانی و سیف اللہ حسن آبادی را بخدمت شاہ نعمت اللہ ولی فرستاد و بہ التماس ارسال یکے از اولاد امجاد بنا برآں کہ آنجناب ؒ غیر از یک فرزند شاہ خلیل اللہ نام فرزند دیگر نبود، جدائی او بر خود شاق دانستہ پسر زادہ خویش را میر ضیاء الدین نور اللہ بن سیّد خلیل اللہ نام داشت روانہ دکن نمود، چوں خبر آمدن او بہ بندر چول رسید سلطان پالکی خاصۂ خود را با سیّد محمد صدر، و میر ابو القاسم جرجانی بداں جانب فرستاد و بعد ازاں کہ بحوالی دار الخلافہ رسید با جمیع شہزادہا بہ پیشوائی رفتہ قرین اعزاز و اکرام بشہر احمد آباد بیدر در آورد و در جائے ملاقات او قریہ و مسجدے ساختہ موسوم بہ نعمت آباد گردانید۔ دختر خود بہ آں سیدزادہ داد بہ داماد ی خویش مشرف و معزز گردانید، امّا چوں رغبت سیّدزادہ در عنفوان جوانی بود متوجہ بکام دولت دنیوی بود و در باب ارادت وتلقین بروی نیاورد۔ جمعیت سواران دادہ قصبہ پرگنہ ہررود و جاگیرش داد، گویند چوں سیّد شاہ خلیل اللہ ایں خبر شنید کہ پسرش دنیا دار شد، وے بنہایت خفگی برزبان فرمود کہ پسرم در دکن رفتہ دنیا دار شد خدا تعالیٰ صورت او را زندہ نہ نماید۔ ہمچناں شد۔ روزے کہ

سید خلیل اللہ بہ بیدر رسید بعد از انتقال او شد چوں سید شاہ نعمت اللہ ولی
در ۸۳۴ھ ہشت صد و سی و چہار ہجری بہ قریہ ماہان ودیعت حیات سپرد، شاہ
خلیل اللہ معہ مخدوم زادہائے دیگر یکے شاہ حبیب اللہ غازی، و دیگرے شاہ
محب اللہ تشریف فرمائے دکن گردید، شاہ حبیب اللہ بہ دامادی سلطان احمد شاہ
و شاہ محب اللہ بہ دامادی شاہزادہ علاء الدین کامیاب شد، سلطان احمد شاہ
آنحضرت را با اعزاز و اکرام بہ شہر آوردہ در مکانے کہ متصل و بیرون قلعۂ ارک فرود
کنانید فیض اندوز آنحضرت گردید، سلطان خواست کہ با او جاگیرے دہد۔ آنحضرت
میفرمود "من سیرم"، پس بہ تجویز عقلا قصبۂ سیٹرم بہ جاگیرش بخشید۔ آنحضرت بست
و چہارم رجب سنہ بہ عالم قدس رحلت فرمود۔ سلطان علاء الدین در عصر سلطنت
خود بر مزار شریف آں حضرت چوکھنڈی مرتفع کنانیدہ است مشرق رویہ نزد بیدر

تذکرۃ القادری، از ورق ص ۱۶ ص ۲۷ تا ص ۳۲ مخطوطہ م. ع. علوی ص ۷-۸

"سلطان احمد شاہ بہمنی ۱۲ سال حکومت کر کے ۸۳۸ھ میں انتقال کر گیا۔ حضرات سادات کی دعاؤں کی برکت سے اس کی اولاد میں نو پشت تک ملک دکن کی بادشاہی رہی۔ ان سلاطین بہمنیہ میں سے اکثر حضرات شاہ خلیل اللہ کی اولاد سے کمال عقیدت و ارادت رکھتے تھے، یہاں تک کہ ان بہمنی بادشاہوں نے اپنی بیٹیاں بطور احترام و برکت ان سیدزادوں سے بیاہ دیں۔ اور یہ بھی ہوا کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے وصال کے بعد ان کی اولاد سے کئی فرزندان ہندوستان تشریف لائے اور یہاں ان کی قدر و منزلت اور وقعت تھی۔ انھوں نے یزد کو اپنا وطن بنا لیا اور اقامت گزیں ہو گئے۔ یہاں ان کی بڑی عزت و شہرت ہوئی اور انھوں نے بڑا مرتبہ پایا چنانچہ بادشاہان صفویہ نے اپنی لڑکیاں ان سیدزادوں کے عقد نکاح میں دے کر اس کو اپنی سعادتمندی خیال کیا۔ ان ہی سیدزادوں میں سے جواب شاہزادے اور خاندان شاہ عباس صفوی والی ایران کے خواہرزادے تھے ہندوستان تشریف لائے۔ ان کے نام میر ظہیر الدین اور میر میران تھے۔ ہندوستان میں اس وقت شہنشاہ جہانگیر کی حکومت تھی۔ مغل شہنشاہ

نے بھی سیدزادوں اور شاہزادوں کی عظمت خاندانی اور وجاہت نسلی کا احترام کیا اور اپنے چھوٹے بھائی کی بیٹی سے میر ظہیر الدین کا نکاح کروا دیا جس سے ایک صاحبزادے تولد ہوتے جن کا نام بھی مرزا نعمت اللہ ہوا میر میراں بھی شہنشاہ کے پاس بڑی عزت رکھتے تھے۔"

سلطان احمد شاہ مدّت دوازدہ سال حکومت کردہ و تا نہ پشت فرزندان او سلطنت ولایت دکن داشتند. اکثر ایں سلاطین بہمینہ ارادت بہ فرزندان شاہ خلیل اللہ می آوردند و دختراں خود را نیز در عقد نکاح ایشاں می دادند. بعضے از فرزندان شاہ نعمت اللہ بعد انتقال در شہر یزد وطن اختیار کردند. دراں جائے عظیم سلسلہ رسانیدند چنانچہ بادشاہان صفویہ دختران خود را در عقد نکاح می بستند. ازاں جملہ دو سید زادان از فرزندان دے کہ خواہر زادہ (شاہ عباس صفوی والی ایران) بودند. یکے میر ظہیر الدین و دوم میر میراں کہ در دور جہانگیر بادشاہ بہ ہندوستان آمدند، شاہ مذکور دختر برادر خود را در عقد نکاح در آوردہ از وے فرزند خلف مرزا نعمت اللہ در وجود آمد و میر میراں پیش جہانگیر حرمت بسیار داشت

مشکوٰۃ ورق ۳۰۲ اور ۳۹۴ (م۔ع۔ علوی صاحب مد)

حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے مریدوں میں ابو اسحاق فخر الدین احمد حلاج شیرازی بھی تھے جن کو اطعمہ بھی کہتے ہیں. ان کے کلام کے مجموعہ کا نام دیوان اطعمہ ہے. فن شعر میں ان کا خاص رنگ تھا. نظموں میں کھانے کا ذکر ہوتا تھا. استعارات اور تشبیہات میں بھی اس رنگ کو ملحوظ رکھا جاتا تھا. ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مرشد شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے یہ رباعی کہی۔

گوہر بحر بیکراں مائیم
گاہ موجیم و گاہ دریائیم
ما بدیں آمدیم در دنیا
کہ خدا را بخلق بنمائیم

Marfat.com

اس کو اسحاق اطعمہ نے اس طرح اُلٹا دیا:-

رشتۂ لاکٹ معرفت مائیم
گاہ خمیریم وگاہ بغرائیم
ما درآں آمدیم در مطبخ
کہ بماہیچہ قلیہ بنمائیم

شاہ نعمت اللہ ولیؒ سے جب ابو اسحاق اطعمہ کی ملاقات ہوئی تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ "میں نے خدا کا ذِکر کیا تھا۔ تو نے یہہ کیا کیا؟ ابو اسحاق اطعمہ نے جواب دیا کہ "اللہ تک تو رسائی نہ تھی۔ نعمت اللہ (خدا کی نعمت) کا ذِکر کیا" شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ "اپنی شاعری پر فخر کرتا ہے"۔

خوانے کشیدہ ام زسخن قاف تا بقاف
ہم کاسئہ کجاست کہ دید برابرم

(صنادید عجم مولفہ مہدی حسن ناصری ص۲۲۶)

شاہ صاحبؒ کے ایک خاص مرید مُلّا قطب الدین بھی تھے جن کو سلطان احمد شاہ ولی بہمنی نے آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ان کا ذِکر اُوپر آچکا ہے۔

ایران کے یہہ عماید وزراء اور علماء شاہ صاحبؒ کے ہمعصر تھے اور آپ کے مریدوں میں شامل تھے۔ خواجہ صاین الدین علی ترکہ، مولانا شرف الدین یزدی، حافظ ابرو، حاجی نظام الدین احمد شیرازی

(رسالہ تلاش (فارسی) مطبوعہ ایران جلد ۴ ۱۳۵۲ء ص۱۵)

شاہ صاحبؒ کا ایک اور مرید مُلّا شرف الدین مازندرانی تھا جو بہت بڑا عالم و فاضل اور مشہور و بے نظیر خوشنویس گزرا ہے۔ بیدر کے ایک شاہی محل (جس کو موتی محل و تخت محل بھی کہتے ہیں) کی تعریف میں شیخ آذری نے حسب ذیل دو اشعار کہے ان کو مُلّا شرف الدین مازندرانی نے جلی خط میں لکھا اور تلنگانہ کے سنگ تراشوں نے

ا؎ طغار

جو اپنے کام میں بڑے ماہر تھے اس قطعہ کو ایک بڑے پتھر پر کندہ کیا اور محل کے دروازہ پر نصب کیا۔

حبّذا قصر مشیّد[1] کہ ز فرط عظمت
آسماں سدۂ از پایہ ایں درگاہ است
آسماں ہم نتواں گفت کہ ترک ادب است
قصر سلطان جہاں احمد شاہ بہمنی است

(مقالہ شاہ نعمت اللہ ولی ص ۱۴۸)

سلطان احمد شاہ نے اس قطعہ کو بہت پسند کیا اور شیخ آذری کو چار ہزار تنگے[2] اور ملّا شرف الدین مازندرانی کو جو اس زمانہ کا بہترین و مشہور خوشنویس تھا خوشخط لکھنے کے صلہ میں بارہ ہزار تنگے عنایت کیے۔ شیخ آذری کو مکرّر پچپن ہزار تنگے، خلعت خاص و پانچ ہندی غلام دیئے گئے۔

(مقالہ شاہ نعمت اللہ ولی صفحہ ۱۴۹)

اس واقعہ کو معروف مورّخ مولوی ابو تراب محمد عبد الجبار خاں صوفی رملکاپوری، براری، حیدر آبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ اعزّہ (حیدر آباد دکن)[1] نے اپنی کتاب میں بڑے دلچسپ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"جب منجمین سے معلوم ہوا کہ قلعہ و دار الامارۃ کا بنانا مبارک و مسعود ہے پس حسب الحکم بنائیں۔ ہنروروں نے قدیم حصار بیدر کے مقام میں دار الامارۃ و منازل و محلات شاہی کی بنا رکھی اور قلعہ و دار الامارۃ کی تعمیر و ترمیم میں مشغول ہوتے۔ تھوڑی ہی مدّت میں تیار ہو گئے۔ پھر امراء و ارکان دولت نے بادشاہی عمارات کی اطراف میں منازل و مساکن بنا لئے۔ قلعہ چار سال کی مدّت میں تیار ہوا۔ قلعہ کی

---

[1] برہان مآثر میں قصر اس طرح لکھا ہے۔ قصر معظّم کہ ز فرط عظمت۔ آسماں پایہ مہ از سدہ آلہ
[2] تنگہ بہمنیوں کے زمانہ کا چاندی کا سکہ تھا جو وزن میں ایک تولہ چاندی کے برابر تھا۔ [3] محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصّہ اوّل ص ۴۹۹، ص ۵۰۰

عمارت نہایت ہی مستحکم و سنگین ہے سیاہ پتھر و چونہ سے بنائی گئی ہے. قلعہ کا دروازہ تقریباً چار ہزار گز اور بلندی حصار پندرہ پندرہ گز ہے اور اس کے اطراف تین خندقیں بھی بنائی گئی ہیں. اور قلعہ میں شاہی محلات قطار در قطار تھے ایک خاص محل جس کا نام دارالامارۃ و تخت محل کے نام سے مشہور ہے. بادشاہ بہمنی نے یہہ محل اپنی نشست و دربار کے لئے بنایا تھا. شہر و عمارات کے تعمیر کے زمانہ میں شیخ آذری جو عالم و فاضل شاعر کامل بادشاہ کے ہمرکاب تھا. بادشاہ کی مدح میں اور عمارات کی تعریف میں قصائد و اشعار لکھے جائزہ وافر پایا. جب ۸۳۵ھ میں دارالامارۃ تیار ہو گیا تب شیخ آذری اسفرائنی نے اس کی تعریف میں یہہ رباعی کہی :۔

حبذا قصر مشید کہ زفرط عظمت
آسمان سدہ از پایۂ ایں درگاہ است
آسمان ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است
قصر سلطان جہاں احمد بہمن شاہ است

اور ملا شرف الدین ماژندرانی خوشنویس نے جو شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کا مرید تھا اور خوشنویسی میں مشہور تھا، رباعی کو خط جلی میں لکھا اور سنگتراشان تلنگی کے ہات سے ایک پتھر کی تختی پر کندہ کرا کے دروازہ پر لگا دئے. ایک روز اتفاقاً دروازہ پر بادشاہ کی نظر پڑی، شاہزادہ سے پوچھا کہ یہہ رباعی کس نے کہی. شاہزادہ نے کہا، شیخ آذری نے کہی، بادشاہ بہت خوش ہوا. چونکہ شیخ مدت سے اجازت چاہتا تھا کہ وطن مالوفہ مراجعت کرے لیکن بادشاہ اجازت نہیں دیتا تھا. پس شاہزادہ نے موقع پا کے حسب تحریک شیخ عرض کیا کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان وطن مالوف جانا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو نصف ثواب حج اکبر جو میں نے ادا کیا ہے پیشکش کرتا ہوں. بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ شیخ آذری کو بلائیں اور خزانچی کو حکم دیا کہ چالیس ہزار تنگ سفید کہ ہر ایک تنگہ مساوی ایک تولہ چاندی ہوتا ہے شیخ کے لئے حاضر کریں. شیخ حسب الطلب دربار

Marfat.com

میں آیا اور زرِ عطیہ کو دیکھا، کہا لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم یعنی کوئی نہیں اٹھا سکتا تمہارے عطیات کو مگر تمہارے اونٹ و مواشی، بادشاہ مسکرایا اور فرمایا کہ اور بیس ہزار تنکہ خرچ راہ و کرایہ کے لئے حاضر کریں اور اسی مجلس میں خلعت خاصہ و پنج غلام ہندی بھی عنایت کر کے مراجعت وطن کی اجازت دی اور شیخ آذری سے رخصت کے وقت اقرار و عہد کیا کہ مادام الحیات بہمن نامہ لکھنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ جب تک زندہ رہا بہمن نامہ لکھتا رہا۔ ہر سال دارالخلافہ پہنچتا تھا۔ خلاصہ کلام بہمن نامہ ہمایوں شاہ تک تالیف کیا۔ آخر سنہ ۸۶۶ھ میں آذری نے عالم فانی سے عالم بقا رحلت کی۔ اس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی و دیگر شعراء نے تاخاتمہ سلطنت بہمینہ کتاب کو ختم کیا۔ فی زمانہ بہمن نامہ نادرالوجود ہے۔"

شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے ایک خلیفہ سید علی دیوانہؒ ہیں۔ جن کا مزار پنجاب کے ایک گاؤں[1] میں واقع ہے۔ رکن الدولہ سید لشکر خاں بہادر (جن کا نام میر اسماعیل ہے) کا سلسلہ نسب آپ (سید علی دیوانہؒ) تک پہنچتا ہے۔ میر اسماعیل کے بزرگ بلخ کے مضافات سرپل کے رہنے والے تھے مآثر الامراء جلد دوم (اردو) کے ص ۳۶۲ تا ص ۳۶۵ پر میر اسماعیل کے اوصاف اور کارناموں کو سراہا گیا ہے۔ آپ آصف جاہ بہادر کے زمانہ میں تھے۔

کشف و کرامات

حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ ولی کامل اور عشق الٰہی کے نشہ سے سرشار تھے۔ عبادات و ریاضات میں مصروف رہتے تھے۔ آپ پر ایک خاص عالم بیخودی طاری رہتا تھا۔ آپ شہرت طلبی اور کشف و کرامات کے اظہار کے خواہشمند نہ تھے چنانچہ اس بارہ میں آپ اپنا خیال اس

---

[1] پنجاب کے جس گاؤں میں سید علی دیوانہؒ کا مزار ہے اس گاؤں کے نام و مقام کا پتہ نہ چل سکا۔ نیز آپ کے مزید حالات معلوم نہ ہو سکے جستجو جاری ہے۔ سُنا گیا کہ مزار زیارت گاہ خاص و عام ہے ناظرین سے استدعا ہے کہ اگر کسی صاحب کو اس بارہ میں معلومات حاصل و دستیاب ہوں تو از راہ کرم کمترین کو ان سے ایما فرما کر ممنون فرمائیں۔

Marfat.com

طرح ظاہر فرماتے ہیں۔

ما عاشق ورندیم ز طاعات مپرس
وز ما بجز از حال خرابات مپرس
از زاہد ہشیار کرامات طلب
مستیم زما کشف و کرامات مپرس

ترجمہ :- ہم عاشق ورند ہیں ہم سے طاعات کے بارہ میں نہ پوچھو اور ہم سے خرابات کے حال کے سوائے کچھ مت پوچھو۔ زاہد ہشیار سے کرامات طلب کرو۔ ہم مست ہیں ہم سے کشف و کرامات نہ پوچھو۔

کتاب سلسلۃ العارفین (جو کرامات و خوارق عادات صوفیہ پر مشتمل ہے) کے مصنّف نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ دریائے نیل کے کنارہ پر جب شاہ نعمت اللہ ولیؒ اور سیّد حسین اخلاطی کی ملاقات ہوئی تو سیّد حسین اخلاطی خلوت سے باہر آکر شاہ نعمت اللہ ولیؒ سے گلے ملے۔ دوستوں کی خیریت دریافت کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے کچھ استفادہ کروں۔ شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے جواب میں فرمایا کہ آپ کچھ فرمایئے۔ سیّد حسین اخلاطی نے کیمیا و سیمیا کے کچھ راز بیان فرمائے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا میرا مقصد کیمیا سے فقر محمدی ہے اور پھر یہ شعر سُنایا۔

جاں میدہند بہر جوئے سیم اغنیا
اگہ نیند از عمل کیمیائے فقر

(دیوان شاہ نعمت اللہ صـ ۱۹ دیباچہ)

ترجمہ :- دولتمند لوگ ایک جَو برابر چاندی کے لئے جان دے دیتے ہیں افسوس یہ لوگ کیمیائے فقر کے عمل سے آگاہ نہیں ہیں۔

تشریح :- آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ کیمیاگری کی دھن میں ساری عمر لگے رہتے ہیں

۱؎ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی صـ ۶۸۹

Marfat.com

اور کیمیا اسی کو سمجھتے ہیں ایک چٹکی بھر سونا بنالیں اور اسی میں ان کی ساری زندگی تمام ہو جاتی ہے۔ افسوس ہے کہ یہہ لوگ جو دولت کے اس قدر دیوانے ہیں۔
وہ دولتِ فقر۔
اور کیمیا گری فقر سے بالکل آگاہ نہیں ہیں۔ ورنہ وہ دیکھتے کہ فقر انھیں کیسی دولت سے مالامال کر دیتا ہے۔

(فقر آدمی کو بے نیازی کی دولت بخشتا ہے اور ہر چیز سے بے نیاز کر دیتا ہے)
شاہ صاحبؒ کے اس ارشاد سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دولت کے پرستار دنیا پرستی میں ڈوب جاتے ہیں اور جو شخص دولت سے بے نیاز ہوتا ہے وہ دنیا سے بے پرواہ ہو کر خالق عالم سے وابستہ ہو جاتا ہے۔

بیان ہوا ہے کہ جس زمانہ میں شاہ صاحبؒ ہرات میں مقیم تھے ایک دن سلطان شاہرخ نے آپ سے کہا کہ آپ صوفی صافی ہیں، پھر امراء دولت سے کیوں میل جول رکھ کر مشکوک لقمہ تناول فرماتے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے اس کے جواب میں فرمایا۔

گر شود از خوں دو عالمؒ مال مال
کئے خورد مرد خدا اِلّا حلال

ترجمہ:۔ دنیا میں خونخواری ہی خونخواری ہو تب بھی جو اللہ کا نیک بندہ ہے وہ لقمۂ حلال ہی اٹھاتا ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔

" در بارہ اقامت سید در ہرات حکایتے ہم ذکر میکنند' بدینمعنی کہ روزے سلطان شاہرخ بہ شاہ نعمت اللہ گوید شما کہ بصفت صفا موصوفید اند چرا با امراء دولت مجالست دارند و لقمۂ شبہ ناک میل می کنند؟
شاہ ولی در جواب می گوید

ؒ کلیات شاہ نعمت اللہ ولیؒ (مخطوطہ) میں بجائے دو کے جملہ عالم لکھا ہے۔ اور رہبران طریقت و عرفان میں صـ۱۸۴ گر جہاں را خوں بگیرد مال مال اور صـ۱۸۵ پر گر بگیرد خون جہاں را مال مال

گر شود از خون دو عالم مال مال
کی خورد مردِ خدا الّا حلال"

(رسالہ تلاش فارسی۔ شمارہ ۳۴ صفحہ ۱۵ مطبوعہ طہران)

اس کے بعد بادشاہ نے ایک دن امتحان کے طور پر شاہ صاحبؒ کو ناشتہ پر مدعو کیا اور اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جبراً کسی سے بکرے کا ایک بچہ چھین لائے اور باورچی خانہ (شاہی مطبخ) میں داخل کرے۔ اس سخت گیر اور لاپرواہ غلام نے دیکھا کہ ایک ضعیف عورت بکرے کا بچہ (برہ) لے جارہی ہے۔ غلام نے بکرے کے اس بچہ کو چھین کر شاہی مطبخ میں داخل کیا۔ جب کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو بادشاہ نے شاہ صاحبؒ سے بکرے کا بچہ (برہ) جبراً اٹھالانے کا واقعہ بیان کیا۔ شاہ صاحبؒ نے جواب دیا کہ پہلے حقیقی واقعات معلوم کرنے کے لئے تحقیقات فرمالیجئے۔

بادشاہ کو تجسس و تحقیق کی فکر لاحق ہوئی۔ دریافت کرنے پر بڑھیا نے جواب دیا کہ میرا لڑکا بکریاں خریدنے کے لئے بازار گیا ہوا تھا میں نے یہ منت مانی تھی کہ اگر وہ خیر و عافیت سے لوٹے گا تو میں بکرے کا ایک بچہ (برہ) شاہ نعمت اللہ ولی پر نثار کروں گی۔ وہ کل رات بسلامت گھر واپس آگیا اور میں نے آج اپنا عہد پورا کیا۔ اگرچہ بادشاہ کا غلام مجھ سے بکرے کا بچہ جھپٹ کر لے گیا۔

اصل واقعات سے آگاہ ہونے پر سلطان شاہرخ نے شاہ نعمت اللہ ولیؒ سے اپنی غلطی کی معافی چاہی اور آپ کو اپنے وطن مالوف تشریف لے جانے کیلئے رخصت کیا۔

اس واقعہ کو رسالہ تلاش فارسی شمارہ ۳۴ مطبوعہ طہران میں صفحہ ۱۵ پر اس طرح بیان کیا ہے۔

"سلطان برائے امتحان روزے سید را بہ ناہار دعوت وضمناً یکے از مامورین را میفرستد کہ برہ ای بدون پول از کسے بستم بگیرند و بہ مطبخ آورند۔ آن غلام سخت گیر بے پروا ہم پیر زنے را در راہ دیدہ کہ برہ ای ہمراہ دارد، برہ را بہ عنف گرفتہ و بہ آشپز خانہ میبرد۔

پس از صرف غذا سلطان قضیہ را برائے سید میگوید. سید جواب میدہد کہ تحقیق بفرمائید و بعد این سخن را فاش سازید۔

شاہرخ در مقام تجسس برآمدہ. پیرزن میگوید پسرے داشتم کہ برائے خرید گوسفند بر خس رفتہ بود. نذر کردم اگر بسلامت بازگردد یکے از ہمان برہ ہا را نثار سید نعمت اللہ کنم، دیشب آمد و امروز چنین کردم، ولے غلام سلطان برہ را گرفت و بزور برد۔

سلطانؒ عذر تقصیر خواست و رخصت داد کہ شاہ نعمت اللہ بوطن مالوف عزیمت نمایند۔

(رسالہ تلاش (فارسی) شمارہ سی چہارم ۱۳۵۱ مطبوعہ طہران)

دوسرے دن ایک مجلس میں ایسا اتفاق ہوا کہ شاہ صاحبؒ نے احباب کو رخصت فرمایا اور کعبۂ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے. چند منزلیں طے فرمانے کے بعد آپ نے ایک چیز کو سی کر اس پر مہر ثبت فرمائی اور اس کو سید حسینؒ کے پاس ایک درویش کے ذریعہ بھجوایا. سید حسین نے اس کو کھول کر ایک حقہ میں کچھ روئی اور جلتی ہوئی آگ پائی. اور تعجب کر کے کہا کہ افسوس ہے کہ میں شاہ نعمت اللہ کی صحبت میں کچھ دن اور نہ رہ سکا جس فقیر نے سید حسین کو حقہ پہنچایا تھا اس نے واپسی پر راستہ میں اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر سید حسین حضرت شاہ نعمت اللہؒ کی صحبت میں چند دن اور گزارتے تو کیمیا کے عمل سے واقف ہو جاتے اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں سے نجات پاتے. درویش صاحبؒ کی خدمت میں واپس پہنچنے تک اس کے دل میں جو خیالات آتے تھے وہ شاہ صاحبؒ پر منکشف ہوتے. آپ نے زمین پر سے چند سنگریزے (کنکریاں) اٹھائے اور درویش سے فرمایا کہ ان کو کسی جوہری کے پاس لے جاؤ اور ان کی قیمت معلوم کرو. فقیر نے حسب ارشاد یہ سنگریزے ایک جوہری کو دکھائے اور ان کی قیمت پوچھی. جوہری نے سنگریزوں کو دیکھ کر کہا کہ یہ سب لعل ہیں اور ان کی قیمت ایک ہزار درہم ہے. میں نے اپنی عمر میں ایسے لعل نہیں دیکھے. واپس آکر فقیر نے ان سنگریزوں کو جو لعل بن گئے تھے. شاہ صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا. شاہ صاحبؒ نے حکم دیا کہ

۱؎ اس واقعہ کو "رہبران طریقت و عرفان" میں بھی تفصیل سے لکھا ہے۔

ان کو باریک پیس کر شربت میں ملا دیا جاتے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس کے بعد ہر فقیر کو جو حاضر تھا چند قطرے شربت کے چکھاتے اور آپ نے فرمایا:۔

ما خاک را بنظر کیمیا کنیم
صد درد را بگوشۂ چشمے دوا کنیم

ترجمہ:۔ ہم اپنی ایک نظر سے خاک کو کیمیا کر دیتے ہیں اور سو درد دوں کا علاج اپنی آنکھ کے ایک گوشہ یعنی آنکھ کے ایک اشارہ سے کرتے ہیں)

آپ اس منزل سے مصر کی طرف روانہ ہوتے۔ حافظ نے اس مضمون کو اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو خاک کو اپنی نظر سے کیمیا بناتے ہیں۔ کاش کہ اپنی آنکھ کا ایک گوشہ ہماری طرف کریں یعنی کم از کم کن انکھیوں سے ہمیں دیکھ لیں۔

حافظ کی پوری غزل میں جس کا یہ ایک شعر یہاں لکھا گیا ہے۔ شاہ صاحبؒ کے کلام کی مشابہت، اشارات و کنایات موجود ہیں۔

اس طرح سے شاہ صاحبؒ اور حافظؒ کی دو غزلوں میں مشابہت ہونے کے سبب سے شاہ صاحبؒ نے یہ رباعی کہی۔

گر معنی تنزیل بداند حافظ
تنزیل بہ عشق دل بخواند حافظ
او کرد نزول ما ترقی کردیم
تحقیق کجا چنیں تواند حافظ

(دیوان شاہ نعمت اللہ دیباچہ صہ ۱۹)

ان واقعات سے متعلق اصل عبارت ناظرین کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے:۔

Marfat.com

"ہمین یک صحبت و یک مجلس اتفاق افتاد و در روز دیگر شاه یاران را وداع نموده متوجہ کعبۂ معظمہ شد و پس از قطع چند منزلے حقّہ ای سربستہ مہر نمودہ بدست درویش دادہ بخدمت سید حسین فرستاد و سید حسین سر حقہ را کشود، قدرے پنبہ و مقدارے آتش سوزندہ در اندرون آں حقہ یافت، تعجب نمود گفت دریغ کہ صحبت نعمت اللہ نیاد در درنیافت
درویشے کہ حقّہ مذبور را جہت سید حسین میبرد، در راہ بخاطر گذرانید کہ کاش حضرت سید نعمت اللہ روزے چند در صحبت سید حسین توقف میفرمود تا از عمل کیمیا بہرہ ور گردیدہ ہمگی صعوبت فقر و فاقہ خلاص میگشتیم، چوں بخدمت آنحضرت بازگشت بر ضمیر حضرت ولایت منزلت آنچہ بخاطر درویش رسیدہ بود ہویدا گردید، پس سنگ پارہ ای از زمین برداشتہ پیش درویش انداخت و فرمود ایں سنگ را نزد جوہری بردہ بپرس کہ قیمت ایں سنگ چند است. چوں درویش آں سنگ را بنزد جوہری برد، جوہری پارہ ای لعل دید کہ در عمر خود مثل آں ندیدہ بود و قیمت آں لعل را ہزار درہم گفت، درویش سنگ را گرفتہ بخدمت حضرت شاہ باز آورد، آنحضرت فرمود تا آں سنگ لعل شدہ را صلایہ نمودہ شربت ساخت و ہر درویش را قطرہ ای چشانید و فرمود۔

ما خاک راہ را بنظر کیمیا کنیم
صد درد را بگوشۂ چشمے دوا کنیم

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۴۵۱)

و آزاں منزل روانہ شدہ متوجہ مصر شدند۔

از مطالعہ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی می تواں گفت کہ حافظ باشعار شاہ نظر داشتہ و غزل مطلع فوق شاہ نعمت اللہ را اینگونہ جواب دادہ است۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

ذتا آخر غزل کنایاتے موجود است و در اغلب مواد و مشابہاتی بین دو غزل

شاہ نعمت اللہ ولی و حافظ وجود دارد و نیز در این رباعی گویا مقصود شاہ نعمت اللہ ولی طعنہ ای بر خواجہ شیراز باشد۔

گر معنی تنزیل بداند حافظ
تنزیل بعشق دل بخواند حافظ
او کرد نزول، ما ترقی کردیم
تحقیق کجا چنیں تواند حافظ

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۳۰، دیباچہ)

نوٹ:۔ کشف و کرامات کے بعض لوگ معترف نہیں ہوتے بلکہ ان کو خوارق عادات پر مبنی ہونے کے سبب سے ان پر معترض ہوتے ہیں۔ راقم الحروف کی یہہ رائے ہے چونکہ پیغمبروں کے بعد اولیاء کا درجہ ہوتا ہے اس لئے بحکم خدا ان سے کشف و کرامات ظاہر ہوتے ہیں (جیسے کہ پیغمبروں سے معجزات) اولیاء اور انبیاء نے کبھی یہہ نہیں چاہا کہ ان کے اور خالق کائنات کے درمیان جو راز ہو وہ فاش کیا جائے وہ راز کو پردہ میں اس طرح رکھنا چاہتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

شعر:۔ میان عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

لیکن چونکہ بعض دفعہ بحکم خدا خرق عادات واقعات رونما ہو جاتے ہیں اس لئے وہ عوام سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ یہہ واقعات خالق حقیقی کے فضل اور اس کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہیں نہ کہ اس کے بندہ کے کمال کسبی کا نتیجہ۔ مولانا روم نے خوب فرمایا ہے۔

اولیاء راہست قدرت از آلہ
تیر جستہ بازگردانند زرہ

ہمعصر شعراء و ادبا

جیسا کہ اس سے قبل بیان ہو چکا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی ۷۳۰ھ (آٹھویں صدی ہجری) میں پیدا ہوتے اور ۸۳۴ھ (نویں صدی ہجری) میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے ہمعصر فارسی کے مشہور شعرا و ادبا و مورخین ہیں جو ہرات میں دربار سلطان شاہرخ تیموری

Marfat.com

ہیں آپ کے ساتھ شریک رہا کرتے تھے قاسم الانوار، ہاتفی وکاتبی، ملا حسین واعظ کاشفی، حافظ آبرو، عبدالرزاق سمرقندی، میرخوند یا خوندمیر تھے، جن کے وجود سے دربار کے جلال ورونق کا اظہار ہوتا تھا۔

اس زمانہ کے علو مرتبت شعرا میں جامی، کمال الدین بہزاد اور شاہ منظفر ہیں۔ نیز سلطان بایقرا کا وزیر امیر علی شیر نوائی بھی مشہور شاعر گزرا ہے۔

اسی دور میں دولت شاہ سمرقندی نے کتاب "تذکرۂ شعراء" فارسی میں لکھی تاریخ روضۃ الصفار وحبیب السیر اسی دور میں وجود میں آئیں۔ نیز جمال قریشی نے کاشغر میں مشہور قاموس "صراح" عربی سے فارسی میں لکھی اور قطب شاہی بادشاہ حیدرآباد دکن کے زیر حمایت مشہور قاموس فارسی "برہان قاطع" وجود میں آئی۔

(رسالہ فارسی ھلال شمارہ مسلسل ۱۲ جلد دہم شمارہ ا ۱۳۸۲ھ کراچی ص۲۶)

نوٹ:- ا۔ ابواسحاق شیرازی (مرید)

۲۔ سید نظام الدین محمود الواعظ (مخطوطہ م۔ ع۔ علوی)

۳۔ ہاشمی دہلوی، میر عبداللہ خوشنویس مدفون دہلی

اصل عبارت درج ذیل ہے:-

"دربار شاہرخ تیموری را درہرات شعراء، ادبار ومورخین نامور فارسی امثال قاسم الانوار، سید نعمت اللہ کرمانی ہاتفی وکاتبی وحسین واعظ کاشفی، حافظ آبرو۔ عبدالرزاق سمرقندی میرخوند یا خوندمیر وغیرہ ہم جلال وابہت رونق بخشیدہ باشاعر بزرگ جامی، کمال الدین بہزاد، شاہ منظفر، سہیلی۔ کمال الدین۔ گازرگاہی۔ وغیرہ در دربار علم وادب پرور حسن بایقرا درہرات پرورش یافتہ اند۔ وامیر علی شیر نوائی وزیر دانشمند سلطان بایقرا وشاعر شہیر زبان ترکی کہ بہ ذواللسانین معروف است نہ تنہا برعلاوہ دواین دراشعار ترکی، دیوان شایانی درفارسی ازخود باامغان گذاشتہ وفانی تخلص میکردہ بلکہ تحت سرپرستی خود زبان

Marfat.com

فارسی را در دربار ہرات رونق تازہ ای بخشیدہ بود و محافل شعرار فارسی را در آں شہر پایہ تخت گرم نمودہ بود اولین تذکرۂ شعرار فارسی را در ہمیں عصر یک عالم سمرقندی (دولت شاہ سمرقندی) نگاشتہ و کتب برگزیدہ تاریخی روضۃ الصفار و حبیب السیر وغیرہ در ہمیں عصر درخشاں بوجود آمدہ است۔ قاموس مشہور عربی وبفارسی "صراح" از طرف جمال قریشی (ترکستانی)، در کاشغر ترتیب دادہ شدہ است و بزرگترین قاموس فارسی "برہان قاطع" در زیر حمایت قطب شاہان کہ نژاد ترک بودہ و در حیدرآباد دکن فرمانروائی نمودہ اند بوجود آمدہ است"

(رسالہ فارسی ہلال شمارہ مسلسل ۱۲ جلد دہم شمارہ ۱ ۱۳۸۲ھ کراچی ص ۲)

نویں صدی ہجری کے مشہور مشائخ یہ ہیں جو شاہ صاحبؒ کے ہمعصر تھے۔

ابوالفتح محمد بن محمد بن محمود، حافظ بخاری پارسا، خواجہ ابوالوفا۔ امیر سید معین الدین علی بن سید نصیر الدین ہارون، قاسم الانوار تبریزی، زین الدین ابوبکر محمد خواصی، کمال الدین حسین بن حسن کاشانی خوارزمی، سید نظام الدین محمود بن حسن داعی شیرازی، قطب الدین عبداللہ بن محیی شیرازی جہرمی،[۱-۲]

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی مطبوعہ ایران ص ۱۲ دیباچہ)

۱؎ افسوس ہے کہ ان باکمال و بزرگ ہستیوں کے تفصیلی حالات دستیاب نہ ہو سکے ۲؎ حاج مرزا محمد باقر سلطانی گنابادی نے اپنی تالیف "رہبران طریقت و عرفان" (فارسی) مطبوعہ طہران میں شاہ صاحبؒ اور آپ کے صاحبزادہ شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ اور آپ کی اولاد کے ہمعصر علماء شعراء ومشائخین وغیرہ کی تفصیلی فہرست دی ہے۔ یہ کتاب نہایت جامع و مکمل ہے۔

پیشنگوئیاں

شاہ صاحبؒ کا جب کبھی کہیں ذکر آتا ہے تو آپ کی پیشین گوئیوں کا تذکرہ اکثر ضرور ہوتا ہے۔ خصوصاً تین قصائد ایسے ہیں جو آپ سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ ان قصائد میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کا ذکر مذکور ہے۔ ان میں سے ایک مشہور قصیدہ یہہ ہے جس کا مطلع ہے:۔

قدرت کردگار می بینم
حالت روزگار می بینم

اسی قصیدہ کے ایک شعر میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں علم نجوم کی بناء پر ان واقعات کا ذکر نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں خدا کی قدرت دیکھ رہا ہوں اور واقعات بیان کر رہا ہوں۔ شعر یہہ ہے:۔

ایں سخن از نجوم نمی گویم
بلکہ از کردگار می بینم

اس قصیدہ میں شاہ صاحبؒ نے آئندہ پیش آنے والے حالات کی تفصیل سے پیش گوئی فرمائی ہے۔

یہہ جامع قصیدہ مستند و اصلی ہے۔ جو آپ کے مطبوعہ دیوان (طہران) با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں صفحہ ۲۲ پر "حالات روزگار" کے عنوان سے شائع ہوا ہے اسی قصیدہ کو جناب قمر الاسلام پوری صاحب نے اپنی تحقیقاتی و مدلل تالیف مطبوعہ ۱۹۷۲ء "حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ" میں ترجمہ کے ساتھ شائع فرمایا ہے۔ اس کو میں نے اس کتاب کے صفحہ ۸ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے شائع کیا ہے۔

میں نے جنوری ۱۹۷۵ء میں اس قصیدہ کو کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ لائبریری) حیدرآباد دکن میں شاہ صاحبؒ کے دو مطبوعہ دیوانوں اور ایک نایاب مخطوطہ کلیات میں جو ۱۰۷۰ اشعار پر مشتمل ہے پڑھا ہے۔ جناب م۔ ع۔ علوی

تھانوی صاحب نے بھی اس کو اپنے مخطوطہ میں شامل فرمایا ہے۔
اس قصیدہ کے علاوہ دو مشہور قصائد ایسے ہیں جو عام طور پر شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کی تصنیف سمجھے اور بیان کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا مطلع یہہ ہے :۔

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود
نام تیمورش بود صاحبقراں پیدا شود

پارینہ قصّہ شویم از تازہ بند گویم
افتاد قرن دویم کہ افتد از زمانہ

جناب قمر اسلام پوری صاحب نے اپنی جامع و مستند تالیف شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ میں کافی دلائل کے ساتھ یہہ ثابت فرما دیا ہے کہ یہہ دونوں قصائد شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے نہیں ہیں۔

حقیقت یہہ ہے کہ یہہ دونوں قصائد شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ دیوانوں اور آپ کے نایاب مخطوطہ کلیات یا کسی رسالے میں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کو شاہ صاحبؒ سے منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

رسالہ "تائید غیبی" مؤلفہ جناب محمد اسلم علوی قادری رضوی صاحب مالک سنّی دارالاشاعت لائلپور میں قصیدہ نمبر ۲ یعنی "پارینہ قصّہ شویم" معہ ترجمہ شائع ہوا ہے۔ اس کو حضرت سیّد شاہ نعمت اللہ شاہ بخاریؒ سے منسوب کر کے آپ کو "بخارا کے رہنے والے" اور چھٹی صدی ہجری کے بزرگ بتایا گیا ہے۔ اس رسالہ میں دیئے ہوئے سلسلہ نسب وطن اور سنہ پیدائش وغیرہ کے لحاظ سے شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ سے اس مضمون کا کوئی تعلق نہیں ہے

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کے ہم نام کوئی دوسرے بزرگ گذرے ہیں جن کا یہہ قصیدہ ہے۔ البتہ نام کے ساتھ "ولی" کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

ہفتہ وار اخبار "آزاد دکن"[1] مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۸ء مجریہ حیدرآباد دکن (جو ۱۶ صفحات پر مشتمل اور جس کی قیمت ۴ر درج ہے) میں مذکورہ بالا قصیدہ معہ ترجمہ سید محمد مختار کرمانی صاحب مدیر نے شائع کیا ہے اس میں درج ہے کہ:-

"حضرت شاہ بخاری نسبتاً سید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سرور کائنات سے ملتا ہے۔

آپ بخارا کے رہنے والے تھے۔ تحصیل وشوق سیاحت کے سلسلہ میں اکثر بخارا سے بدخشاں، سمرقند، تبریز، ملتان کشمیر وغیرہ بھی تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ ستارہ مریخ کے عامل ہونے کے علاوہ ایک زبردست جفار بھی تھے اور آپ کو اس علم کے اصناف علم الاخبار، اور علم الاحکام پر عبور حاصل تھا اور آپ نے علم جفر کے خاص الخاص طریقے ایجاد فرمائے ہیں۔ جو اپنی آپ نظیر ہیں۔ علم جفر کے ماہرین آپ کے اس قصیدہ کے مصرعہ اور شعر اور قطعہ بند اشعار سے ان واقعات کے سنہ اور مہینے بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ قصیدہ بیان کیا جاتا ہے آپ نے سات سو انسٹھ سال قبل یعنی ۶۱۸ھ میں تصنیف فرمایا تھا اس زمانہ میں ہندوستان میں ابھی نہ تو مغلیہ حکومت قائم ہوئی تھی اور نہ سکھ قوم پیدا ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت موصوف بسلسلہ سیاحت حیدرآباد دکن ضلع بیدر بھی آئے تھے۔ جبکہ اس زمانہ میں بہمنی حکومت کا وہاں دور دورہ تھا اور دنیائے اسلام کے صاحبان علم وفضل سیر وسیاحت کے لئے آیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا قصیدہ کئی سو تقریباً دو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ جن میں تمام ممالک عالم اور اقوام عالم اور عالمی حالات سے متعلق مستقبل کی پیشین گوئیاں ہیں۔ ان میں سے ہندوستان سے متعلق اشعار یہاں مشہور ہیں"۔

افسوس ہے کہ مضمون نگار نے اس کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ تاہم چند

---

[1] ۱۹۷۲ء میں یہ اخبار مجھے حیدرآباد دکن میں پرانی کتابوں کی ایک دوکان میں ایک روپیہ میں اتفاق سے مل گیا۔

مندرجہ واقعات اور سنین سے ظاہر ہے کہ اس قصیدہ کا شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سید عبدالصبور طارق صاحب نے روزنامہ جنگ (کراچی) مورخہ یکم نومبر ۶۷ء کی اشاعت میں یہی قصیدہ "پارینہ قصہ شویم از تازہ بند گویم" معہ ترجمہ شائع کرایا ہے اور یہہ حالات لکھے ہیں:۔

"حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ مشہور صوفی اور درویش منش انسان تھے۔ ان کا اصل وطن بخارا تھا جہاں سے ان کے آبا و اجداد ہجرت کر کے سلطان معز الدین محمدؒ غوری کے عہد میں برصغیر پاک وہند چلے آئے۔ اور ہانسی میں سکونت اختیار کی۔ شاہ صاحب کے دادا سید مشرف نے مغل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب قضاۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شاہ صاحب سن وشعور کو نہ پہنچے تھے کہ ان کے والد سید عطاء اللہ وفات پا گئے عطاء اللہ کے دوست راجو خاں نے شاہ صاحب کی کفالت کی۔ تیرہ برس کی عمر میں تیر اندازی، شمشیر زنی اور تمام فنون سپاہ گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ صاحب نے مغل بادشاہ جہانگیر یا شاہجہاں کے عہد میں وفات پائی۔ نواب خانخاناں، خاں جہاں لودھی، اور مہابت خاں کو ان سے بڑی عقیدت تھی۔ اور وہ اکثر ان کی قدمبوسی میں حاضر رہتے تھے۔

شاہ صاحب علم جفر کے زبردست ماہر تھے۔ انھوں نے آنیوالے انقلابات، زمانہ پر دو ہزار اشعار فارسی زبان میں لکھے جو حرف بحرف پورے ہوتے چلے گئے عہد برطانوی حکومت کے متعلق انھوں نے اپنے قصیدہ میں فرمادیا تھا کہ نصاریٰ کی حکومت سو برس سے زائد عرصہ قائم نہ رہ سکے گی جس سے گھبرا کر لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی پہلی جنگ عظیم کے آغاز کے بعد پھر اس کی اشاعت ممنوع قرار دی گئی۔ ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی کے باوجود ان کے الہامی اشعار لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے وہ چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں جو عام طور پر تذکروں اور کتابوں میں محفوظ ہیں"۔

Marfat.com

جناب طارق صاحب نے اپنے محولہ مضمون میں ماخذ کا ذکر نہیں فرمایا ہے۔ بہت جستجو و تلاش کے بعد مجھے کتاب انوار اصفیا مرتبہ ادارہ تصنیف و تالیف کراچی و لاہور کے صفحات ۴۰۲ تا ۴۱۰ پر "حضرت نعمت اللہ شاہ ولی" کے عنوان پر لکھے ہوئے مضمون کو دیکھنے کا موقع ملا۔ اور پتہ چلا کہ یہی مضمون جناب طارق صاحب کے مضمون کا ماخذ ہے لیکن اس میں لکھے ہوئے سلسلہ نسب اور واقعات مقامات وغیرہ سے حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں بھی لفظ "ولی" کا اضافہ مغالطہ پیدا کر رہا ہے کیونکہ مستند تواریخ سے ثابت ہے کہ شاہ نعمت اللہ کے نام کے جتنے بزرگوار گذرے ہیں ان میں سے صرف ایک یعنی شاہ نعمت اللہ بانی کرمانیؒ ہی "ولی" تھے۔ مولف انوار اصفیا نے شاہ نعمت اللہؒ کے نام کے نیچے سنہ وفات ۸۳۴ بتا کر تاریخ فرشتہ کا حوالہ دیا ہے لیکن جلد و صفحہ کا اندراج نہیں۔ یہ وہی سنہ وفات ہے جو شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا ہے۔

جناب میر بشیر صاحب (لندن) نے اپنے مضمون مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۲ء مشمولہ روزنامہ جنگ کراچی میں لکھا ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا ایک قصیدہ مستند ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔

قدرت کردگار می بینم　　　حالت روزگار می بینم

اس قصیدے کے علاوہ دو قصیدے اور بھی مشہور ہیں۔ جن کے متعلق ارباب نظر کا خیال ہے کہ ان کا حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ سے کوئی تعلق نہیں یہ جعلی ہیں" وغیرہ

۱۹۶۵ء کے بعد منجانب فقرا مبلغین اسلام مرکزی حزب اللہ و بنیاد انجمن پاکستان بہت بڑی سائز کے پوسٹر کراچی کی بڑی شاہراہوں کی دیواروں پر چسپاں کیے گئے تھے جس میں "ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے" کے عنوان کے تحت

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کا حوالہ دے کر چند اشعار وضاحت کے ساتھ شائع کئے گئے تھے مثلاً

از غازیان سرحد ررزد زمیں چو مرقد
بہر حصول مقصد آئند والہانہ

مجھے ایک پوسٹر کو عزیز ورتا صدر کے پاس ایک دیوار سے نکلوا کر اس کو محفوظ رکھنا پڑا۔ لوگوں نے کئی پوسٹر پھاڑ دیئے تھے۔ غرض اس پوسٹر میں قصیدہ ع پارینہ قصہ شویم از تازہ بند گویم کو شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا بتایا گیا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔

البتہ شاہ صاحب کا ایک اور مشہور و مستند قصیدہ "حالات روزگار" کے نام سے ہے جس میں آپ نے ۵۷۵ھ وغیرہ کا زمانہ از فتنہ و شر ہونے اور پھر امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور سے متعلق پیش گوئی فرمائی ہے۔ آپ کا یہ مشہور قصیدہ آپ کے دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی مطبوعہ طہران کے صـ۲۲ پر شائع ہوا ہے۔ نیز آپ کے نایاب خطی کلیات کے صـ۳۹۶ تا صـ۳۹۷ پر مندرج ہے۔ یہ نادر کلیات کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ لائبریری) حیدر آباد دکن میں محفوظ اور (۱۴۷۰) اشعار پر مشتمل ہے اس قصیدہ میں ۵۷ اشعار ہیں میں نے اسی کلیات سے قصیدہ کی نقل کی ہے۔ جناب م۔ع۔ علوی صاحب نے بھی اپنے مخطوطہ کے صـ۶ تا ۸ پر اس کو لکھا ہے۔

شاہ صاحبؒ نے آئندہ پیش آنے والے واقعات کو جن کے بارہ میں احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے، نہایت عالمانہ انداز میں ظاہر فرمایا ہے
مکمل قصیدہ حسب ذیل ہے :-

قصیدہ

قدرت کردگار می بینم ‎ ‎ حالتِ روزگار می بینم
حکم امسال صورت دگر است ‎ ‎ نہ چو پیرار دپار می بینم

۳- از نجوم این سخن نمی کشویم[1]   بلکہ از کردگار می بینم
۴- غ[2]. ز. ذال چوں گذشت از سال   بوالعجب کار و بار می بینم
۵- در خراسان و مصر و شام و عراق   فتنہ و کارزار می بینم
۶- گرد آئینۂ ضمیرِ جہاں   گرد و زنگ و غبار می بینم
۷- ہمہ را حال میشود دیگر   گر یکے در ھزار می بینم
۸- ظلمت ظلم ظالمانِ دیار   بیحد و بے شمار می بینم
۹- قصۂ بس غریب می شنوم   غصّہ در دیار می بینم
۱۰- جنگ و آشوب و فتنہ و بیداد   از یمین و یسار می بینم
۱۱- غارت و قتل و لشکر بسیار   درمیان و کنار می بینم
۱۲- بندہ را خواجہ وش ہمی یابم   خواجہ را بندہ وار می بینم
۱۳- بس فرومایگان بے حاصل   عامل و خواندگار می بینم
۱۴- ہر کہ او پار یار بود امسال   خاطرش زیر بار می بینم
۱۵- مذہب و دیں ضعیف می یابم   مبتدع افتخار می بینم
۱۶- سکۂ نو زنند بر رُخ زر   درہمش کم عیار می بینم
۱۷- دوستان عزیز ہر قومے   گشتۂ غمخوار خور می بینم
۱۸- ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم   دیگرے را دوچار می بینم
۱۹- نصب و عزل بتکچی[3] و عمال   ہر یکے را دو بار می بینم
۲۰- ماہ را روسیاہ می یابم   مہر را دل فگار می بینم
۲۱- ترک و تاجیک را بہم دیگر   خصمی و گیر و دار می بینم
۲۲- تا جر از دست دُزد بے ہمراہ   ماندہ در رہگذار می بینم

---

۱ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں نمی گویم لکھا ہے ص۲۲ ۲ نوٹ مطبوعہ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں ص۲۲ پر بجائے "غ. ز. ذال کے" مین و را ذال" لکھا ہے ۳ مطبوعہ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی (طہران) میں تبکچی لکھا ہے۔

Marfat.com

۲۳- مکر و تزویر و حیلہ در ہر جا	از صغار و کبار می بینم
۲۴- حال ہند و خراب می یابم	جور ترک و تتار می بینم
۲۵- بقعۂ خیر سخت گشتہ خراب	جائی جمع شرار می بینم
۲۶- بعض اشجار بوستان جہاں	بے بہا ر و ثمار می بینم
۲۷- اندکے امن اگر بود آں روز	در حد کوہسار می بینم
۲۸- ہمدمی و قناعتے کنجے	عالیا اختیار می بینم
۲۹- گرچہ می بینم ایں ہمہ غمہا	شادی غمگسار می بینم
۳۰- غم مخور زانکہ من دریں تشویش	خرّمی وصل یار می بینم
۳۱- بعد امسال و چند سال دگر	عالمے چوں نگار می بینم
۳۲- چوں زمستان پنجمیں بگذشت	ششمش خوش بہار می بینم
۳۳- نائب مہدی آشکار شود	بلکہ من آشکار می بینم
۳۴- پادشاہے تمام دانائی	سروری با وقار می بینم
۳۵- ہر کجا رو نہد بفضل الہ	دشمنش خاکسار می بینم
۳۶- تا چہل سال اے برادر من	دور آں شہریار می بینم
۳۷- دور او چوں شود تمام بکام	پسرش یادگار می بینم
۳۸- بعد از و خود امام خواہد بود	کہ جہاں را مدار می بینم
۳۹- بندگانِ جناب حضرت او	سر بسر تاجدار می بینم
۴۰- پادشاہ و امام ہفت اقلیم	شاہ عالی تبار می بینم
۴۱- میم و حا میم و دال می خوانم	نام آں نامدار می بینم
۴۲- صورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعار می بینم
۴۳- دین و دنیا شود از و معمور	خلق از و بختیار می بینم
۴۴- ید بیضا کہ باد پایندہ	باز با ذوالفقار می بینم
۴۵- مہدی وقت و عیسئ دوراں	ہر دو را شہ سوار می بینم

۴۶۔ گلشن شرع راہمی بویم | گل دین را بہ بار می بینم
۴۷۔ این جہاں راچوں مصر می نگرم | عدل او را حصار می بینم
۴۸۔ ہفت باشد وزیر سلطانم | ہمہ را کامگار می بینم
۴۹۔ عاصیان از امام معصومم | خجل و شرمسار می بینم
۵۰۔ برکفِ دستِ ساقیٔ وحدت | بادۂ خوشگوار می بینم
۵۱۔ غازیٔ دوستدار دشمن کش | ہمدم و یار غار می بینم
۵۲۔ زینت شرع و رونق اسلام | محکم و استوار می بینم
۵۳۔ گرگ با میش و شیر با آہو | در چرا برقرار می بینم
۵۴۔ گنج کسریٰ و نقد اسکندر | ہمہ بر روئے کار می بینم
۵۵۔ ترک عیّار مست می نگرم | خصم او در خمار می بینم
۵۶۔ تیغ آہن دلان زنگ زدہ | کند و بے اعتبار می بینم
۵۷۔ نعمت اللہ نشستہ در کنجے | از ہمہ برکنار می بینم

مندرجہ صدر طویل منظوم ارشادات کلیات نعمت اللہ شاہ مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ اوراق ۳۹۶ تا ۳۹۷ پر مندرج اور مطبوعہ دیوانوں چھاپہ علمی ایران کے صفحات ۶۵ تا ۶۸ پر موجود ہیں ۔ یہہ سب می بینم پر ہے ۔

ف حضرت نے فرمایا ہے کہ میں کوئی نجومی نہیں ہوں بلکہ جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ اللہ کی جانب سے القا ہے یعنی یہہ سب حضرت کے مکاشفات ہیں :

۲ مخطوطہ میں رغ ۔ ز ۔ ذ لکھا ہے جس کے اعداد ۷۷۷ یعنی سنہ ہجری ہوتا ہے اور مطبوعہ میں رغ ۔ در ۔ د یعنی ۱۰۰۴ ہجری آتا ہے مگر ۷۷۷ ہجری صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس وقت آپ بقید حیات تھے اور اپنے زمانہ سے شروع فرماتے ہیں ۔

۳ اکثر بزرگان اور ذی علم حضرات نے آثار و قرائن زمانہ کے نتائج

Marfat.com

بیان کئے ہیں کہ اس طرح آئندہ زمانہ کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ عالمگیرؒ شہنشاہ ہند نے بھی وصایا میں آئندہ زمانہ کے آشوب کا ذکر کیا ہے اور ایسا ہی کچھ لکھا ہے کہ حکومت پر نالائق لوگ آجائیں گے۔

۴ دین اور مذہب کی حالت ضعیف ہو جائے گی۔ یہہ بالکل حقیقت ہے لا مذہبیت اب بہت بڑھتی جا رہی ہے اور بدعات پر لوگ فخر کرتے ہیں

۵۔ زمانہ کی یہہ حالت کہ ہر قوم و ملت میں لوگ محزون اور ذلیل ہونگے

۶۔ اور حضرت کے مکاشفات میں یہہ ایک سائنٹیفک حقیقت اب سامنے آگئی ہے کہ چاند بظاہر بہت روشن دکھائی دیتا ہے دراصل بدنما اور سیاہ رو ہے۔ چنانچہ امریکن ہوا باز چاند کی دنیا پر کئی مرتبہ جاکر واپس آچکے ہیں۔ یہہ بات چھ سو سال پہلے ایک بزرگ نے منکشف کی تھی۔

۷ آپ نے بتلایا ہے کہ زمانہ آشوب یعنی زمانہ فتن کے بعد پہلے نائب مہدی کا ظہور ہوگا جو ۴۰ سال تک رہیں گے اور پھر ان کے بعد حقیقی امام مہدی تشریف لائیں گے۔ یہہ سب روایتیں ظہور امام مہدی کے سلسلہ میں آتی ہیں اور علماء دین کے زیر بحث رہی ہیں۔

۸ مطبوعہ دیوان میں میم، ھا، دال ہے جو مہدی کا مخفف ہوتا ہے اور مخطوطہ میں میم، حا، میم دال یعنی محمدؐ ہوتا ہے۔ سیاق عبارت کے لحاظ سے میم، حا، دال "مہدی" درست معلوم ہوتا ہے مگر آنے والے مہدی کا نام روایتوں میں محمدؐ بتایا گیا ہے۔

(م۔ ع۔ علوی صاحب)

نوٹ :۔ مطبوعہ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفسی میں میم۔ حا۔ میم، دال ہے

(مولف)

Marfat.com

اصل قصیدہ کا ترجمہ[1] پیش ہے:۔

۱۔ میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور زمانہ کے حالات دیکھ رہا ہوں۔

۲۔ اس سال کے حکم کی صورت دوسری (علیحدہ) ہے

۳۔ علم نجوم کی بناء پر بیان نہیں کر رہا ہوں بلکہ خدائے کردگار کے دکھانے سے دیکھ رہا ہوں۔

۴۔ بارہ سو سال کے گذرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔

۵۔ خراسان، مصر، شام اور عراق میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔

۶۔ ضمیر جہاں کے آئینہ میں فتنوں کی گرد، گناہوں کا زنگ اور کینوں کے غبار دیکھ رہا ہوں۔

۷۔ صرف ایک ملک کا ہی یہ حال نہیں ہو گا بلکہ اس زمانہ میں بدامنی اور جنگ وجدال کے باعث سب ہی ممالک کا حال دگرگوں ہو گا۔

۸۔ ملکوں میں ظالموں کے ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہونچ جائے گا۔

۹۔ میں عجیب قصہ سُن رہا ہوں۔ ملکوں میں کشیدگی اور اختلاف نظر آتا ہے۔

۱۰۔ میں دائیں بائیں بہت سے لشکروں کا قتل دیکھ رہا ہوں۔

۱۱۔ درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اُٹھیں گے اور جنگ ہو گی۔

۱۲۔ ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا (یعنی مالک غلام ہو گا اور غلام مالک بنے گا)

۱۳۔ میں عالموں اور اُستادوں کو حقیر اور بے فیض دیکھ رہا ہوں۔

۱۴۔ گذشتہ سال جس شخص کا بوجھ دوسرے اُٹھاتے ہوئے تھے۔ میں اس کے دِل کو اس سال بوجھ کے نیچے دبا ہوا پاتا ہوں۔

---

[1] شاہ نعمت اللہ ولیؒ از قمر اسلام پوری ص۶۲ تا ص۶۸ میں موجود ہے۔

Marfat.com

۱۵۔ مذہبی عقائد کو میں کمزور پاتا ہوں اور لوگوں کو اس کمزور عقائد پر فخر کرتے دیکھتا ہوں۔

۱۶۔ پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا، جو قدر و قیمت میں کم ہوگا۔

۱۷۔ ہر قوم کے معزز لوگ مجھے غمگین اور رسوا دکھائی دیتے ہیں۔

۱۸۔ ہفت اقلیم کے بادشاہوں میں سے ہر ایک کو میں ایک دوسرے سے الجھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

۱۹۔ میں دیکھتا ہوں کہ کارکنوں کو منصب پر سرفراز کرنے کے بعد انھیں معزول کیا جائے گا اور پھر وہ تنگ حالی اور آزدگی سے دوچار ہوں گے اور یہ دور ان پر دو مرتبہ آئے گا۔

۲۰۔ میں چاند کا چہرہ سیاہ اور سورج کا دِل زخمی دیکھ رہا ہوں۔

۲۱۔ ترکوں اور تاجکوں کو ایک دوسرے کے ساتھ برسرِپیکار دیکھ رہا ہوں۔

۲۲۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ دور کے ملکوں کے تاجر راستوں میں تنہا تھکے ماندے پڑے ہیں۔

۲۳۔ میں ہر جگہ بڑوں اور چھوٹوں سے مکر و فریب اور حیلے دیکھتا ہوں۔

۲۴۔ میں ہندوؤں کی حالت خراب پاتا ہوں اور ترک خاندانوں کا ظلم و ستم دیکھتا ہوں۔

۲۵۔ نیکی کا باغ اُجڑ گیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شریروں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

۲۶۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔

۲۷۔ اگر آج تھوڑا سا امن کہیں ہے تو وہ مجھے پہاڑوں کے حدود میں نظر آتا ہے

۲۸۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اب تنہائی وصبر اور گوشہ نشینی اختیار کرنی چاہیئے۔

۲۹۔ اگرچہ یہ تمام باتیں مجھے نظر آرہی ہیں پھر بھی کوئی فکر نہیں کیونکہ مجھے اس کے ساتھ غموں کو دور کرنے والی خوشی بھی دِکھائی دیتی ہے۔

Marfat.com

۳۰۔ مگر اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں غم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔
۳۱۔ اس سال اور چند سالوں کے بعد میں جہاں کو محبوب کی طرح آراستہ دیکھتا ہوں
۳۲۔ جب پانچواں موسم سرما ختم ہو تو چھٹا اچھا موسم بہار دیکھتا ہوں (مولف)
۳۳۔ نائب مہدی ظاہر ہوں گے بلکہ میں ظاہر دیکھ رہا ہوں۔
۳۴۔ میں ایک ہوشیار اور عقلمند بادشاہ کو باوقار حاکم دیکھ رہا ہوں۔
۳۵۔ خدا کے فضل سے وہ جہاں بھی نظر آئے ہیں اس کے دشمن کو خاکسار دیکھتا ہوں
۳۶۔ اے میرے بھائی! اس شہر یار کا عہد چالیس سال تک رہے گا۔
۳۷۔ جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمونہ پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔
۳۸۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعد ازاں وہ خود امام ہو جائے گا اور جہاں کا دار و مدار اس پر ہو گا۔
۳۹۔ اس کی خدمت میں حاضر رہنے والے سبھی غلام بادشاہ ہو جائیں گے۔
۴۰۔ وہ تمام دنیا کا بادشاہ اور امام ہو گا اور عالی خاندان بادشاہ ہو گا۔
۴۱۔ میں (اح م دال) پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس نامور کا یہی نام ہو گا

نوٹ:۔ کلیات و دیوان میں م۔ح۔م۔ دال لکھا ہوا ہے۔ (مولف)

۴۲۔ اس کا ظاہر و باطن نبیؐ کی مانند ہو گا۔ اور علم و حلم اس کا شعار ہو گا۔
۴۳۔ اس کے آنے سے دین کو ترقی ہو گی اور دنیا کو بھی۔ اور لوگ با اقبال ہو جائینگے
۴۴۔ اس کے پاس چمکنے والا ید بیضی ہے۔ پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں۔
۴۵۔ وہ اپنے وقت کا مہدیؑ اور اپنے دور کا عیسیٰ ہو گا۔ میں اس شہسوار میں دونوں باتیں دیکھ رہا ہوں
۴۶۔ اس سے شریعت تازہ ہو جائے گی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔

۴۷۔ میں اس دنیا کو مصر کی طرح آراستہ دیکھ رہا ہوں اس امام کا عدل لوگوں کی پناہ گاہ ہوگا۔

۴۸۔ میرے اس بادشاہ کے سات وزیر ہوں گے اور وہ سب کامیاب ہوں گے۔

۴۹۔ اس امام کے مخالف اور نافرمان بھی ہوں گے جن کے لئے آخر خجالت اور شرمساری مقدر ہے۔

۵۰۔ ساقی وحدت کے ہاتھ پر میں خوشگوار جام شراب دیکھ رہا ہوں۔

۵۱۔ وہ ایک ایسا غازی ہے جو دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا قاتل ہوگا۔

۵۲۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کے آنے سے شرع آرائش پکڑ جائے گی۔ اور اسلام رونق پر آجائے گا اور دین محمدیؐ متین استوار ہو جائے گا۔

۵۳۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ چراگاہ میں بھیڑ یا بکری کے ساتھ اور شیر ہرن کے ساتھ بڑے اطمینان کے ساتھ ہے۔

۵۴۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کا خزانہ اور اسکندر کی دولت سب کام میں آرہی ہے۔

۵۵۔ عیار ترکوں میں سستی اور ان کے دشمن کو مخمور دیکھتا ہوں۔

۵۶۔ پتھر دلوں کی تلوار کو میں زنگ خوردہ اور ناقابل اعتبار دیکھتا ہوں۔

۵۷۔ میں نعمت اللہ کو سب سے الگ ایک کونے میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مندرجہ ذیل قصیدہ حضرت سید نورالدین شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانیؒ کا کلام نہیں ہے مکمل قصیدہ ترجمہ جناب محمد اسلم علوی قادری رضوی شائع کیا جارہا ہے۔ اس میں تشریح اشعار حذف کر دی گئی ہے۔

قصیدہ

۱۔ پارینہ قصہ شویم از تازہ ہند گویم ‎ ‎ افسانہ دقرن دویم کرافتند از زمانہ

۲۔ صاحبقران ثانی نیز آل گورگانی ‎ ‎ شاہی کنند اماشاہی چو ظالمانہ

Marfat.com

٣۔ عیش و نشاط اکثر گیرد جگہ بخاطر — گم می کنند یکسر آں طرز ترکیانہ

٤۔ رفتہ حکومت از شاں آید بغیر مہماں — اغیار سکہ رانند از ضربِ حاکمانہ

٥۔ بعد آں شود چوں جنگے باروسیان و جاپان — جاپان فتح یابد بر مُلکِ روسیانہ

٦۔ سرحد جدا نمایند از جنگ باز آیند — صلح کنند امّا صلح منافقانہ

٧۔ دو کس بنامِ احمد گمراہ کنند بے حد — سازند از دلِ خود تفسیر فی القرآنہ

٨۔ طاعون و قحط یکجا گردد بہ ہند پیدا — پس مومناں بمیرند ہر جا ازیں بہانہ

٩۔ یک زلزلہ کہ آید چوں زلزلہ قیامت — جاپاں تباہ گردد یک نصف ثالثانہ

١٠۔ تا چار سال جنگی افتند بہ بر غربی — فاتح الف گردد بر جیم کہ ستانہ

١١۔ جنگ عظیم باشد قتلِ عظیم سازد — یکصد و سی و یک لک باشد شمار جانہ

١٢۔ اظہار صلح باشد چو صلح پیش بندی — بل مستقل نہ باشد ایں صلح درمیانہ

١٣۔ ظاہر خموش لیکن پنہاں کنند ساماں — جیم و الف مکرر و در مبارزانہ

١٤۔ وقتیکہ جنگ جاپاں با چین فتہ باشد — نصرانیاں بہ پیکار آیند باہمانہ

١٥۔ پس سال بست و یکم آغاز جنگ دویم — مہلک ترین اوّل باشد بہ جارحانہ

١٦۔ امداد ہندیاں ہم از ہند دادہ باشد — لاعلم ازیں کہ باشد آں جملہ رائیگانہ

١٧۔ آلات برق پیما اس طرح حشر برپا — سازند اہلِ حرفہ مشہور آں زمانہ

١٨۔ باشی اگر بہ مشرق شنوی کلام مغرب — آید سرود غیبی بر طرز ہاتفانہ

١٩۔ دو الف و روس و ہم چین مانند شہد شیریں — برالف و جیم اولیٰ ہم جیم ثانیانہ

٢٠۔ با برق تیغ رانند، کوہ غضب دوانند — تا آنکہ فتح یابند از کینہ و بہانہ

٢١۔ ایں غزوہ تا بہ شش سال ماند بہ دہر پیدا — پس مرداں بمیرند ہر جا ازیں بہانہ

٢٢۔ نصرانیاں کہ باشند ہندوستاں سپارند — تخم بدی بکارند از فسق جاودانہ

٢٣۔ تقسیم ہند گردد در دو حصص ہویدا — آشوب و رنج پیدا از مکر و از بہانہ

٢٤۔ بے تاج بادشاہاں شاہی کنند نادان — اجرا کنند فرماں فی الجملہ مہملانہ

٢٥۔ از رشوت و تساہل دانستہ از تغافل — تاویل یاب باشند احکام خسروانہ

Marfat.com

۲۶- عالم از علم نالان دانا ز فہم گریاں ۔ نادان برقص عریاں مصروف و الہانہ

۲۷- از امتِ محمدؐ سرزد شوند بے حد ۔ افعال مجرمانہ اعمال عاصیانہ

۲۸- شفقت بہ سرد مہری تعظیم در دلیری ۔ تبدیل گشتہ باشد از فتنۂ زمانہ

۲۹- ہمشیر با برادر پسران ہم بہ مادر ۔ نیز ہم پدر بہ دختر مجرم بہ عاشقانہ

۳۰- حلت زرو سراسر حرمت رد سراسر ۔ عصمت رود برابر از جبر مغویانہ

۳۱- بے مہدگی سراپا پردہ دری درآید ۔ عفت فروش باطن معصوم ظاہرانہ

۳۲- دختر فروش باشند عصمت فروش باشند ۔ مردانِ سفلہ طینت با وضع زاہدانہ

۳۳- شوق نماز روزہ حج و زکوٰۃ و فطرہ ۔ کم گردد و برآید یکبار خاطرانہ

۳۴- خون جگر بنوشم بارنج با نوگویم.. ۔ للّٰہ ترک گردان ایں طرز را بہانہ

۳۵- قہر عظیم آید بہر سزا کہ شاید ۔ آخر خدا بسازد یک حکم قاتلانہ

۳۶- مسلم شوند کشتہ افتاں شوند حیراں ۔ از دست نیزہ بنداں یک قوم ہندوانہ

۳۷- چوں آخری زمانہ آید بایں زمانہ ۔ شہباز سدرہ بینی از دست رائیگانہ

۳۸- بینی نو عیسوی با بر تخت بادشاہی ۔ گیرند مومناں را بحیلہ و بہانہ

۳۹- غارت گرانِ اخلاق نوشند خمر بیباک ۔ ہم چرس و بھنگ تریاق نوشند ایں زنانہ

۴۰- فاسد کنند بزرگی بر قوم از ستنرگی ۔ پس خانۂ بزرگی خواہد شد ویرانہ

۴۱- احکام دین اسلام چوں شمع گشت خاموش ۔ عالم جہول گردد جاہل شود علامہ

۴۲- آں مفتیان گمراہ فتوی دہند بے حیا ۔ از حکم شرع بیروں سازند بے بہانہ

۴۳- در مکتب و مدارس علم فرنگ خوانند ۔ در علم فقہ و تفسیر غافل شود زمانہ

۴۴- فسق و فجور ہر سو رائج شود بہ ہر کو ۔ مادر بہ دختر خود سازد دلیلے بہانہ

۴۵- در جستجوئے عصیاں بیباک چشم مردم ۔ چوں سگ پئے شکاری در فسق فاجرانہ

۴۶- از قلب پنج آبی خارج شوند ناری ۔ قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ

۴۷- بر عکس ایں برآید در شہر مسلماناں ۔ قبضہ کنند ہندو بر شہر جابرانہ

۴۸- شہر عظیم باشد اعظم ترین مقتل ۔ صد کربلا چوں کربل ہر جا بہ ہر خانہ

Marfat.com

۴۹۔ رہبر ز مسلماناں در پردہ یار آناں — امداد دادہ باشد از عہد فاجرانہ

۵۰۔ این قصہ بین العیدین از شین و نون شرطش — سازد ہنود بدرا معتوب فی زمانہ

۵۱۔ ماہ محرم آید چوں تیغ با مسلمان ! — سازند مسلم آندم اقدام جارحانہ

۵۲۔ بعد آں شود چوں شورش در ملک ہند پیدا — غازی نمایند آندم یک عزم غازیانہ

۵۳۔ نیز ہم حبیب اللہ صاحبقران من اللہ — گیرند نصرت اللہ شمشیر از میانہ

۵۴۔ در یک ہزار سہ صد ہشتاد و ہشت گردد — ہندوستان چو دشتے از گردش زمانہ

۵۵۔ جیم شکست خوردہ بار ابرابر آید — آلات نار آرد مہلک جہنمانہ

۵۶۔ چوں ہند ہم بمغرب قسمت خراب گردد — تجدید یاب گردد جنگ سہ نوتیانہ

۵۷۔ از دو الف کہ گفتم یک الف الف گردد — را ناخت کردہ باشد بر الف صغریانہ

۵۸۔ کاہد الف ز دنیا جز نقطہ ئی بناشد — الا کہ سہم و یادش باشد تنورخانہ

۵۹۔ تعزیر عیب باید مجرم خطاب گیرد — دیگر نہ سر فرازد بر طرز راہبیانہ

۶۰۔ دنیا خراب کردہ باشد بے ایماناں — گیرند منزل آخر فی النار دوزخانہ

۶۱۔ ناگاہ مومناں را شورے پدید آید — با کافراں نمایند جنگے چو رستمانہ

۶۲۔ رودے اٹک بہ سہ بار از خون اہل کفار — پر میشود بہ یک بار جریان جارحانہ

۶۳۔ پنجاب شہر لاہور کشمیر ملک منصور — دو آب شہر بجنور گیرند فاتحانہ

۶۴۔ چوں بشنوند مژدہ آیند کساں ز ہر جا — یک بار جمع آیند بر باب غائبانہ

۶۵۔ اعراب جمع آیند از ریگزار و ہامون — بہر حمایت دین بادشاہان مومنانہ

۶۶۔ خامس شوند علمبردار از بہر جنگ کفار — کافر شوند فی النار از تیغ آں یگانہ

۶۷۔ یکجا شوند افغاں ہم دکنیان و ایران — فتح کنند اینان کل ہند غازیانہ

۶۸۔ کشتہ شوند جملہ بدخواہِ دین و دنیا — خالق نماید اکرام از لطف خالقانہ

۶۹۔ خوش میشود مسلمان از لطف و فضلِ رحماں — کل ہند پاک باشد از رسم ہندوانہ

۷۰۔ رازے کہ گفتہ ام دُرّ کہ سُفتہ ام — باشد برائے نصرت استاد غائبانہ

۷۱۔ عجلت اگر بخواہی نصرت اگر بخواہی — کن پیروی تو را از قول قدسیانہ

Marfat.com

۷۲۔ چوں سال بہتری از کان زھوفا آید — مہدی عروج سازد مہد مہدیانہ
۷۳۔ ناگاہ بہ موسم حج مہدی عروج سازد — آں شہرۂ فروشی مشہور در جہانہ
۷۴۔ خاموش باش نعمتؔ اسرار حق مکن فاش — در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

ترجمہ

۱۔ قدیم باتوں کو نظر انداز کر کے ہندوستان کی ان تازہ افتادوں کو بیان کرتا ہوں جو امتداد زمانہ سے دوسری قرن میں پیش آئیں گی۔

۲۔ صاحب قران دوم اور تمام بادشاہانِ نسل گورگانی ہندوستان پر حکومت کریں گے لیکن آخر میں ان کی بادشاہت ظالمانہ ہوگی۔

۳۔ عیش و عشرت ان کے دلوں میں گھر کرے گی اور وہ اپنے ترکی طرزِ حکومت کو چھوڑ دیں گے۔

۴۔ حکومت ان کے ہاتھ سے نکل کر غیر کی مہمان ہو جائے گی اور غیر اپنا سکہ چلائیں گے۔

۵۔ اس کے بعد روس اور جاپان میں جنگ ہوگی اور جاپان کو روس پر فتح حاصل ہوگی۔

۶۔ لڑائی ختم کر کے اپنی اپنی سرحدیں جُدا کر لیں گے اور ان میں صلح ہو جائیگی مگر یہہ صلح منافقانہ ہوگی۔

۷۔ دو ایسے اشخاص جن کے نام میں احمد کا لفظ شامل ہوگا اپنے دِل سے قرآن حکیم کی تفسیر بنا کر مسلمانوں کو گمراہ کریں گے۔

۸۔ طاعون اور قحط ساتھ ساتھ ہندوستان میں نمودار ہوں گے اور مسلمانوں کی موت کا ہر جگہ بہانہ بن جائیں گے۔

۹۔ ایک قیامت خیز زلزلہ آئے گا جس سے جاپان کا ½ حصہ برباد ہو جائے گا۔

Marfat.com

۱۰۔ پھر برِاعظم یورپ میں چار سال تک سخت لڑائی ہوگی جس میں الف جیم پر مکاری اور دھوکے سے فتح پائے گا۔

۱۱:۔ یہ جنگ عظیم ہوگی جس میں بہت قتال ہوگا اور ایک کروڑ اکتیس لاکھ جانیں ضائع ہوں گی۔

۱۲ پیش بندی کے طور پر صلح ہو جائے گی لیکن یہ صلح مستقل نہ ہوگی۔

۱۳ جرمنی اور انگلستان بظاہر خاموش رہیں گے لیکن درپردہ لڑائی کی تیاریاں کریں گے اور پھر لڑائی میں مشغول ہوں گے۔

۱۴ جبکہ چین اور جاپان آپس میں لڑ رہے ہوں گے تو عیسائیوں میں آپس کی جنگ شروع ہو جاتے گی۔

۱۵ ۲۱ سال کے بعد دوسری جنگ شروع ہوگی جو جارحیت میں پہلی جنگ سے زیادہ مہلک ہوگی۔

۱۶ ہندوستانی بھی امداد دیں گے مگر اس بات سے بے خبر ہوں گے کہ آگے چل کر ان کی یہ امداد رائیگاں ثابت ہوگی۔

۱۷ بجلیوں کو ناپنے والے آلات اور حشر برپا کر دینے والے ہتھیار اس زمانے کے مشہور سائنسداں تیار کریں گے۔

۱۸ اگر تم مشرق میں ہوگے تو مغرب کی بات چیت سن سکو گے نغمے اور ترنم اس طرح سنائی دیں گے جس طرح ہاتف غیبی سے سن رہے ہیں۔

۱۹ دونوں الف روس اور چین شہد کی طرح شیریں ہو کر الف و جیم اولیٰ ثانی کے خلاف رہیں گے۔

۲۰ بجلی کی تلوار چلائیں گے اور غضب کے پہاڑ لڑھکائیں گے حتیٰ کہ ان پہ کینہ اور بہانہ سے فتح پالیں گے۔

۲۱ یہ جنگ مغرب میں پورے چھ سال تک لڑی جائے گی اور ہر جگہ انسانی جانیں ختم ہونے کا بہانہ بن جائے گی۔

Marfat.com

۲۱۔ عیسائی ہندوستان چھوڑ دیں گے لیکن اپنی کمینہ برائیوں کا بیج ہمیشہ کے لئے بو جائیں گے۔

۲۲۔ ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہوگا اور مکر و بہانہ سے آشوب فتنہ اور رنج و ملال پیدا ہوگا۔

۲۴۔ بے تاج اور نادان و نااہل بادشاہ حکومت کریں گے اور مہمل قسم کے فرمان جاری کریں گے۔

۲۵۔ رشوت ستانی، لاپرواہی اور دانستہ تغافل کی وجہ سے شاہی احکامات التوا میں رہیں گے۔

۲۶۔ عالم اپنے علم پر اور دانا اپنی عقل پر روئیں گے اور ننگے ناچ مصروف رہیں گے۔

۲۷۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اُمت سے مجرمانہ افعال اور قابل سزا اعمال سرزد ہوں گے۔

۲۸۔ زمانے کے فتنوں کے اثر سے محبت سرد مہری میں اور تعظیم دلیری میں تبدیل ہو جائے گی۔

۲۹۔ بہن بھائی کے ساتھ اور بیٹے ماں کے ساتھ اور باپ بیٹیوں کے ساتھ عاشقی کے مجرم ہوں گے۔

۳۰۔ حلت اور حرمت ختم ہو جائے گی اور اغوا بالجبر کے ذریعے عصمت بھی لٹے گی۔

۳۱۔ عورتیں بے پردگی مرد بپردہ دری کے عادی ہو جائیں گے۔ عورتیں بظاہر معصوم لیکن باطن میں عصمت فروش ہوں گی۔

۳۲۔ کمینے مرد جن کی وضع قطع بالکل زاہدانہ ہوگی لیکن در پردہ دختر فروشی اور عصمت فروشی کا کام کریں گے۔

۳۳۔ نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ اور فطرہ کی ادائیگی کا شوق مسلمانوں میں بالکل کم اور بارِ خاطر ہو جائے گا۔

۳۴۔ بڑے رنج و کرب کے ساتھ تجھے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے عیسائی طرز طریق کو چھوڑ دے۔

Marfat.com

۳۵۔ (مسلمانوں کی اس غفلت) کی سزا کے لئے ایک قہر عظیم آئے گا اور اللہ تعالٰی ایک قاتلانہ حکم فرمائے گا۔

۳۶۔ مسلمان مارے جائیں گے بھاگیں گے اور تباہ و پریشان ہوں گے ان بزدل بندوں کے ہاتھوں جو ہندوؤں کی ہی ایک قوم ہوگی۔

۳۷۔ جب آخری زمانہ آئے گا تو اس زمانے میں اخلاقی بلندی اور روحانی عظمتوں کا شاہباز نااہلوں کے ہاتھوں ضائع ہوگا۔

۳۸۔ پھر تو عیسائیوں کو بادشاہی کے تخت پر دیکھے گا جو حیلہ سازی سے مسلمانوں اور مومنوں کو پکڑیں گے اور قتل کریں گے۔

۳۹۔ اخلاق کو تباہ کرنے والے لوگ بے باکانہ شراب پئیں گے اور بھنگ چرس وغیرہ کا اس زمانہ میں تریاق کی طرح استعمال ہوگا۔

۴۰۔ بدکردار فسادی لوگ بزرگی کا لبادہ اوڑھ کر قوم کی رہنمائی کریں گے اس طرح بزرگ اور نیک کردار لوگوں کی جگہ خالی ہو جائے گی۔

۴۱۔ دینِ اسلام کے احکام شمع کی طرح خاموش ہو جائیں گے علماء کو جاہل گردانا جائے گا۔ اور جاہلوں کو علامہ کا درجہ ملے گا۔

۴۲۔ حکم شریعت سے بے بہرہ مفتی اپنی گمراہی کے سبب غلط فتوے دیں گے۔

۴۳۔ اسکولوں اور مدرسوں میں انگریزی تعلیم دی جائے گی اور علم فقہ و تفسیر سے بیگانہ ہوں گے۔

۴۴۔ ہر طرف فسق و فجور رواج پائیں گے اور ماں اپنی بیٹی سے بہانے تراشے گی۔

۴۵۔ لوگ گناہوں کی تلاش میں اس طرح بے باکانہ پھریں گے جیسے کتے اپنے شکار کی تلاش میں پھرتے ہیں۔

۴۶۔ پنجاب کے قلب سے ہندو خارج ہو جائیں گے اور ان کی جائیدادوں پر مسلمانوں کا غاصبانہ قبضہ ہو جائے گا۔

۴۷۔ اس کے برعکس مسلمانوں کے شہروں پر ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا جو وہ

Marfat.com

جبر واستبداد سے کریں گے۔

۴۸ سب سے بڑا شہر سب سے بڑا مقتل بنے گا اور ہر جگہ اور ہر گھر میں کربلا جیسی سینکڑوں کربلائیں بنیں گی۔

۴۹ ایسے مسلمان لیڈر بھی ہوں گے جو اپنے فاخرانہ وعدے کے مطابق در پردہ مدد دیں گے۔

۵۰ یہہ واقعہ دونوں عیدوں کے درمیان ہوگا جبکہ چاند شرطین سے گذر جائیگا اور تمام دنیا ہندوؤں پر اظہار ملامت کرے گی۔

۵۱ محرم کے مہینے میں مسلمانوں کے ہاتھ میں تلوار آجائے گی۔ اور مسلح ہوکر جارحانہ اقدام کریں گے۔

۵۲ اس کے بعد پورے ملک ہندوستان میں ایک شورش برپا ہوجائے گی۔ اور غازی ایک غازیانہ عزم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں گے۔

۵۳ اس کے ساتھ ہی اللہ کا ایک حبیب جو صاحب قرآن ہوگا اسے اللہ کی نصرت وتائید حاصل ہوگی وہ تلوار کو بے نیام کرلے گا اور ہندوستان پر اقدام کریگا۔

۵۴ ۱۳۸۸ھ میں ہندوستان زمانے کی گردش سے ایک جنگل کی صورت اختیار کرے گا۔

۵۵ شکست خوردہ جیم یعنی جرمنی روس کے ساتھ مل کر مہلک اور آتش جہنمی اسلحہ لائے گا۔

۵۶ ہندوستان کی طرح مغرب کی قسمت بھی خراب ہوگی اور تیسری جنگ عظیم پھر چھڑ جائے گی۔

۵۷ جن دو الفوں کا پہلے ذکر کیا گیا ہے (امریکہ اور انگلستان) ان میں سے ایک الف یعنی امریکہ بدلگام گھوڑے کی طرح سیدھا ہوکر شریک جنگ ہوگا اور دوسرا چھوٹے الف یعنی انگلستان پر حملہ کرے گا۔

۵۸ الف جہاں سے اس طرح مٹ جائے گا کہ اس کا صرف نام اور یاد تاریخوں میں

رہ جائے گی۔

۵۹۔ اپنے گناہوں کی سزا پائیں گے اور عیسائی مجرم کے نام سے موسوم ہوں گے اور پھر کبھی عیسائیت کا رواج نہیں ہوگا۔

۶۰۔ یہ بے ایمان جو ساری دنیا میں خرابیوں اور تباہیوں کے پھیلانے والے ہیں آخر کار جہنمی آگ کی نذر ہو جائیں گے یعنی تباہ ہو جائیں گے۔

۶۱۔ اچانک مومنوں میں (اللہ اکبر کے نعروں کا) شور اٹھے گا اور وہ کافروں کے ساتھ بڑی بہادری سے لڑیں گے۔

۶۲۔ تین مرتبہ دریائے اٹک کافروں کے خون سے رنگین ہوگا اور ان پر کافی سختی ہوگی۔

۶۳۔ پنجاب میں لاہور سے اور مفتوحہ کشمیر سے مسلمان دوآب اور بجنور تک پہنچ جائیں گے۔

۶۴۔ اطراف کے آدمی جب یہ خوشخبری سنیں گے ایک دم باب غائبانہ پر جمع ہو جائیں گے

۶۵۔ عرب کے رتیلے میدانوں اور ٹیلوں سے مومن سردار اور غازی دین کے لئے جمع ہو جائیں گے۔

۶۶۔ خامس کفار کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے علم جہاد اٹھائیں گے اور ان کی بے مثال بہادری سے کافر جہنم رسید ہوں گے۔

۶۷۔ افغانی دکنی اور ایرانی مسلمان اکٹھے ہو جائیں گے اور تمام ہندوستان کو مردانہ وار فتح کر لیں گے۔

۶۸۔ دین اسلام کے تمام بدخواہ ختم کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر اپنا لطف اور بخشش نازل فرمائے گا۔

۶۹۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے مسلمان مسرور ہوں گے اور سارا ملک ہندوستان ہندوانہ رسوم سے پاک ہو جائے گا۔

۷۰۔ وہ راز جو میں نے بیان کر دیئے ہیں اور جن کو موتیوں کی طرح اشعار کی

لڑائیوں میں پردہ یا مسلمانوں کی نصرت کے لئے تائید غیبی کا کام دیں گے۔

۴۱۔ اے مسلمان تو اگر جلدی فتح کا طالب ہے تو اللہ تعالےٰ کے قدسیانہ احکام کی پیروی کر۔

۴۲۔ جب آئندہ کان زہو قا کا ابتدائی سال شروع ہوگا تو امام مہدی آخر الزماں اپنے مہد میں ظاہر ہوں گے۔

۴۳۔ اچانک حج کے مہینے میں مہدی نمودار ہوں گے اور ان کے ظہور کی خبر ساری دُنیا میں مشہور ہو جائے گی۔

۴۴۔ اے نعمت خاموش ہو جاؤ اور خدا کے رازوں کو بیان نہ کرو۔ یہ شعر کُنت کنزاً کے مطابق یعنی ۵۴۷ھ میں بیان کئے گئے ہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

(از تائید غیبی صفحہ ۵ تا ۲۴) مرتبہ محمد اسلم علوی قادری رضوی

مندرجہ ذیل قصیدہ حضرت سید نور الدین شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانیؒ کا کلام نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "شاہ نعمت اللہ ولیؒ" مؤلفہ جناب قمر السلام پوری صاحب۔)

راست گویم بادشاہے در جہاں پیدا شود
نام تیمورے بود صاحب قران پیدا شود
بعد ازاں مرزا محمد وارثش گردد پدید
وائے صاحب قران اندر زماں پیدا شود
چُوں کند عزم سفر او از فنا سوئے بقا
بعد ازاں اخوان شاہ انس وجاں پیدا شود
بعد ازاں گردد عمر شاہنشہ مالک رقاب
گردد آں ہم مدعیش ہم در آں پیدا شود
شاہ نادر بعد ازاں در ملک کابل بادشاہ

Marfat.com

پس بدہلی وا سے ہندوستان پیدا شود
از سکندر چون رسد نوبت با براہیم شاہ
این یقین دان فتنہ در ملک آن پیدا شود
باز نوبت ابر ہمایون چو رسد از لایزال
ہم دران اثنا یکے از آسمان پیدا شود
حادثہ رو آورد سوئے ہمایون بادشاہ
آن کہ نامش شیر شاہ باشد ہمان پیدا شود
میرود در ملکِ ایران پیش اولادِ رسولؐ
تا کہ قدر و منزلت زان قدر دان پیدا شود
شاہِ شاہان مہربانیہا کند بر حال او
تا وقار و عزتش چون خسروان پیدا شود
تا زمان آنکہ او لشکر بیارد سوئے ہند
شیر شاہ فانی شود، یورش بران پیدا شود
پس ہمایون میرسد در ہند و قابض مے شود
بعد ازان اکبر شہ کشورستان پیدا شود
بعد ازان شاہ جہانگیر است گیتی را پناہ
وارث او در جہان شاہ جہان پیدا شود
چون کند عزم سفر زین جا سوئے دار البقاء
ثانی صاحب قران شاہ جہان پیدا شود
بشنیز از قرن کمتر از چہل شاہی کند
تا کہ یورش خورد بیش آن کلان پیدا شود
رخنہا گردد بعالم، ملک او گردد خراب
از عجائبہا چہ گرداب جہان پیدا شود

در تحیّر خلق افتد چوں جہاں گردد چنیں
مہترے از آسمان آتش فشاں پیدا شود
راستی کمتر شود کبر و دغل گردد فزوں
دوست دشمن می شود شک اندراں پیدا شود
ہم چناں دو عشر با سہ بادشاہی اُو کند
تا ز فرزندان کوچک بعد ازاں پیدا شود
او بہادر بر کند از حکم خود اندر جہاں
والیٔ از خلق عالم سر فشاں پیدا شود
اندر ایں آید قضا از آسمان گردد پدید
وآنکہ نام اُو معظم بے گماں پیدا شود
خلق را فی الجملہ اندر دور رو گردد سکوں
مرہمے بر زخم ہائے مردماں پیدا شود
ایں چنیں تا چند سال او پادشاہی را کند
عاقبت از کوششے ابدالیان پیدا شود
از طفیل مقدمش در دور گردد اعتدال
غم بدر گردد ز عالم خوش جہاں پیدا شود
ہم چنیں وہ عشر یک سال او بود آخر فنا
آں پسر آید دریں شاہ زماں پیدا شود
نادر آید ہم ز ایران او ستاند مُلکِ ہند
قتل دہلی پس بزور تیغ آں پیدا شود
چوں کند عزم سفر سوئے بقا ایں بادشاہ
رخنہ اندر خاندانش زیں میاں پیدا شود
بعد ازاں شاہ قوی زور است گیتی را پناہ

او بملک ہند آید حکم آں پیدا شود
قوم سکھاں جبر دستیہا کند بر مسلمین
تا چہل ایں دور بدعت اندر آں پیدا شود
بعد ازاں گرد نصاریٰ ملک ہندوستاں تمام
تا صدی حکمش میانِ ہندیاں پیدا شود
از برائے دفع دجالے ہمی گویم شنو
عیسیٰؑ احمد مہدی آخر زماں پیدا شود
پانصد و ہفتاد ہجری تا زمن ایں گفتہ شد
یک ہزار و دو صد و ہفتاد آں پیدا شود

(بحوالہ ہفت روزہ "بدر" ۲ مارچ ۱۹۰۶ء)

مسلک شاہ صاحبؒ کے مسلک کے بارہ میں مورخین میں اختلاف رائے ہے:۔ مولف ماثر الامرار لکھتے ہیں:۔

"شاہ صاحبؒ قدسی نژاد، اسوۃ العرفا صوری و معنوی کمالات سے متصف اور کشف و کرامات میں شہرۂ آفاق ہیں۔ اپنے عہد کے بیشتر اکابر سے آپ نے استفاضہ کیا تھا۔ جب کرمان کے علمار نے آپ کے کفر کا فتویٰ دیا تو آپ نے جواب میں فرمایا۔

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ

(سورۃ نحل۔ رکوع ۱۱۔ آیت ۷)

ترجمہ:۔ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر کافر ہیں)

چونکہ آپ حضرت سید عبداللہ شافعی، مکی یمنیؒ کے مرید تھے اس لئے بعض لوگ آپ کو شافعیؒ مسلک کا پیرو سمجھتے تھے لیکن آپ کے اس قطعہ نے لوگوں کے شک کو رفع کر دیا۔

Marfat.com

قطعہ

گویند مرا چہ کیش داری — اے بے خبراں چہ کیش دارم
از شافعیؒ و ابو حنیفہؒ — آئینہ خویش پیش دارم
ایشاں ہمہ تابعان جدّاند — من مذہب جدّ خویش دارم

(مآثر الامرا اردو) جلد سوم صفحہ ۲۸۳ - ۲۸۴)

استاد سعید نفیسی نے "سلسلہ نسب فرق تصوف ایران و ہند" کے عنوان کے تحت شاہ صاحبؒ کے عقائد کے بارہ میں اس طرح لکھا ہے :-

در قرن ہفتم صدر الدین قونیوی و سپس در قرن ہشتم شاہ نعمت اللہ ولی و پس ازاں سیّد محمد نور بخش طریقہ تصوف ابن العربی راکہ با تصوف ایران بیگانہ بودہ است درمیان ایرانیاں رواج دادہ اند و نعمت اللہ ولی آنرا با معتقدات شیعہ توام کردہ و طریقہ نعمت اللّٰہی نخستیں طریقہ تصوف فرقہ شیعہ شدہ است وابستہ منحصر با ایران و ہندوستانست"

مذکورہ بالا عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے طریقہ تصوف ابن العربی کو جو ایرانیوں کے تصوف سے علیحدہ تھا، ایرانیوں میں رائج فرمایا اور اس کو معتقدات شیعہ سے ملحق کر دیا۔ طریقہ نعمت اللّٰہی پہلا طریقہ تصوف فرقہ شیعہ تھا، ایران و ہندوستان میں"

مولف[۳] تاریخ برگزیدگانِ و مشاہیر ایران نے شاہ صاحبؒ کے مسلک کے بارہ میں اس طرح لکھا ہے :-

---

[۱] مآثر الامرا میں فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ مندرجہ بالا قطعہ سے ظاہر ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ امامیہ مسلک کے پیرو تھے مجھے اس رائے سے اختلاف ہے کیونکہ اس قطعہ سے ایسا ظاہر نہیں ہوتا (مولف کتاب)

[۲] دیباچہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ "با مقدمہ استاد سعید نفیسی ص ۱۳ [۳] تاریخ برگزیدگان و مشاہیر ایران و عرب ص ۵۸۶ از امیر مسعود سپہرم)

Marfat.com

"شاہ نعمت اللہ ولی بن سید عبداللہ کرمانی ماہانی معروف بہ نعمت اللہ ولی از اکابر عرفا و اعاظم مشائخ شیعہ و اصل طریقت و پیشوائے اصل سلوک است کہ نسبتش با ہفدہ یا ہیجدہ واسطہ بامام محمد باقر میرسد..... وفاتش در روز ۲۵ ماہ رجب بین سالہائے ۸۳۰ تا ۸۳۴ ہجری قمری در سن متجاوز از ۹۵ و یا ۹۷ سالگی در زمان شاہرخ پسر امیر تیمور گورگان در قصبہ ماہان کرمان اتفاق افتادہ و ہمانجا نیز مدفون گردیدہ است۔ سلسلہ نعمت اللہی بہ شاہ نعمت اللہ ولی منسوب است"

طہران یونیورسٹی کے دو ریسرچ اسکالر مسٹر نصر اللہ پرجاویدی اور مسٹر پیٹر لمبرن ولسن نے اپنے جامع تحقیقاتی انگریزی مقالہ بعنوان شاہ نعمت اللہ ولی کے پسماندگان میں لکھا ہے کہ شاہ نعمت اللہ خود اپنے پیدائشی و آبائی مسلک کے پیرو "سنی" تھے البتہ آپ کے جانشینوں نے فارس میں خاندان صفویہ کے سیاسی مصالح و تصورات سے متاثر و منسلک ہو کر اسمٰعیل صفوی کی مدد کی، اور تصوف اہل تشیع کے اعتقادات و طریقوں پر مبنی سلطنت قائم کرنے میں مدد دی۔

(اسلامک کلچر شمارہ (۱) جنوری ۱۹۷۴ء حیدر آباد دکن)

شاہ صاحبؒ عارف باللہ تھے۔ آپ کو عرفان کے جو اعلیٰ مدارج حاصل تھے ان کا تعلق آپ کے ذاتی کسبِ عبادات و ریاضات کے علاوہ آپ کے آباؤ اجداد کے تقدس اور جدِ امجد کی میراث سے تھا جو ہر کس و ناکس کو نصیب ہونا مشکل ہے۔ آپ کے مندرجہ ذیل قطعہ سے آپ کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے۔

من حسینی مذہبم اے یار من
یافتم تعظیم از خلق حسن
علم تو باشد ہمہ از قیل و قال
وآں من میراثِ من از جدِ من

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۶۷)

ترجمہ:- اے دوست! میں حسینی مذہب کا ہوں۔ خلقِ حسن سے میں نے تعظیم

Marfat.com

پائی ہے۔ تیرا علم قیل وقال سے ہوگا اور میرا علم مجھے اپنے جد سے میراث میں ملا ہے۔)

شاہ صاحبؒ نے خود اپنے مسلک کے بارہ میں ایک غزل میں جو تحریر فرمایا ہے س کے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

نعمت اللہ ماست پیر ولی | یادگار محمدؐ است و علی
نعمت اللہ ہست و خواہد بود | نعمت لایزال لم یزلی
نعمت اللہ را مشو منکر | ورشوی کافری و در خللی
رافضی نیستم ولی ہستم | مومن پاک وخصم معتزلی
مذہب جدّ خویشتن دارم | بعد از و پیر و علی ولی
سیّد ملک نعمت اللّٰہم | با چنیں بندہ ای چہ در جدلی

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی مطبوعہ تہران ص۵۸۰ غزل ۱۵۲۳)

شاہ صاحبؒ مے عشق الٰہی میں مخمور اور نشہ بادۂ الست میں چور تھے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو جو دلی محبّت تھی وہ آپ کے نعتیہ کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ مذہب اسلام میں تفرقے ڈالنا اور فرقہ بندی کو فروغ دینا آپ جیسے ولی کامل اور صوفی صافی و پابند شرع بزرگ ہستی کا کام نہیں ہوتا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض متصوفین وعشاق الٰہی نے اپنے کلام میں کفر وایمان کے امتیاز سے ہٹ کر اس طرح راگ الاپے ہیں۔

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

آپ مست مے حب الٰہی تھے فرماتے ہیں۔

ساقیا از روئے لطف بیکراں
ساغر مے دہ بدستِ عاشقاں
مے بہ زاہد گر دہی ضائع شود

Marfat.com

مئے بہ رندے دہ کہ می نوشد بجان

(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۶۷۱)

ترجمہ:۔ اے ساقی تو اپنے لطف وانتہائی محبت سے شراب کا پیالہ عاشقوں کو دے اگر تو زاہد کو دے گا تو شراب ضائع ہوگی۔ رند کو دے تاکہ دل وجان سے اس کو پی لے۔

شاہ صاحبؒ کے فضائل ومکارم تقدس اور علو مرتبت کا سلطان احمد شاہ ولی بہمنی، امیر تیمور، وسلطان شاہرخ وغیرہ پر اتنا گہرا اثر تھا کہ ان بادشاہوں نے آپ کے شایان شان آپ کی قدر ومنزلت کی۔ شاہان مغلیہ نے بھی، خاصکر جہانگیر واورنگ زیب عالمگیر نے آپ کی اولاد کی تعظیم وتکریم برقرار رکھتے ہوئے ان کو اعلیٰ خدمات، مناصب ونوازشات سے سرفراز کیا اور شاہان ایران کی طرح شہزادیوں کے ساتھ بعض کے عقد کر دیئے جس کا تفصیلی ذکر آپ کے پسماندگان کے حالات کے ضمن میں کیا گیا ہے۔ ان بیدار مغز، جلیل القدر اور راسخ الاعتقاد بادشاہوں نے آپ کی بہت عزت وتوقیر کی کیونکہ آپ کی مقدس ہستی مذہبی اختلافات وتنازعات سے مبرا تھی۔ آپ کی اولاد کا بھی شاہان وقت نے احترام کیا۔

شاہ صاحبؒ نے جو نصیحت فرمائی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

نصیحت

بشنو اے یار اضطراب مکن — خویش رسوائے شیخ وشاب مکن
اگرت مفسیت حاضر باش — صورت شرع را خراب مکن
چشم بر شاہد وشراب منہ — گوش با نغمہ ورباب مکن
مئے خوری خواب میکنی شب وروز — اعتمادی بخورد وخواب مکن
مئے مخور چوں حرارتے دارد — خوردن خود بغیر آب مکن
لے کہ گوئی کہ خمر ہست حلال — غلطی حکم ناصواب مکن

Marfat.com

ذرّہ را آفتاب میخوانی	طعنہ بر نور سے آفتاب مکن
آخرت را چرا شوی منکر	سر آب چناں سراب مکن
کشف اسرار شرع جائز نیست	گوش کن منع واجتناب[1] مکن
عاقبت میروی سوئے گیلان	چند روزی گر شتاب مکن

نعمت اللہ را بدست آور
عمر بیجا منش حساب مکن

کلیات شاہ نعمت اللہ ولی ص۳۲۲ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی صفحہ ۴۰۳-۴۰۴
(دیوان مطبوعہ ایران با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں "چند روزی" کی بجائے "دو سہ" ہے)

"مندرجہ صدر اشعار میں حضرت نے احکام شریعت کی پابندی کے متعلق تاکیدی ارشاد فرمایا ہے اور بتلایا ہے کہ کشف اسرار شرع نادرست ہے۔ پھر حضرت نے گیلان پہونچنے کا تذکرہ فرمایا ہے اشعار میں گیلان کا تذکرہ حضرت غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی جانب ہے کیونکہ آپ سلسلہ قادریہ میں بھی بیعت[2] ہیں۔"
(مخطوطہ جناب م۔ ع۔ علوی صاحب ص۴۷)

مؤلف سفینۃ الاولیاء نے لکھا ہے کہ شاہ صاحبؒ کو چند واسطوں سے حضرت غوث پاک شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ارادت وعقیدت وخلوص تھا۔
(سفینۃ الاولیاء اردو ص۱۰۱)

جناب م۔ ع۔ علوی صاحب تھانوی نے اپنے جامع مخطوطہ کے ص۲۵ پر

۱۔ مطبوعہ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی کے ص۴۹۱ پر لفظ احتساب ہے۔

۲۔ "ارادت از شیخ ابوعبداللہ یافعیؒ دادہ نسبت خرقہ اش بحضرت جناب پشت پناہ بیکساں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرسد" ریاض الشعراء از علی خاں درخشانی ص۸۶۶ "وایشاں مرید بیکساں آنحضرت بہ چند واسطہ بحضرت محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم منتہی بود" مخطوطہ سبع الانساب (فارسی) از سید مبین الحق بن شہاب الحق ص۲۹۲ بحوالہ مخطوطہ م۔ ع۔ علوی صاحب ص۴۷

شاہ صاحبؒ کے عقیدہ کے بارہ میں شاہ صاحبؒ کا کلام اس طرح درج فرمایا ہے۔

"در عقیدہ خود نسبت اہلبیت"

آنکہ ہستی غلام آل نبیؐ — مومنی کاملی و محب علیؓ
ہر کرا چار یار دارد دوست — مومن پاک مذہب است ولی
رافضی کیست دشمن بوبکرؓ — خارجی کیست دشمنان علیؓ
راہ سنی گزیں کہ مذہب ماست — ورنہ گم گشتۂ در خللی

نعمت اللہ شد ز آل رسولؐ
چاکر خواجہ ام خفی و جلی

(مشکوٰۃ النبوت ورق ۲/۳۹۳)

دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ با مقدمہ استاد سعید نفیسی مطبوعہ طہران میں ص۵۸۱ پر مکمل غزل نمبر ۱۵۲۵ اس طرح لکھی ہوئی ہے:۔

اے کہ ہستی محب آل علی — مومن کاملی و بے بدلی
رہ سنی گزیں کہ مذہب ماست — ورنہ گم گشتۂ و در خللی
رافضی کیست دشمن بوبکر — خارجی کیست دشمنان علی
ہر کہ او ہر چہار دارد دوست — امت پاک مذہب است وولی
دوستدار صحابہ ام بہ تمام — یار سنی و خصم معتزلی
مذہب جامع از خدا دارم — ایں ہدایت مرا بود ازلی

نعمت اللہم وز آل رسولؐ
چاکر خواجہ ام خفی و جلی

توضیح:۔ اشعار بالا میں شاہ صاحبؒ نے صاف طور پر اہلبیت کی فضیلت، خلفاء راشدین پر اعتقاد، رافضی و خارجی کی تشریح اور خود کو سنی مذہب کا پابند ہونا بتایا ہے۔

Marfat.com

ماثرالامرا کا بیان ہے کہ "کچھ لوگ بدخشاں کے علاقوں اور تورا ن میں بھی اپنے کو سید (نعمت اللہ ولیؒ) سے منسوب کرتے ہیں ممکن ہے کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کوئی اس ولایت میں چلا گیا ہو۔ تعجب یہ ہے کہ ہر آدمی علیحدہ اعتقاد رکھتا ہے اور اس (اعتقاد) کو سید سے منسوب کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں یزد و کرمان میں جو لوگ اپنے جد بزرگوار کی جانشینی کا شرف رکھتے ہیں ان میں تفرقہ و اختلاف پیدا نہیں ہوا ہے۔ وہ صحت نسب اور اپنے بزرگوں کے طریقے کو برتنے میں درست ہیں"۔

(ماثرالامرا (اردو) جلد سوم ص۲۸۶)

میں اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر نہایت وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ شاہ صاحبؒ کی اولاد سے سیڑم ضلع گلبرگہ شریف (دکن) میں جو سجادہ نشین سید شاہ اولیاء محمد الحسینی کے سلسلہ سے ہیں، وہ اور ان کا پورا خاندان حنفی المذہب ہے۔ نیز بیدر (دکن) میں شاہ صاحبؒ کے صاجزادے امیر ضیاء الدین شاہ نوراللہ کے سلسلہ سے تعلق رکھنے والے خاندان کے افراد سید شاہ ندیم اللہ حسینی وغیرہ (جو میرا ننھیال ہے) سنی اور حنفی ہیں۔ البتہ بیدر میں ایک اور خاندان ہے جس کے افراد اپنے آپ کو شاہ صاحبؒ کی اولاد سے بتاتے ہیں اور وہ امامیہ مسلک کے پیرو ہیں کہا جاتا ہے کہ مختلف مقامات پر امامیہ مسلک کے پیرو بعض ایسے خاندان ہیں جو اپنے آپ کو شاہ صاحبؒ کی اولاد بتاتے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں بھی ایک خاندان سید کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی بن شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کی اولاد سے موجود ہے جو حنفی مذہب کا پیرو ہے۔ اس خاندان کے ایک عالم و فاضل بزرگ سید کلیم اللہ حسینی کا چند سال قبل انتقال ہوا۔

غرض حضرت سید نعمت اللہ ولی کی اولاد و احفاد کی اکثریت سنی حنفی مسلک کی پیرو رہی ہے اور یہی ان کے بزرگوں کا قدیم مسلک رہا ہے۔ آپ کی اولاد سے جو صاحبین امامیہ مسلک کے پیرو ہیں ان کی تفصیلات شجرے وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے معلوم

ہو اکہ طہران تفت ، یزد وکرمان وغیرہ (ایران) میں ایسے خاندان موجود ہیں ....
شاہ صاحبؒ کے مسلک کے بارہ میں وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ساداتِ عرب سے ہیں ، حضرت سیّد عبداللہ یافعیؒ مکیؒ (حنفی المذہب) کے مرید اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیرو اور اپنے جدّ کے مذہب پر قائم تھے جیسا کہ آپ کے قطعہ واشعار مذکورہ بالا سے ثابت ہے نیز یہ کہ آپ صوفی صافی ، ولی کامل اور شرع کے سخت پابند تھے ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مشغول اور معرفت حق میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ کی برگزیدہ ہستی آپ کے جدّ امجد کے مسلک کی آئینہ دار تھی، آپ کے کلام میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ جابجا نمایاں ہے۔ عالمِ استغراق میں آپ کو اختلافات مذہب یا عقائد پر غور کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی تھی کسی شاعر نے سچ کہا ہے :-

مستغرق تو ترا بہ بیند

بیرونِ جہاں و درجہاں نیز

جیسا کہ ہر سعادت مند اولاد کا فرض ہے آپ نے بھی اپنے کلام میں اپنے اجداد امجاد کی فضیلت و تعریف میں قصیدے اور غزلیات لکھے ہیں۔ ان برگزیدہ ہستیوں کی فضیلت و عظمت بلحاظ نسبت، نسب و کسب واقعی سب پر عیاں ہے۔

جناب ام۔ اے حفیظ نے اپنی تالیف "شاہ نعمت اللہ ولی" کے نویں باب ص۳۵ میں شاہ صاحبؒ کے مذہب کے بارے میں لکھا ہے کہ :-

"شاہ صاحبؒ کا مذہب جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے تین اجزا سے مرکب تھا تشیّع ، وحدۃ الوجود۔ سلسلۂ تکوین

آلِ رسول (صلعم) کی فضیلتیں ان کے دیوان میں جابجا بیان ہوتی ہیں جناب امیر کی شان میں ان کے قصیدے موجود ہیں جن کے مضامین سے اکثر اہل سنت والجماعت اتفاق نہ کریں گے۔ ان کے اثنا عشری ہونے کے ثبوت میں ایک رباعی پیش کی جا سکتی ہے۔

خواہی کہ زدوزخ برہانی دل و تن ۔۔۔ اثنا عشری شو وگزیں مذہب من

دانی کہ محمدؐ بود و چار علی　　باموسیٰ و جعفر و حسین و دو حسن

علویؒ وہ بے شک تھے مگر ان کے شیعہ اثنا عشری ہونے کا کوئی دوسرا ثبوت ان کی تصانیف میں نہیں ملتا۔

امام مہدی کے متعلق شیعہ و سنی کے عقاید مختلف ہیں لیکن ان کے قصیدہ پیشنگوئی قیامت اور رسالہ صفات مہدی میں امام موصوف کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے اس میں شاید ہی ایسی کوئی بات نکلے جس پر شیعہ و سنی آپس میں جھگڑتے ہوں۔ شاہ صاحبؒ کی روش صلح کل تھی۔

اس کی وجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے اساتذہ، مرشد اور اکثر رفقا سنی مذہب رکھتے تھے۔ پیری مریدی کا رواج بھی شیعوں میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ ایران میں اس قسم کے صرف دو ہی بڑے سلسلے نظر آتے ہیں۔ ایک خاکسار، دوسرا نعمت اللّٰہی

جناب ام۔ اے حفیظ نے اس کے بعد مسئلہ وحدۃ الوجود پر بحث کی ہے پھر سلسلہ تکوین کے عقیدہ پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں شاہ صاحبؒ کے اس شعر پر یہہ بحث ختم کی ہے کہ:۔

ہر نبی و ہر ولی را مسلکیست
لیک تا حق می برد جملہ یکیست

(یعنی ہر نبی اور ہر ولی کا مسلک ہوتا ہے لیکن چونکہ وہ حق تک پہنچاتا ہے اس لئے یہہ کہنا درست ہے کہ سب مسلک ایک ہی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر منزل ایک ہے لیکن راستے جدا جدا)

اب وقت کا تقاضا یہہ ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان آپس کے مذہبی و دیگر نوع کے اختلافات دور کر کے متحد ہو جائیں۔ کلمہ طیبہ کے پرچم تلے سب جمع ہوں، کھوئی

۱؎ علویوں کے متعدد فرقے جو اثنا عشری نہ تھے کتابوں میں مذکور ہیں۔ شام و عراق و عجم میں ان میں سے چند کے افراد آج کل بھی پائے جاتے ہیں۔

ہوئی عظمت و وقار کو پھر حاصل کر کے دنیوی اور دینی ترقی کے حصول میں سعی بلیغ سے کام لیں ورنہ وہ کہیں کے نہ رہیں گے بمصداق اشعار ذیل کے:۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے نہ اُدھر کے رہے
گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اگرچہ عالم اسلام میں اتحاد کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے لیکن جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان کی فاضلانہ قیادت میں ۱۹۷۳ء میں حکومت پاکستان نے لاہور میں اسلامک کانفرنس منعقد کر کے اسلامی اتحاد و اخوت کے فروغ دینے میں نہایت نمایاں کردار ادا کیا ہے جو قابل تحسین ہے۔ محولہ کانفرنس کی قراردادوں کو روبہ عمل لانے کے لئے اسلامک سکریٹریٹ کی جانب سے کوششیں جاری ہیں۔ دنیا کے جن جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ ان کی مدد فلاح و بہبود کے منصوبے تیار ہو رہے ہیں[1]۔ خدا ہمیں وہ دن دکھائے کہ یہ اتحاد شاہ صاحبؒ کی ان نیک تمناؤں و پیش گوئی کا پیش خیمہ ثابت ہو جس کو شاہ صاحبؒ نے ذیل کے اشعار میں بیان فرمایا ہے:۔

گلشن شرع را ہمی بویم گل دین را بہ بار می بینم
برکفِ دستِ ساقی وحدت بادۂ خوشگوار می بینم
زینت شرع و رونق اسلام محکم و استوار می بینم
گنج کسریٰ و نقد اسکندر ہر یکے را دو بار می بینم
نعمت اللہ نشست در کنج از ہمہ بر کنار می بینم

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی صفحہ ۴۳۔۴۴)

---

[1] (اخبار ڈان ۱۵ جولائی ۱۹۷۵ء صـ۱)

Marfat.com

چوتھا باب

نمونہ کلام

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانیؒ

○

خوش بگوائے یار بسم اللہ بگو — ہر چہ میجوئی ز بسم اللہ بجو
اسم جامع جامع اسماء بود — صورت ایں اسم عین ما بود
در مقام جمع روشن شد چو شمع — آنچہ مخفی بود اندر جمع جمع
جملہ اسماء را با اعیان رونمود — صد ہزار اسماء مسمٰی یک وجود
ہر کجا اسمیت علمی آن اوست — ہر کرا عینیت اسمی جانِ اوست
مجمع مجموع اسماء آدم است — لاجرم او قطب جملہ عالم است
ہر کسے کو مظہر اللہ شد — ز آفتاب حضرتش چوں ماہ شد

لہ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی مطبوعہ طہران کے صفحہ ۲ پر بجائے "بگو" کے "بیا" لکھا ہے اور یہ شعر درج ہے:۔

جسم و روح و عین اسم ایں چہار — ظلِ یک ذات اند نیکو یاد دار

نیز اوپر کے ساتویں شعر میں بجائے حضرتش کے رحمتش لکھا ہے۔

Marfat.com

نعمت اللہ مظہر او دانمش
صورت اسم الہٰی خوانمش

(مخطوطہ کلیات شاہ نعمت اللہ ولیؒ ص۱)

حضرت شاہ صاحبؒ کے کلیات نیز دو مطبوعہ دیوانوں کا آغاز مندرجہ بالا اشعار سے ہوا ہے۔

"سرور انبیاء سردار کونین کی محبت شاہ صاحبؒ کے قلم سے پھوٹ کر نکلتی ہے۔ اور آخر کیوں نہ نکلے۔ آپ حسینی سید ہیں بزرگ زادے ہیں، آپ عشقِ رسولؐ میں سرشار ہیں عظمت و احترام رسولؐ میں صلواۃ و سلام و درود کی بارش کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں" (م۔ع۔علوی)

خوش رحمتیست یاران صلواۃ بر محمدؐ ¹ — گوئیم از دل وجان صلواۃ بر محمدؐ
در آسمان فرشتہ مہر ش بجان سرشتہ — بر عرش حق نوشتہ صلواۃ بر محمدؐ
صلوٰۃ اگر بگوئی یابی ہر آنچہ جوئی — گر توز خیل اوئی صلواۃ بر محمدؐ
واللہ کہ دیدۂ من از نور اوست روشن — جان منست و من تن صلوٰۃ بر محمدؐ
گفتیم از دل وجان با عارفان کرمان — شادی روی یاران صلوٰۃ بر محمدؐ
صدیقؓ یار غاراست فاروقؓ رازدار است — عثمان بزرگوار است صلوٰۃ بر محمدؐ
بے شک علیؓ ولی بود پرورده نبی بود — ختمم ² ہمہ علی بود صلوٰۃ بر محمدؐ

گویم دعائے سیدؐ خوانم ثنائے سیدؐ
جانم فدائے سیدؐ صلواۃ بر محمدؐ

(کلیات نعمت اللہ شاہ ولی مخطوطہ ورق ص۳۸۵)

۱؎ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں "عاشقان" لکھا ہے ص۸
۲؎ " " " " " "شاہ" لکھا ہے ص۸

شاہ صاحبؒ کے ایک دیوان مطبوعہ ایران (کتب خانہ آصفیہ) کے ص ۱۵۴ پر اور دوسرے مطبوعہ دیوان بامقدمہ استاد سعید نفیسی کے ص ۸ پر حسب ذیل اشعار درج ہیں:-

اے نور دیدۂ ما خوش مجلس بیارا — میگو خوشی خدا را صلوٰۃ بر محمدؐ
مانند گل شگفتیم دُرِ لطیف سفتیم — خوش عاشقانہ گفتیم صلوٰۃ بر محمدؐ

خوش گفت نعمت اللہ رمزی زلی مع اللہ
خوش گو بعشق اللہ صلوٰۃ بر محمدؐ

جناب م۔ع۔ علوی اپنے مخطوطہ کے ص ۲۳ پر لکھتے ہیں کہ:-

"اس مختصر سی نعت شریف میں جہاں محبت رسولؐ (ہماری جانیں فدا ہوں) کی کیفیت زبان قلم نے بیان کی ہے وہیں حضرات صحابہ کبار، جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں ان کے لئے رشحات قلم نے اظہارِ عقیدت کیا ہے۔ اب اس نظم کے مطالعہ کے بعد حضرت کے عقیدہ سے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہ سکتی۔

مندرجہ ذیل نعت شریف میں درود شریف کی تعلیم فرماتے ہیں:-

بیا اے مومن صادق بگو صلوٰۃ پیغمبر — اگر از جان شدی عاشق بگو صلوٰۃ پیغمبر
دِل خود را منور کن جہانے را معطر کن[۱] — دہن[۲] پُر شہد و شکر کن بگو صلوٰۃ پیغمبر
اگر تو امت اوئی رضائے او بجاں جوئی — چو ما شاید اگر گوئی بگو صلوٰۃ پیغمبر
خرد بوشش بجاں بوید ملک مہرش بجاں جوید[۳] — خدا صلوٰۃ او گوید، بگو صلوٰۃ پیغمبر
بعرش و فرش انس و جاں ہمی گویند دعا[۳] از جاں — کریمانہ تو در کرماں، بگو صلوٰۃ پیغمبر
ز آتش گر امان خواہی و عمر[۴] جاوداں خواہی — بہشت و حوریاں خود ہی بگو صلوٰۃ پیغمبر
کسے کو یارِ یاران است نزد[۵] یار ما رانست — گرت میلے بدینانست بگو صلوٰۃ پیغمبر

مطبوعہ دیوان بامقدمہ استاد سعید نفیسی میں اس طرح درج ہے۔

ص ۱ جہانے پر زعنبر کن ص ۲ دہان ص ۳ دعائے او کنند از جان ص ۴ حیات جاوداں خواہی ص ۵ کسے کو یار یارانست بنزد یار یار آنس ص ۶ گر محمد بود ختم انبیاء ہست برخاتم نگیں یعنی علی

Marfat.com

بیا ہر بندۂ شہ شو زحال خویش آگہ شو
مرید نعمت اللہ شو، بگو صلوٰۃ پیغمبر
(کلیات نعمت اللہ شاہ مخطوطہ ص ۳۹۰)

○

آں امیر المومنین یعنی علیؓ — واں امام المتقین یعنی علیؓ
آفتاب آسماں لافتیٰ — نور رب العالمین یعنی علیؓ
شاہ مرداں بادشاہ ملک دیں — سرور خلد بریں یعنی علیؓ
کز محمدؐ ہست ختم الانبیاء — گشتہ برخاتم نگیں یعنی علیؓ
استغاثہ[1] خواہد از درگاہ او — خدمت روح الامین یعنی علیؓ
مخزنِ اسرار اسماء الہ — نفس خیر المرسلین یعنی علیؓ
بود باسرّ نبوت روز و شب — رازدار و ہمقریں یعنی علیؓ
ایں نصیحت بشنواز من یاددار — دائما میگو ہمیں یعنی علیؓ

نعمت اللہ خوشہ چین خرمن است
دلنواز خوشہ چین یعنی علیؓ

(کلیات ورق ۴۰۱-۴۰۲ بحوالہ مخطوطہ م.ع.علوی صاحب ص ۲۳)

○

گر خدارا دوست داری مصطفےٰ را دوست دار
ور محب مصطفائی مرتضیٰ را دوست دار
از سرِ صدق صفا گر خرقہ پوشیدۂ
نسبت خرقہ بداں آل عبا را دوست دار
نعمت اللہ رند سرمستیست باساقی حریف
ایں چنیں یار خوشی مہر خدارا دوست دار

---

[1] استغاثت آخری شعر یہ ہے: در ولایت اوّلین اولیاء اوّلین و آخریں یعنی علیؓ

Marfat.com

(کلیات مخطوطہ ورق ۲۲۷ بحوالہ مخطوطہ م. ع. علی ص۲۴)

دیوان شاہ صاحبؒ با مقدمہ استاد سعید نفیسی میں ص۲۳۷ پر غزل ۸۵۳ کے تحت ۷ اشعار درج ہیں۔

یہہ اشعار زائد ہیں:۔

در دمندانہ بیا و درد در دش نوش کن — خوشبو دردی اگر داری دوا را دوست دار

بے فنا[1] دار بقا[2] دوست نتوان یافتن — گر بقائی جاودان خواہی فنا را دوست دار

چوں شہید کربلا در کربلا آسودہ است — ہمچو یاران موالی کربلا را دوست دار

دوستدار یار خود یاران ما دارند دوست — ما محب دوستدارانیم ما را دوست دار

"از مردان پارسا چہ خبر" کے عنوان سے شاہ صاحبؒ کے قصیدہ کے چند منتخب اشعار پیش ہیں:۔

چو تو بما نرسیدی تو را ز ما چہ خبر — ولی نہ دیدہ کسے راز اولیا[3] چہ خبر

چو تو بعرش نرفتی چہ دانی از معراج — چو تو خدا نہ شناسی ز مصطفےٰ چہ خبر

چو از کدورت نفسی نکردہ گذرے — تو را ز صوفی صافی با صفا چہ خبر

تو بستۂ زر و زن گشتۂ ای و کشتۂ آں — تو را ز مردی مردان پارسا چہ خبر

منم ز جام الست و مئے بلیٰ سرمست — تو را چو نیست نصیبی ازاں بلیٰ چہ خبر

ہزار چشمۂ آب حیات در نظر است — تو را کہ دیدہ بنا شد ز چشمہ ہا چہ خبر

برآ بدار فنا تا بقائے ما بینی — فنا نہ دیدہ چو منصور[4] ت از بقا چہ خبر

---

[1] مراد از فنا فنای ابداست درحق [2] بقا عبارتست از بدایت سیر فی اللہ

[3] اولیا بعد از انبیا اند کہ من عند اللہ مؤید بحالات و مکاشفات گشتہ اند و باقی خلائق را دسترس بر آں نیست. در مصباح الہدایہ حدیث آمدہ کہ الاولیاء عرائس اللہ فی الارض. مثال از ناصر خسرو۔

بہ قوم اندر جہاں اشرف برآیند — ز مردم آنچہ خاصانند اینند

نخستیں پایہ برتر انبیاء راست — وزیں پایہ فروتر اولیاء راست

سلیم پایہ کلیمان جہانند — کہ اسپ دانش از گردوں جہانند

[4] مقصود منصور حلاج است۔

Marfat.com

ترا چو درد دلی نیست اے برادر من | ز درد مندی رنجور بے دوا چہ خبر
بکنج زاویہ عشق منزوی نشدی | زشوق سلطنت و ذوق انزوا چہ خبر
چو تو بعشق نہ گشتی ز خویش بیگانہ | ترا ز دولت عشاق آشنا چہ خبر
چو تو عزیز و زلیخائے خود نمیدانی | ز حسن یوسف مصری جانفزا چہ خبر
ز حال سید ما گر خبر نمیداری | عجب مدار گدا را ز پادشاہ چہ خبر

غزلیات

(مندرجہ ذیل غزلیات دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی سے منتخب کی گئی ہیں)

عقل برو برو برو عشق بیا بیا بیا
راحت جان و دل توئی دور مشو ز پیش ما
داروے درد عاشقی ہست دوائے درد دل
نیست بنزد عاشقاں خوشتر ازایں دوا دوا
کشتۂ تیغ عشق او زندہ دلست جاوداں
بندہ خویش اگر کشد نیست بخواجہ خوں بہا
مست و خراب و ساکنم بر سر کوے مے فروش
زاہد و کنج صومعہ او بجا و ما کجا
جام جہاں نمائے ما آئینہ جمال او
جام جہاں نما نگر روئے بہ آئینہ نما
ہر کہ گدائے رو بود پادشاہ است بر ہمہ
شاہ چہ بود کہ پادشاہ بر در او بود گدا
سید ہست ما سزد بندہ بندگی او
حضرت او ز آن ما جنت و حوریاں ترا

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص ۹۳)

Marfat.com

○

عشق ما دریا و ما درّ و صدف | از صدف گوہر طلب ما اے خلف
گوہر ہر کس کہ باشد خوب تر | باشد او را بر یکے دیگر شرف
کے توانَد بود کنعاں ہمچو مصر | یا کجا باشد سقط مثل نجف
کشف کشافست ما را در نظر | کے بود چوں کشف ما کشف کشف
گرچہ دریا آبرو دارد ولے | غیر بادش نیست دریا را بکف
در پے نقش خیال این و آن | حیف باشد گر شود عمرت تلف
نعمت اللہ مجلسے آراستہ | آمدہ رندانِ مست از ہر طرف

○

خوش بود گر ایں دوئی یکتا شود | آفتاب حسن او پیدا شود
غیرِ نور او نیاید در نظر | چشم ما از نورِ او بینا شود
آب چشم ما بہر سو شد رواں | آید آں روزے کہ آں دریا شود
بحر میگوید بآواز بلند | آنکہ رو از ماست با ما وا شود
عارفے کاز ہر دو عالم بگذرد | بر در یکتائے بے ہمتا شود
در خرابات مغاں رندے کہ شد | عاقبت سر دفتر غوغا شود
ہر کہ بوسد آں لب شیرین او | ہمچو سیّد لاجرم گویا شود

○

ہر زماں عشقے ز تو پیدا شود | ہر نفس جانے دگر شیدا شود
چوں در آید در سماں عارفاں | در سواد ملک دِل غوغا شود
چوں بر آید آفتاب مہر او | جان و دل چوں ذرہ ناپیدا شود
گر ز پیش دیدہ بردار و نقاب | چشم نابینائے ما بینا شود
غرقہ شود در بحر عشقش کز یقین | قطرہ با دریا شود دریا شود
دست با او در کمر یاری کند | کو بعشقش سیر و بے پا شود

Marfat.com

سیدما چوں سخن گوید ز حق
نعمت اللہ دیں چنیں گویا شود
(کلیات مخطوطہ شاہ نعمت اللہ ولی)

مدتے در بدر بجہان گشتم — گرد میخانۂ جہاں گشتم
میر میخانہ خدمتش کردم — ہم بفرماں او رواں گشتم
در خرابات عقل رندانہ — ساقی بزم عاشقاں گشتم
نام من شد نشانۂ عالم — گرچہ بے نام و بے نشاں گشتم
چوں محب جناب او بودم — نیک محبوب ایں و آں گشتم
جاں بجانان خویش بسپردم — زندۂ ملک جاوداں گشتم
موج بودم و لے شدم دریا — اینچنیں بودم آنچناں گشتم
عقل سرمایہ بود شد برباد — فارغ از سود و از زیاں گشتم
گنج در کنج دل طلب کردم — واقف از گنج بیکراں گشتم
پادشاہ خوش مرا کنار گرفت — چوں کمر گرد آں میاں گشتم

بندہ ام بندگی او کردم
سید جملہ سیداں گشتم

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۳۵۴)

عشق را با کفر و ایماں کار نیست — عشق را با جسم و با جاں کار نیست
عشق دُرد دردمی جوید مدام — عشق را با صاف درماں کار نیست
عشق را با مے پرستاں کار ہست — عشق را با غیر ایشاں کار نیست
عشق بازی کار بیکاراں بود — ہمچو کار عشق بازاں کار نیست
عقل می بندد خیال این و آں — عشق را با این و با آں کار نیست

Marfat.com

عقل مخمور است و مامست خراب
زاہدش در بزم رنداں کار نیست

نعمت اللہ بادہ می نوشد مدام
باکسے او را ای عزیزاں کار نیست

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۹۰)

○

نعمت اللہ خدا بما بخشید
خوشنوائی بہ بینوا بخشید

گنج اسماء بما عطا فرمود
پادشاہی بہ این گدا بخشید

خلقتے خوش مرصع از کرمت
رحمتے کرد و آں بما بخشید

ہر چہ خواہد چنیں چناں بخشید
کس نگوید او چرا بخشید

ہم نبوت بہ انبیا را و داد
ہم ولایت بہ اولیا بخشید

دل اگر برد جاں کرامت کرد
درد اگر داد ہم دوا بخشید

سیدی ساخت بندۂ خود را
منصبے عالیٔ مرا بخشید

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۲۵۲)

○

موج است حباب و آب دریا
ہر چار یکے بود بر ما

ہم آب و ہوا و موج ماییم
دریا داند حقیقت ما

بنگر بیقین کہ جز یکے نیست
ہم قطرہ و جو و سیل دریا

می داں کہ حجاب ماہم از ماست
مارا بنود حجاب جز ما

از دیدہ مابیں بہ تحقیق
تا کشف شود حقیقت ما

بیگانہ شوی ز ہر دو عالم
گر زا کہ بود ترا سر ما

تا رستہ نگردی از من و ما
سید نشوی تو واصل ما

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۲۰)

Marfat.com

جناب م۔ ع۔ علوی تھانوی صاحب نے اپنے مخطوطہ میں تحریر فرمایا ہے کہ "مندرجہ ذیل کلام میں خوش آہنگی ہے۔ عرفان ہے۔ خروش ہے۔ فیضان ہے۔ بادۂ عرفانہ کا جام دیکھ کر سرور ہونے لگتا ہے کیف اور کلام کے نمونے"

من حکمت غنائیہ

اے عاشقاں اے عاشقاں من پیر را برنا کنم
اے تشنگاں اے تشنگاں من قطرہ را دریا کنم
اے طالباں اے طالباں کحال ملک حکمتم
من کور ما در زاد را در یک نفس بینا کنم
گر ایکبے آید برم در وے دمے چوں بنگرم
چوں طوطی شکر شکن شیریں و خوش گویا کنم
من رند کوئے حیرتم سرمست جام وحدتم
زاں در خرابات آمدم تا میکدہ نعما کنم
پروانۂ شمعش منم جمعیت جمعش منم
من بلبلم در گلستاں از عشق گل غوغا کنم
آمد ندا از لامکاں اے سید آخر زماں
پنہاں شو از ہر دو جہاں تا بر تو خود پیدا کنم

(کلیات نعمت اللہ ص ۲۸۲)

درمستی میگوید

کلام نعمت اللہی بصورت اشعار بادۂ عرفان

منم مجنوں منم لیلیٰ کنی گویم چہ میگویم
مگر گم کردہ ام خود را کہ خود را بار می جویم
اگر نہ ساقی مستم چرا جویائی رندا نم
وگر نہ ذوق میدارم چرا میخانہ می پویم

خراباتست من سرمست دارم جام مے در دست ... بدین من مگو زاہد کہ من ساقی نیکویم
اگر گویم کہ نیکویم مکن عیبم کہ من اویم ... چنان مستم از مستی نمی دانم چہ میگویم
مے و جامے اگر جوئی کہ باشی ہمدمش یکدم
بیا و نعمت اللہ جو درین دوران کہ من اویم
(کلیات نعمت اللہ مخطوطہ ص ۹)

در مراتب حقیقت

ماییم کہ ذاکریم و مذکور ... ماییم کہ ناظریم و منظور
ماییم کہ سیدیم و بندہ ... ماییم کہ ناصریم و منصور
ماییم محیط و موج و زورق ... ماییم گدا و شاہ دستور
دین نکتہ سید ار ندانی ... میدار بہ لطف خویش معذور
(کلیات ورق ۲۳۰)

در حقیقت انسان

در مرتبہ جسم است در مرتبہ روح است ... در مرتبہ جانست در مرتبہ جانان
در مرتبہ جامست در مرتبہ بادہ ... در مرتبہ ساقی در مرتبہ رندان
در مرتبہ شاہیست در مرتبہ درویش ... در مرتبہ بندہ در مرتبہ سلطان
در مرتبہ فرعون در مرتبہ موسیٰ ... در مرتبہ کفرست در مرتبہ ایمان
در مرتبہ مخمور در مرتبہ سرمست ... در مرتبہ غمگین در مرتبہ شادان
در مرتبہ توریت در مرتبہ انجیل ... در مرتبہ صحفست در مرتبہ قرآن
در مرتبہ یوسف در مرتبہ یعقوب ... در مرتبہ مصر است در مرتبہ کنعان
در مرتبہ غفلست در مرتبہ نفس است ... در مرتبہ حیوان در مرتبہ انسان
در مرتبہ خم است در مرتبہ کوزہ ... در مرتبہ قطرہ در مرتبہ عمان

رمرتبہ دوزخ درمرتبہ جنّت	درمرتبہ زندان درمرتبہ بستان
درمرتبہ طٰحٰہ درمرتبہ یسین	درمرتبہ حٰمٓ درمرتبہ سبحان
درمرتبہ دریا درمرتبہ چشمہ	درمرتبہ جوئیست درمرتبہ باران
این مرتبہا با تو از ذوق بیان کردم	گر ذوق ہمی خواہی این گفتہ می خوان

ہم جسمی و ہم جانے ہم آنے ہم آنے
ہم سید و ہم بندہ با خلق گو میداں

(کلیات شاہ نعمت اللہ صد ۴۶۴)

"حضرت کے اشعار عشقیہ جن کے پڑھنے سے ایک عالم سرمستی طاری ہوتا ہے۔
آپ نے "عشق" پر مختلف انداز میں شعر فرماتے ہیں" (م.ع. علوی)

✓ مئ زخم عشق مینوشیم ما	خلعتے از عشق می پوشیم ما
✓ درطریق عاشقی چوں عاشقاں	مدّتے شد تاکہ میکوشیم ما
✓ عشق میگوید سخن از من شنو	ما از و گوئیم خاموشیم ما
✓ ہمچو بلبل در ہوائے روئے گل	روز و شب مستانہ بجز وشیم ما

ما خم موقوف را گویند و خم زلف اسرار الٰہی را گویند

نوٹ:- شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ دیوان با مقدمہ سعید نفیسی میں ص۴۲ پر حسب ذیل اشعار زائد درج ہیں۔

عاشقانہ ہمچو خم مے فروش	باز سرمستیم و در جوشیم ما
جرعۂ مئے ما بصد جان میخوریم	نیک ارزانست نفروشیم ما
سر بسر چشمیم تا بینیم او	گر سخن گوید ہمہ گوشیم ما
ما بعشقش عاقل دیوانہ ایم	تا نپنداری کہ بیہوشیم ما

راقم الحروف

ہمیں مضمون از خیام۔

تا زہرہ و مہ در آسمان گشت پدید	بہتر ز مئے ناب کسے ہیچ نہ دید
من در عجبم زمیفروشاں کا ایشاں	بہ از آنچہ فروشند چہ خواہند خرید

نعمت اللہیم و با سید حریف　　بادہ می نوشیم و مدہوشیم ما

(مطبوعہ دیوان شاہ نعمت اللہ ص۱ کلیات مخطوطہ ص۳۸)

در حقیقت عشق

عشق مست است و عقل مخمور است　　غافل از ذوق عاشقان دور است

عالم از نور او منور شد　　ہر چہ آید بچشم ما نور است

آئینہ روشن است و من بینم　　در نظر ناظر است و منظور است

رند مستے کہ ذوق ما دارد　　خوشتر از زاہدے کہ مخمور است

آفتاب است بر ہمہ تاباں　　تو گماں می بری کہ مستور است

جام گیتی نما ست سید ما

در ہمہ کائنات مشہور است

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولی ص۵۲ و مطبوعہ دیوان شاہ نعمت اللہ ص۷۶)

رموزِ عشق

عشق مست است و عقل مخمور است　　غافل از ذوق عاشقان دور است

دِل ما کنج خانۂ عشق است　　کنج خانہ بہ گنج معمور است

نظرے کن کہ نزد اہلِ نظر　　ہر کہ او ناظر است منظور است

زاہد ار ذوق ما کمی داند　　ہیچ عیبش مکن کہ معذور است

آفتاب از بنور پیدا شد　　سید ما بنور مستور است

نعمت اللہ بہ رندی و مستی

در ہمہ کائنات مشہور ست

(کلیات شاہ نعمت اللہ ورق ۹۲

دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۷۷)

Marfat.com

در حقیقت عشق

همہ عالم تن است جاں عشق است — جان و جانان عاشقاں عشق است
عشق ہم صورتست و ہم معنی — آشکارا و ہم نہاں عشق است
در میاں آی و کنارمش گیرد — خوش کنارے کہ در میاں عشق است
عشق و معشوق عاشق خویشیم — ہر چہ ہستیم ایں زماں عشق است
عمر جاوید خوش بود با عشق — غرض از عمر جاوداں عشق است
عاشقانہ در آ دریں مجلس — گر ترا عشق، آنچناں عشق است

نعمت اللہ چو نور پیدا شد
نظرے کن ببیں کہ آں عشق است

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولی ص۹۴ دیوان شاہ نعمت اللہ ص۷۸)

○

بادشاہِ ہمہ جہاں عشق است — حاکم مطلق العناں عشق است
عشق بخشد حیات جاویداں — حاصل عمر جاوداں عشق است
عالم از نور عشق شد روشن — نظرے کن کہ ایں و آں عشق است
دلِ عاقل بہ عقل مشغول است — مونس جان عاشقاں عشق است
خوش بہشتے ست مجلس سیّد — در چنیں جنّتے چناں عشق است

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولی ص۹۴ دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص۷۹)

○

در حقیقت عشق و دل

شہرِ دل در ولایت عشق است — ملکِ جاں در حمایت عشق است
آن چہ عقلم نہا ینش می گفت — دیدہ آم اں ہدایت عشق است

Marfat.com

ہرچہ گوئی زعشق گو کہ مرا
سخنِ خوش حکایتِ عشق است
نالۂ زار بلبلاں شب و روز
در گلستاں سرایتِ عشق است
نعمت اللہ را چنیں حیران
کردہ حسن کفایتِ عشق است

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولی مخطوطہ صـ۹۴ دیوان شاہ نعمت اللہ صـ۷۵)

○

عالم بدن است و جان عشق است
جان است کہ در بدن روانست
عشقست کہ عاشقست و معشوق
عقلست کہ عین این و آنست
عشقست کہ نور دیدہ ماست
چو نور بچشم ما عیان است
عشقست کہ زندہ دل ازیم
عشقست کہ جان جاودان است
عاشق چہ غلام عشق سلطان
عشقست کہ شاہِ عاشقان است
عشق است کہ عقل بندۂ اوست
عشقست کہ سید زمان است

(کلیات شاہ نعمت اللہ صـ۱۰۲ دیوان شاہ نعمت اللہ صـ۸۸)

○

ما عاشق چشم مست عشقیم
سرمست مئے الست عشقیم ✓
ما غمزدگان بادہ نوشیم
شوریدہ و می پرست عشقیم ✓
در گوشۂ خلوت خرابات
رندانہ حریف مست عشقیم
ماہیم کہ ماہیٔ محیطیم
افتادہ بدام شست عشقیم
گر سید و گاہ بندہ باشیم
گہ عالی و گاہ پست عشقیم

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولی صـ۳۰۹)

Marfat.com

○

ساقی بدہ آں مئے شبانہ — مستم کن از آن شراب خانہ
بشنو تو رموزِ عشق بازاں — کان است نشان این نشانہ
داریم بقائے مطلق از حق — از دولت عشق جاودانہ
پروانہ جانِ ماروان سوخت — چوں آتش عشق زد بہانہ
مطرب بنواز قول سید
وز نغمہ ساز عاشقانہ

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولیؒ ص ۷۴۵ مطبوعہ دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۴۳۷)

دِل و حقیقت دِل

شاہ صاحبؒ نے دِل اور اس کی حقیقت سے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا ہے:۔

مجمع البحرین اگر جوئی دِل است، — جامع مجموع اگر گوئی دل است
دِل بود خلوت سرائے خاص او — ہر چہ میخواہی بیا از دل بجو
اوسع است از عرش اعظم عرش دل — چیست کرسی سدہ از فرش دِل
جملۂ اسماء در و گنجیدہ اند — اہل دل دل را بدیں شان دیدہ اند
از جمال و از جلال ذو الجلال — تربیت یا بد دِل ما لا یزال
نقطۂ در دائرہ بنہفتہ اند — اہل دِل ایں نقطہ را دل گفتہ اند
نقد دِل را قلب میخوانند عرب — باشد از تقلیب او را ایں لقب
جامع غیب و شہادت دِل بود — تخت سلطانی ولایت دِل بود
رحمتِ ذاتی دہد دل را سعت — لاجرم اوسع بود دل از صفت
فی المثل گر عالم بے منتہا — در دِل عارف در آید بارہا
یادگار نعمت اللہ یاد دار — یاد دار از نعمت اللہ یادگار

(مطبوعہ دیوان شاہ نعمت اللہ مطبوعہ ص ۳۱)

Marfat.com

○

دل صفۂ صفاست و ما صوفیان دل | دلِ خلوت خداست و ما ساکنان دل
ہر کس معانی دل و جاں کئے بیاں کند | از جان ما شنو بحقیقت بیان دل
از اہل دلِ نشان ولم جو کہ در جہاں | جز اہل دل کسے نشناسد نشان دل
یار است درمیانہ و من در کنار جاں | یا او ست درکنار و منم درمیان دِل
عقلست در ولایت تن کار ساز جاں | عشقست در ممالک جاں پاسبان دل[1]
از جاں بیاد بادۂ صافی ما بنوش | از دست ساقی کہ بود خاص از آن دِل

سید چو بلبلیست کہ در گلستان عشق
میسازد ایں نوائے خوش از داستان دِل

(دیوان مطبوعہ با مقدمہ استاد سعید نفیسی ص۳۸۰)

"گو حضرت شاہ نعمت اللہ ملک فارس میں اقامت فرما ہو گئے تھے مگر پھر اپنے جدّی وطن کی یاد آپ کے صفحات قلب سے محو نہ ہو سکی۔ عرب سے اپنا تعلق، اپنا نسبی واسطہ برابر آپ کو یاد آتا رہا۔ چنانچہ درج ذیل اشعار اس مرکزی خیال کے آئینہ دار ہیں۔ (مخطوطہ م۔ ع۔ علوی صاحب)

○

یاد وطن عرب میں فرماتے ہیں۔

نعمت اللہ نور دیں دار د لقب | نور دیں از نعمت اللہ می طلب
از رسول اللہ نسب دار د درست | خود کہ دار د اینچنیں دیگر نسب

---

[1] شیخ ابوسعید ابوالخیر ایں موضوع را چہ نیکو سرود

گر با غم عشق ساز گار آید دل | بر مرکب آرزو سوار آید دل
گر دل بنود کجا وطن ساز د عشق | ور عشق بناشد بچہ کار آید دل

در همه آئینه یکے بنگر — آں یکے نیز بے شکے بنگر
متخلق بہ خلق او می باش — گنج اخلاق بر جہاں می پاش
گر تو فانی شوی بقا یابی — عمر جاوید از خدا یابی
درد دردش بنوش درماں جو — جاں بجاناں سپار و جاناں شو
در همه شئے جمال اسماء بین — با همه اسم یک مسمّا بین
گر خیالش بخواب می بینی — تو بخواب حجاب می بینی
ماه دیدی در آفتاب نگر — آفتابے بماهتاب نگر
گفته ام من ترا خلیل الله — خوش خلیلی اگر شوی آگاه
گرز باطل تمام وارستی — حق پرستی بحق چو پیوستی
جبر تند و قدر بود دو مراں — مرکب خود میان شاں می راں
تو ز هستی و نیستی بگذر — شاید آنجا که نیستی بگذر
در ولایت امام کامل جو — عمر داری ز عمر حاصل جو
جام گیتی نما بدست آور — دامن اولیا ربدست آور
گر ز اسرار حق شوی آگاه — خوش بگو لا اله الا الله
تابع جدّ خویشتن می باش — هر چه یابی بہ این و آں می باش
هر که حق را بعین او بیند — ہر نہ بیند همه نکو بیند
چوں هویت یکے است اسماء را — بهویت یکے بود اسماء
در نظر عالمست چوں سایه — سایه بنگر به نور بے مایه
صنعت و اسم ذات را می داں — هر یکے و یکے بسے می خواں
یک وجود ست اگر خبر داری — عین او بین اگر نظر داری
نور او را به نور او بنگر — در همه آئینه نکو بنگر
در ظهور است مظهر و مظهر — نیک دریاب باطن و ظاهر
ابداً علم از خدا میجو — چوں بیابی به طالباں میگو

Marfat.com

یک حقیقت باسم ب بارست | یک مؤثر ہزار انا رست
کثرۃ و وحدت اینچنیں گفتم | دُر توحید را نکو سفتم[1]

(حوالہ مخطوطہ م۔ع۔علوی صاحب صہ ۴۰۳)

رباعیات

در آئینہ وجود مطلق | خود بیند و خود نماید الحق
مائیم حباب وآب دریا | زورق بحرست وبحر زورق

(کلیات شاہ نعمت اللہ صہ ۴۶۱ دیوان شاہ نعمت اللہ صہ ۵۲۶)

○

گر علم بہ تعلیم الٰہی پابند | گنجینۂ گنج پادشاہی پابند
طالبان علم گر چنیں خوانند | انعام خدا لامتناہی یابند

(کلیات شاہ نعمت اللہ ص ۴۵۲)

○

نعمت اللہ بعشق حضرت شاہ | خوش بہ ماہان نشستہ ہمچو ماہ
عارفانہ بصدق می گوید | دائما لا الہ الا اللہ

○

ہمہ نیکند ہیچ خود بد نیست | آنکہ نیکو نہ باشد آں خود نیست

---

[1] اس نصیحت میں شاہ صاحبؒ نے اپنے صاحبزادہ کو منجملہ اور اچھی باتوں کے وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی نکتہ ایمان اور تصوف کی جان ہے آپ کی نصیحت ہم سب کے لئے سبق آموز ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو عمدہ نصیحت کرے نیک اعمال کی طرف رغبت دلائے، اولاد کے اعمال کی نگرانی کرے نیک توفیق نصیب ہونے کی دعا کرے اور اپنے آپ کو قابل تقلید عمدہ نمونے کے طور پر سب کے سامنے پیش کرے۔ (مؤلف)

Marfat.com

جز یکے نیست در ہمہ عالم صد مگوای عزیز من صد نیست
(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۳۴)

○

نقشے وخیالست کہ عالم خوانند معنی سخن محققاں می دانند
ایں طرفہ کہ درحقیقت ایں نقش خیال حقند ولے خیال رامی دانند
(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۳۸)

○

درازل زندہ کرد او دل ما دید زندہ دلی ما آنجا
تا ابد زندہ ایم چوں زازل زندگی یافتیم ما بخدا
(کلیات شاہ نعمت اللہ ص ۳۸ و دیوان ۵۱۴)

○

انسان کامل است کہ مجلاّتے ذات اوست
مجموعہ کہ جامع ذات وصفات اوست
اوچشمۂ حیات وہمہ زندہ اندازو
اوحیّ جاوداں بقائے حیات دوست
(کلیات مخطوطہ ص ۴۳۰ دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۱۵)

○

ما محرم راز حضرت سلطانیم احوال دروں وہم بروں میدانیم
منشیٔ قضا ہرچہ نویسد مجمل برلوح قدر مفصلش میخوانیم
(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۵۳)

○

نشان زمرۂ جنت چہار است بقول بہترین مرد و عالم
دل نرم وکف بخشندہ آگاہ دگر گفتار خوب وروئے خرم
(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۵۵۹ قدیم دیوان ص ۳۱۸)

Marfat.com

نشان اہلِ دوزخ نیز چار است — ہم از دوزخ بنی آں روح اعظم
ترش روئی و دیگر تلخ گوئی — دلِ سخت و کفے در بخل محکم

دیوان شاہ نعمت اللہ ۵۵۶. قدیم دیوان ص ۳۱۸)

○

نشان مردم عاقل ہمیں است — کہ بگزیند جنّت بر جہنم
طریقت عرف سیّد گفت با تو — تو دانی بعد ازیں واللہ اعلم

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص ۵۵۷ قدیم دیوان ۳۱۸) (منتخب از مخطوطہ م رع علوی صاحب)

○

شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ دیوان با مقدمہ استاد سعید نفیسی (طہران) میں سے چند رباعیات منتخب کی گئی ہیں جو پیش کی جاتی ہیں۔

○

مطلوب خود از خود طلب اے طالب ما
خود را بشناس بیکر مانی بخود آ
گر عاشق صادقی یکے را دو مگو
کافر باشی اگر بگوئی دو خدا (دیوان ص ۶۷۴)

○

عرش و فلک و ستارہ ہمراہ منست — ایں ہفت فلک ستارہ از آہ منست
ایں من نہ منم جملہ از او می گویم — ایں گفتہ من تمام ز اللہ منست

(دیوان ص ۶۷۷)

○

گنجینہ و گنج پادشاہی دلِ تو است
واں مظہرِ الطاف الٰہی دلِ تو است
مجموعۂ مجموع کمالات وجود
از دلِ بطلب کہ ہر چہ خواہی دلِ تو است

(دیوان ص ۶۷۸)

○

Marfat.com

○

عشق آمد و عقل رخت بربست و برفت
آں عہد کہ بستہ بود بشکست و برفت
چوں دید کہ بادشاہ درآمد سرمست
بیچارہ غلام زود برجست و برفت (دیوان ص ۶۸۰)

○

ما شاہِ جہانیم گدائی چہ بود — واصل بخدائیم جدائی چہ بود
بازیچہ درآئینہ مادر نگرد — بینند کہ تجلّی خدائی چہ بود
(دیوان شاہ ص ۶۸۵)

○

ما محرم راز حضرت سلطانیم — احوال درون وہم برون میدانیم
منشیٔ قضا ہرچہ نویسد مجمل — برلوح قدر مفصلش میخوانیم

○

جوہر آبست و گوہرش دُرّ یتیم — دریاب بیان ماکہ سرّیست عظیم
موج است و حباب نزد ما ہر دو یکے — بگذر ز دوئی یکے مسازش بدو نیم
(دیوان ص ۶۹۴)

○

دانستن علم دیں شریعت باشد
چوں در عمل آوری طریقت باشد
گر علم و عمل جمع کنی با اخلاص
از بہر رضائے حق حقیقت باشد (دیوان ص ۶۸۸)

○

واصل بخورم عین وصالم انیست — بہرحال خورم ہمیشہ حالم انیست
در آئینہ ذات مثالی دارم — تمثال مثال بے مثالم انیست
(دیوان شاہ نعمت اللہ ص ۶۷۹)

○

Marfat.com

گنجینۂ و گنج بادشاہی دل تواست | واں منظرِ الطافِ الٰہی دل تواست
مجموعۂ مجموع کمالات وجود | از دل بطلب کہ ہر چہ خواہی دل تواست

(دیوان ص ۶۷۸)

فقرے کراز و غنار مطلق آید | گر زانکہ طلب کنی بجان میشا ید
من فقر ہمی جویم و آن خواجہ غنا | از خواجۂ ما فقر و غنا می آید

(دیوان ص ۶۸۳)

گر علم بتعلیم الٰہی یابند | گنجینہ و گنج یادشاہی یابند
طالب علمان علم چنیں گر خوانند | انعام خدا لا متناہی یابند

(دیوان ص ۶۸۲)

اے یار دل یار بدست آر خدا را | زایں بیش دلِ خستہ میازار خدا را
مستیم و خرابیم و سراز پائے ندانیم | اے عقل رہا کن من و دلدار خدا را
خوش آب حیاتیست اگر تشنۂ آبی | جامی زمئے عشق بدست آر خدارا
گر یکسر موئیست حجاب تو دریں راہ | بردار حجاب خود و مگذار خدا را
ہر چیز کہ داری باامانت بتو دادند | تو نیز امینانہ نگہدار خدا را
عشق آمد و گفتا کہ دہم کام تو گفتم | تاخیر مکن یاد دریں راہ خدا را

گر جان عزیزت طلبد سید مستان
شکرانہ بنہ بر سر و بسپار خدا را

(دیوان شاہ نعمت اللہ ولی ص ۵)

۱؎ دل عارف را کہ مالامال بادۂ معرفت است جام گویند۔ عراقی گوید مراد از جام، عالم وجود و مراد از بادہ، حیات و معرفت است۔ مثال از مولوی:-

گرچہ بشکستند جامت قوم مست | آنکہ مست از تو بود عذریش ہست
لذت تخصیص تو وقت خطاب | آں کند کہ ناید از صد خم شراب

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ ولیؒ اور مولانا رومؒ و دیگر شعرا بزرگ کے چند ہم معنی اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ یہ کلام شاہ صاحبؒ کے دیوان بامقدمہ استاد سعید نفیسی سے منتخب کیا گیا ہے :-

مولوی

داد جاروبے بہ دستم آں نگار | گفت کز دریا برانگیز آں غبار
باز آں جاروب در آتش بسوخت | گفت کز آتش تو جاروبے برآر

شاہ نعمت اللہ ولیؒ

عقل جاروبت نگار آں پیر کار | باطنت دریا و ہستی چوں غبار
آتش عشقش چو سوزد عقل را | باز جاروبے ز عشق آید بکار

مولوی

تا ببینی نقشہائے دل ربا | تا ببینی رنگ ہائے لالہ زار
خاک و آب از عکس او رنگیں شدہ | جاں بنازیدہ تبرک و زنگبار

شاہ نعمت اللہ ولی

از حجب بیروں خرآمد بے حجاب | رونق گلزار و جان لالہ زا
لالہ زار و نقشہائے بے حساب | از تجلی باشد اے صاحب وقار

مولوی

من چراغ ہر سرم ہمچو فتیل | جملہ را اندر گرفتہ از شرار
شمعہا برمی شد از سرہائے من | شرق تا مغرب گرفتہ از قطار

شاہ نعمت اللہ

چوں گذر کردی ازیں وآں بعشق
جامہ درپوش از صفاتش ذات وار
باز چوں ہمرنگ و بوئے او شدی
یار خود بینی نگار ہر نگار

Marfat.com

مولوی

روز رفت و قصّه ام کوته نه شد — اے شب و روز از حدیثش شرمسار
شاہ شمس الدین تبریزی مرا — مست می دارد خمار اندر خمار

شاہ نعمت اللہ

سید ملک وجودم لاجرم — آنچہ پنہاں بود کردم آشکار

مولوی

اے قوم بحج رفتہ کجا ئید کجا ئید — معشوق ہمینجا ست بیائید بیائید

شاہ نعمت اللہ

سید بجستجوئے تو گرد دبہر در روز و شب — او در برون جویائے تو، تو خود درون مخزنی

شاہ نعمت اللہ

الوجود وجود عشق لاشئ شئ شد — وز آب حیات جملہ بہا ہا حی شد
گویند وفات یافت سید حاشا — باقی ببقائے اوست فانی کئی شد

مولوی

اے آنکہ بجان ایں جہانی زندہ — شرمت بادا چرا چنانی زندہ
بے عشق مباش تا نباشی مردہ — در عشق بمیر تا بمانی زندہ

شاہ نعمت اللہ

تا نگیری دامن رہبر بدست — کے ز گمراہی توانی باز رست

مولوی

گر تو بے رہبر فرود آئی براہ — گر ہمہ شیری فرو افتی بچاہ

حافظ

قطع ایں مرحلہ بے ہمرہی خضر مکن — ظلماتست بترس از خطر گمراہی

(دیوان ص ۶۱۶)

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ

قطب[1] عالم نقطۂ پرکار روح — شیخ ما سرمایۂ گنج فتوح

مولوی

قطب آں باشد کہ گرد خود تنند — گردش افلاک گرد او بود

او چو عقل و خلق چوں اجزائے تن — بستۂ عقل است تدبیر بدن

(دیوان ص ۶۱۰)

انتخاب از دیوان شاہ نعمت اللہ ولی با مقدمہ استاد سعید نفیسی شاہ صاحب اور آپ کے ہم عصر یا قریب العصر شعراء کا کلام ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

شاہ نعمت اللہ

مظہر اعیان[2] ما ارواح ما — مظہر ارواح ما اشباح ما

مغربی

ہست یک عین و اینہا اعیان — یک مسمیٰ است و اینہا اسماء

ذات و وجہ است و اسم و نعت و صفت — عقل و نفس است و طبع شکل قوا

شاہ نعمت اللہ

ہر کہ را باشد ولایت از خدا

در ولایت باشد او از اولیاء[3]

---

[1] قطب از مردان خدا است و از اولیاء اللہ میباشد کہ ارشاد خلایق بدآنھا واگذار شدہ و خداوند طلسم اعظم را بدو عنایت فرماید و قطب در عالم وجود بمنزلۂ روح است در بدن [2] اعیان در اصطلاح سالکان صور علمیہ اگویند و صور اسماء الٰہیہ و ارواح مظاہر اعیانند و اشباح مظاہر ارواح اند و حقیقت انسان اوّل در اعیان ثابتہ تجلی نمودہ و بعد از آں در ارواح مجردہ تجلی کردہ است [3] اولیاء از انبیاء اند کہ من عند اللہ موید بحالات و مکاشفات گشتہ اند کہ باقی خلایق را دسترسی بان نیست، در مصباح الہدایہ آمدہ است کہ الاولیاء عرائس اللہ فی الارض۔

Marfat.com

مولوی

آنکہ گوید او لیا در گہ بوند — تا ز چشم مردماں پنہاں بوند
پیش خلق ایشاں فراز صد کہ اند — گام خود بر چرخ ہفتم می بہند

شاہ نعمت اللہ

آمد آں ساقی سرمست و بدستش جامی — گوئیا میطلبد ہمچو من بدنامی[۲]

از حافظ

در دیر مغاں آمد یارم قدحی در دست — مست از می و میخواراں از نرگس مستش است

شاہ نعمت اللہ

دلم بگرفت ازیں زھد ریائی — بیا اے ساقی رنداں کجائی

از حافظ

مسی صوفی افگن کجا میفروشند — کہ در تابم از دست زھد ریائی

از سعدی

پردہ بردار کہ بیگانہ خود آں روی بنیذ — تو بزرگی و در آئنہ کوچک ننمائی

شاہ نعمت اللہ

اے از جمال رویت نقش جہاں خیالی — وے ز آفتاب رویت ہر ذرہ ای ھلالی

از اوحدی

اے بر شفق نہادہ از شام زلف خالی — برگرد ماہ بستہ از رنگ شب ھلالی

شاہ نعمت اللہ

نرسی در حرم کعبہ مقصود بخود — ھمرھی جو کہ دریں راہ بجائی برسی

حافظ

قطع ایں مرحلہ بے ھمرھی خضر مکن — ظلماتست بترس از خطر گمراھی

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ

هر ذره ای ز عالم بنموده آفتابی — آن آفتاب تابان بسته زمه نقابی

از عطار

ای از شکنج زلفت هر جا که انقلابی — هرگز نتافت برکس چون رویت آفتابی

از اوحدی

با اینچنین بلائی بعد از چنان عذابی — راضی شدم که بینم روی ترا بخوابی

شاہ نعمت اللہ

ساقی جامے بہ این و آن داد — خمخانہ[1] بدست عاشقاں داد

از حافظ

ما را ز خیال تو چه پروائے شرابست — خم گو سر خود گیر که خمخانه خرابست

شاہ نعمت اللہ — (دیوان ص ۲۱۰)

حال عشق[2] از عقل می پرسی مپرس — ذوق عشق از عشق پرسیدن خوش است

خواجہ عبداللہ انصاریؒ

هر دل که طواف کرد گرد در عشق — هم خسته شود در آخر از خنجر عشق
این نکته نوشته ایم بسر دفتر عشق — سر دوست ندارد آنکه دارد سر عشق

شاہ نعمت اللہ — (دیوان ص ۱۸۶)

مطرب عشاق گو شعرش بخواں — تا جهاں از ذوق او گیرد طرب

از حافظ

مطرب[3] عشق عجب ساز و نوائی دارد — نقش هر پرده که زد راه بجائی دارد

۱؎ خمخانہ عالم تجلیات را گویند کہ در قلب است و محیط علیات عشق را گویند ۲؎ عشق آتش است کہ در قلب واقع شود و محبوب را بسوزد، عشق دریائے بلاست و قیام قلب است با معشوق بلاواسطہ
۳؎ مطرب در اصطلاح صوفیہ فیض رسانندگان و ترغیب کنندگان را گویند کہ بکشف رموز و بیان حقائق دلهائے عارفاں را معمور دارند و نیز پیر کامل و مرشد مکمل را گویند۔

عالم از نالۂ عشاق مبادا خالی — کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوائی دارد

شاہ نعمت اللہ — (دیوان ص۴۷)

در میخانہ بکشودند و داد عاشقان دادند — بحمد اللہ اجابت شد دعا رکر دعای ما[1]

از حافظ

بود آیا کہ در میکدہا بکشایند — گرہ از کار فرو بستۂ ما بکشایند

در میخانہ ببستند خدا را مپسند — کہ در خانۂ تزویر و ریا بکشایند

شاہ نعمت اللہ

خوش آب حیاتیست اگر تشنۂ آبی — جامے[2] ز مئے عشق بدست آر خدا را

از مولوی

گرچہ بشکند جام قوم مست — آنکہ مست از تو بود عذریش ہست

لذت تحقیق تو وقت خطاب — آں کند کہ ناید از صد خم شراب

شاہ نعمت اللہ — (دیوان ص ۵۰)

ساغری[3] از مئے است و پر از مئے — گر طلب می کنی بجو از ما

از شاہ نعمت اللہ

گر نہ مئے ساغر است و ساغر مئے — در حقیقت بگو کہ ساغر چیست

نزد ما موج و بحر ہر دو یکے است — بجز از آب عین مظہر چیست

شاہ نعمت اللہ — (دیوان ص ۴۸)

عشق او بحرے و ما غرقہ در او — تو درآ در بحر بے پایان ما[3]

از حافظ

بحیرست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست — آنجا جز آنکہ جاں بسپارند چارہ نیست

---

[1] قرب ہمیں مضمون از حافظ [2] دل عارف را کہ مالامال بادہ معرفت است جام گویند۔ عراقی گوید مراد از جام عالم وجود و مراد از بادہ، حیات و معرفت است [3] مراد از ساغر دل عارف است۔ درکشاف وریاض العارفین آمدہ کہ ساغر چیزے است کہ در وے مشاہدہ انوار غیبی شود۔

Marfat.com

شاہ نعمت اللہ

دوستدار نعمت اللہ خودیم — نعمت اللہ باشد از یاران ما[1]

از حافظ

یا یار ماست چہ حاجت زیادت طلبیم — دولت صحبت آں مونس جان ما را بس

شاہ نعمت اللہ

زندہ در دریائے بے پایاں کجا باید کنار — ساحلش پیدا نباشد بحر بے پاران ما

از حافظ

خوش خوش اندر بحر بے پایاں ما غوطی خورد
تا بدھائے ابد خود این سرو پایان ما (دیوان ص۴۴)

شاہ نعمت اللہ

مجلس عشقست و رندان مست[2] و ساقی در حضور
ساغر مئے نوش کن شادی سرمستان ما

از مولوی

من مست و تو دیوانہ ما را کہ برد خانہ — ہر یک بشر از دیگر شوریدہ و دیوانہ

شاہ نعمت اللہ (دیوان ص۴۲)

آب چشم ما، بہر سوی رود
ہم زچشم ماست آب روی[3] ما

پیر[4] خرابات عشق داد مرا جام مئی — ساقی رندان خود، کرد مقرر مرا

---

[1] یار، عالم شہود را گویند یعنی مشاہدات حق [2] مستی گرفتن عشق است جمیع صفات درونی را و آں عبارت از سکری است کہ عارفان کامل از بادہ ہستی مطلق سرمست شدہ و محو الموھوم گشتہ و از خود بیخود شوند [3] الہامات غیبی را کہ در دل سالک وارد میشود، آب روی گویند یعنی فیوضات وجودی حق تعالیٰ کہ نمود را نمود کردہ است نیز آمدہ است [4] پیر خرابات و پیر راد کاملان و رہنمایان را گویند

Marfat.com

از مغربی

طفل راهی رو طلب کن پیر رہ بینی بحق | تا زمام اختیار خود بدست او دهی
روز و شب در نور ارشادش همی رو راه را | تا قدم از ظلمت آباد بدن بیرون نهی

از مولوی

قصر چیزی نیست ویران کن بدن | گنج در ویرانی است اے میر من
آن نمی بینی که در بزم شراب | مست آنگه خود شود کو شد خراب

شاه نعمت الله (دیوان ص ۳۸)

مستیم مدام در خرابات | رندانه حریف اولیا ما

حافظ

گر بود عمر بمیخانه روم بار دگر | بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر

شاه نعمت الله (دیوان ص ۳۸)

سر زلفش بدست ما افتاد | می نماید مو بمو ما را

از سنائی

زلف را شانه زدی باز چه رسم آوردی | کفر درهم شده را پردهٔ ایمان کردن

شاه نعمت الله (دیوان ص ۳۹)

جام گیتی نماست[۲] سید ما | جان و جانان ماست سید ما

از عراقی

در جام جهان نمای اول | شد نقش همه جهان مشکل
جام از مے عشق بر تر آمد | گشت اینهمه نقشها ممثل

(دیوان ص ۳۹)

۱۔ زلف کنایت از مرتبت امکانیه است از کلیات و جزدیات و معقولات و محسوسات وارواح و اجسام و جواهر و اعراض و گاہے کنایت از ظلمت کفر است ۲۔ مراد باطن مرد خدا وانسان کامل است۔

شاه نعمت اللہ

مست و رند و لا ابالی در جہاں افتادہ ایم

بر در میخانہ خمار[1] سر بنہادہ ایم

عاقلی بودم بعشق یار دیوانہ[2] شدم — آشنائی یافتم از خویش بیگانہ شدم

از مولوی

وقت آں شد کہ بزنجیر تو دیوانہ شویم — بند را برگسلیم از ہمہ بیگانہ شویم

شاہ نعمت اللہ — (دیوان شاہ صہ ۴۴۰)

پیر خرابات عشق یار عزیز منست — شیخ[3] مبارک نفس پیر خجستہ قدم

از مولوی

شیخ نورانی ز رہ آگہ کند — با سخن ہم نور را ہمرہ کند

(دیوان شاہ صہ ۴۳۹)

شاہ نعمت اللہ

مستیم و خراب و مے پرستیم — پنہاں چہ کنیم مست مستیم

از فرحت شیرازی

ما مے زدگان سرخوش و دیوانہ و مستیم — پوشیدہ چہ گوئیم ہمینم کہ ہستیم

شاہ نعمت اللہ — (دیوان صہ ۳۹۵)

دل بدلبر جاں بجاناں دادہ ایم — بستہ او و ز ہمہ آزادہ[4] ایم

(دیوان صہ ۶۴۳)

---

[1] خمار پیران کامل و مرشد واصل را گویند و نیز احتجاب و محجوبیت بحجب عزت و ظاہر شدن پردہ ہائے کثرت بر رُخ وحدت و ایں مقام تلوین سالک است [2] دیوانگی در اصطلاح صوفیہ مغلوبی عاشق را گویند [3] شیخ در اصطلاح صوفیہ انسان کامل را گویند کہ در علوم شریعت و طریقت و حقیقت کامل شدہ باشد و ساقی گویند شیخ نائب نبی است و شیخ باید در مرید تصرف کند و آئینہ دل او را صاف کند [4] آزادی و آزادگی مقام محویت عاشق از ذات و صفات خود در ذات و صفات معشوق است و مقام حیرت را نیز گویند

شاہ نعمت اللہ

عاشقانہ در خرابات مغانؑ — رو بدرگاہ مغاں بنہادہ ایم

از عراقی

اسرار خرابات بجز مست نداند — ہشیار چہ داند کہ دریں کوئے چہ راز است

از حافظ

در خرابات[۲] مغاں نور خدا می بینم — ایں عجب بیں کہ چہ نوری زکجا می بینم

کیست دردی کش ایں میکدہ کہ درش — قبلہ حاجت و محراب دعا می بینم

(دیوان ص۶۴۳)

شاہ نعمت اللہ

مقدم ما مبارک است بحال — ذوق[۳] ما میرسد دریں مقدم

از مولوی

ذوقی کہ زخلق آید زاں ہستی تن زاید — ذوقی کہ زخلق آید زاید دل جانای جان

(دیوان ص۶۴۱)

شاہ نعمت اللہ

تو از مئی گشتہ مخمور و من سرمست ساقیم

ترا چیزے اگر داند و من چیزے دگر دارم

از سعدی

من خود ای ساقی ازیں ذوق کہ دارم مستم — تو بیک جرعہ دیگر ببری از دستم

ہر چہ کوتہ نظرانند بسر ایشاں پیمائی — کہ حریفاں زمل و من زتامل مستم

نمونہ کلام جامی منتخب از تحفۃ الاحرار جامی معہ ترجمہ پیش ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — ہست صلائے سر خوان کریم

۱؎ خرابات مقام وحدت است، از جہت آنکہ مرتبہ محو و فنا نقوش و اشکال است از جہاں بے مثالی است و منزہ از جمیع صور است خواہ حسی و خواہ مثالی ۲؎ خرابات مغاں مقام وصل و اتصال را گویند کہ واصلان باللہ از بادۂ وحدت سرمست کند ۳؎ ذوق نزد صوفیہ اول درجہ شہود را گویند و ذوق را مرتبہ کالمقرب گویند۔

Marfat.com

دکریم کے دسترخوان کا بلاوا — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے)
فیض کرم خوان سخن ساز کرد — پردہ ز دستان کہن باز کرد
(ازلی فیض نے سخن کا دسترخوان بنایا — اور پرانے وقایع کو ظاہر کر دیا)
(تحفۃ الاحرار مترجمہ سید شاہ کلیم اللہ حسینی نعمت اللہی ص۲)

مناجات

اے صفت خاص تو واجب بذات — بستہ بتو سلسلۂ کائنات
(اے خدا تیری خاص صفت واجب الذات ہے — کائنات کا سلسلہ تجھ سے ہی وابستہ ہے)
گر نرسد قافلہ بر قافلہ — فیض تو برہم زند این سلسلہ
(اگر تیرا فیض قافلہ در قافلہ نہ پہنچے — تو یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے)
کون و مکان شاہد جود تو اند — حجت اثبات وجود تو اند
(کون و مکان تیری بخشش کے گواہ ہیں — اور تیری ذات کے اثرات کی دلیل ہیں)
دائرہ چرخ مدار از تو یافت — مرحلۂ خاک قرار از تو یافت
(تجھ سے ہی آسمان کے دائرہ نے گردش پائی — تجھ سے ہی زمین کی منزل نے آرام پایا)

نعت

اختر برج شرف کائنات — گوہر درج صدف ممکنات
(آنحضرت کائنات کے برج شرف کا ستارہ ہیں — ممکنات کے سبب کی ڈبی کا موتی ہیں)
(تحفۃ الاحرار ص۴-۵)

نمونہ کلام شمس الدین مغربی المتوفی ۸۰۹ھ ہمعصر شاہ صاحبؒ

ہر ذرہ ز نور مہر رویت — خورشید صفت شد آشکارا
ای مغربی بحدیث بگذار — بر دو جہان مکن ہویدا
ای مغربی آفاق پر از ولولہ گردد
سلطان جہانم چو زند خیمہ بصحرا (دیوان مغربی ص۳۹۱)

غزل مغربی

گاہ ماہی وگہ شمائی تو | می نگوئی چنیں چرائی تو
ہر زماں کسوت دگر پوشی | بلباسی وگر برآئی تو
ہیچ کس مرترا نیاورداست | خود بخود آمدی خدائی تو
گرچہ بیگانگی کنی گر وگاہ | نہ تو بیگانہ کاشنائی تو
دائمت کز جہاں نہ لیکن | می ندانم کہ ازکجائی تو
جز توکس نیست تا ترا بیند | زچہ برقع نمی کشائی تو
زاں کس نیستی کہ زان خودی | گرچہ ہم او و ہم شمائی تو
رنگہائے عجب برآمیزی | رنگہائے عجب نمائی تو

مغربی تو ترا نمیدانی
بحقیقت بدانکہ مائی تو

(دیوان مغربی ص ۴۳، ۴۷)

مختصر حالات معہ نمونہ کلام امیر حسین (میر سادات حسینی) شاہ صاحبؒ کے ہمعصر یا قریب العہد تھے۔

"شیخ بہاء الدین ذکریا کے مریدانِ صادق الاخلاص اور امیر حسین کے نام قوم سادات سے ہیں۔ اوّل مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان میں پہنچکر مرید ہوئے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہنچا کر فارغ التحصیل ہوئے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید میں قدم رکھا اور مال دنیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دے کر ملتان میں آئے اور شیخ کے مریدوں کی سلک میں منتظم ہوئے اور تین برس ان کی خدمت میں رہ کر بہت کمال حاصل کیے اور اکثر کتب نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہیں اور شیخ بہاء الدین ذکریا اور ان کے فرزند شیخ صدر الدین عارفؒ

کی مدح کتاب کنز الرموز میں کہی ہے۔ ابیات :۔

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا
واصل حضرت ندیم کبریا

مفخر ملت بہارِ شرع و دین		جانِ پاکش منبع صدق و یقین
از وجود او بہ نزد دوستان		جنت الماوا شدہ ہندوستان
من کہ رواز نیک واز بد نا فتم		این سعادت از قبولش یافتم
رخت ہستی چوں برون برداز درمیان		کرد پرواز ہما بر آشیان
آن بلند آوازۂ عالم پناہ		سرورِ عصر افتخارِ صدر گاہ
صدر دیں و دولت آں مقبول حق		نہ فلک برخوان جودش یک طبق

اور میر حسینی چھٹی شوال ۷۱۸ھ سات سو اٹھارہ ہجری میں ہرات میں فوت ہوئے۔" (تاریخ فرشتہ (اردو) جلد دوم ص ۵۵۱)

مثنوی کنز الرموز "میر سادات حسینیؒ" مطبوعہ در مطبع مفید دکن واقع چھتہ بازار حیدر آباد (دکن)، کے ص ۸ و ۹ پر مذکورہ بالا کلام و دیگر مثنویات (۱) "لسان العارفین صوفی سرمد" ۲۔ مثنوی مرۃ المعانی جمال الدین معنوی ۳ مثنوی عشقیہ فرید الدین عطارؒ معنوی کے ساتھ موجود ہے اس میں حسب ذیل اشعار کا اضافہ ہے۔

سالکاں را علمش استاد اند		قدوۂ ابدال و اوتاد آمدہ
رحمت عالم دِل آگاہ او		چوں پیمبر استقامت راہِ او
نوش دارو ے دِل ہر دردمند		قدر او چوں ہمت او سر بلند
ملک دنیا بروۂ دیں یافتہ		در بقائے صدق تمکیں یافتہ

از مئے وحدت لبالب جام او
در فضائے قدس باد آرام او

امیر حسینی کے تفصیلی حالات کتاب انوارِ اصفیا (مرتبہ ادارہ تصنیت

ذنالیف (پبلشرز شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) کے صفحہ ۲۴۳ پر ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔ اس میں درج ہے کہ آپ کے مندرجہ ذیل شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۷۲۹ھ تک زندہ تھے۔

درہفت صدو بست و نہ ز ہجرت
گشت آخر ایں کتاب ختمت[1]

کلام میر سادات حسینی

میر سادات حسینیؒ ہمعصر شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے کلام کا نمونہ شاہ صاحبؒ کے عقد کے ضمن میں میر سادات حسینیؒ کا ذکر آچکا ہے۔ ذیل میں آپ کے کلام کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے جو آپ کی مشہور تصنیف "مثنوی کنز الرموز" سے لیا گیا ہے یہ اس دور کے کلام کا نمونہ ہے۔ حمد باری تعالےٰ۔

پر نوا و داد مارا خرّمی
ورنہ چندیں چیست اصل آدمی

(مثنوی کنز الرموز ص ۳)

مناجات حضرت باری جلّ و علا

غافلم از کار و عقلم دادہ
میگریزانم تو در بکشادہ

اے امید نا امیداں کوے تو
ہر دو عالم را اشارت سوے تو

پیش ازاں کز تن توانائی رود
رحمتے کن گر نہ رسوائی رود

دانشم از عالم تحقیق بخش
بر طریق مصطفےٰ توفیق بخش

(مثنوی کنز الرموز ص ۴)

فی نعت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ کونین ختم المرسلین
صدر عالم رحمت للعالمین

---

[1] فہرست کتب خانہ شاہ اودھ ص ۴۰۳ بحوالہ "بزم صوفیہ"۔

ذات او مقصود کونین آمده　　مسندا و قاب قوسین آمده
بادشاہ ملک روحانی ہمہ　　مخزن اسرار ربانی ہمہ
چرخ دیں را آنکہ قطب اعظم است
الحق آں شیخ الشیوخ عالم است
(مثنوی کنز الرموز ص ۸)

فی صفت العشق وبیانہ گوید

پرتو عشق آمد ایں افسانہ نیست　　آشنا داند کہ ایں بیگانہ نیست
عشق را یکساں نماید کفر و دیں　　عشق را نبود غم شک و یقیں
عشق غواصی است در دریائے حق　　مرکبش روح است در صحرائے حق
در حقیقت حل مشکلہا ست عشق　　صیقل آئنہ دلہا ست عشق
عقل گوید جبہ و دستار پوش　　عشق گوید خانۂ خمار نوش
عقل میگوید پریشانی مکن　　عشق میخندد کہ نادانی مکن
عقل گوید کار سازی میکنم　　عشق گوید پاکبازی میکنم
عقل گوید کہ خدائی میکنم　　عشق گوید بادشاہی میکنم
ہر چہ در فہم تو آید آں توئی　　برگذر کاینجا نمیگنجد دوئی
عشق بنود پیشۂ ہر بوالہوس
عشق را ہم عاشقاں دانند بس
(مثنوی کنز الرموز ص ۱۸)

فی بیان التوحید

نفی کن اثبات ہر موجود را　　تا بدانی ہستی معبود را
چوں یقیں شد کافرینندہ خدا ست　　ذات پاکش را مگو چون و چرا ست

حضرت او برتر از حدّ و مثال — در نگنجد صورت و وہم و خیال
او بجز ہست و ہمہ ہستی از وست — نیست آمد ہر چہ آمد جملہ اوست
ذات او را نیست نقصان و زوال — نے سکون و نے تحرّک را مجال
در کمال لایزالی کامل است — بے جہت ہر جا کہ جوئی حاصل است
تا ندانی ہر کہ رفت آنجا رسید — با کسے کو دیدہ دارد او بدید

(مثنوی کنز الرموز ص ۲۵-۲۶)

فی بیان المعرفت

چوں بوحدت در گذشتی از دوئی — عارف اسرار توحیدش توئی
کس نداند شرحِ حالِ معرفت — عاجزی آمد کمالِ معرفت
معرفت اصل شناسائی بود — چشمِ دل را نور بینائی بود
عارف از خود ہیچ کارے بر نساخت — زانکہ حق را جز بحق نتواں شناخت
عارف اندر حال خود گشتہ جدا — از امید و بیم و از فقر و غنا
اے یگانہ چند ازیں نقش دوئی — طالب خود شو کہ ایں جملہ توئی
در طریق معرفت نائی درست — تا تو خود را باز نشناسی نخست

(مثنوی کنز الرموز صفحہ ۲۷-۲۸)

فی بیان القلب

دِل چہ باشد مخزنِ اسرارِ حق — خلوت جاں بر سر بازار حق
دل امین بارگاہِ محرمی است — دل اساسِ کارگاہِ آدمی ست
دل پذیرفت آنچہ عالم بر نیافت — دل بداست آنچہ عرشش در نیافت
ہر کہ او غواص دریائے دل است — صد ہزارش دُرِّ معنی حاصل است
گر ترا معنیِ دل حاصل شود — آں زباں دل در وجودت دل شود

Marfat.com

آسمانِ دل چو آمد در وجود — آفتاب جان درو تابان نمود

(مثنوی کنز الرموز ص ۳۰-۳۱)

فی بیان العقل

اے زنورِ عقل گشتہ بہرہ مند — در ہمہ عالم بدانش سر بلند

از درِ حق ہیچکس مہجور نیست — ہر کرا عقل آمدا و معذور نیست

آدمی بے عقل دانائی نیافت — معرفت بے او توانائی نیافت

روز و شب در قلعۂ دل پاسبان — روح بے او ہمچو طفلِ ناتوان

چوں بنورِ شرع بینا گشت عقل — از ورائے ملک دانا گشت عقل

یفعل اللہ ما یشاء وصف خداست — ہر چہ خواہد میکند او را رواست

چوں بدانی قدرت فعال را — علت و آلت گلو افعال را

ایں حکایتہا نیامد سر سری — تا بپائے عقلت ایں رہ نسپری

(مثنوی کنز الرموز ص ۳۲ تا ۳۵)

فی بیان التصوف

ساقیا مئے دہ کہ بزم آراستم — مست گشتم من زجاں برخاستم

صوفیانِ صاف را آوازہ دہ — عرشیاں را شربتِ دمساز دہ

ہیچ راہے از تصوف پیش نیست — چار حرف اندر تصوف بیش نیست

توبہ و صدق است شرط او وفا — پس فنا کردن فنا اندر فنا

اولش فقر است و صدق و افتخار — آخرش تسلیم و ترک اختیار

علم تحقیق از دل آگاہ گیر
شارعِ شرع رسول اللہ گیر

(مثنوی کنز الرموز ص ۳۵-۳۶)

فی بیان مقام الورع

کم نشین در صحبت ہر نیک و بد — تا بیابی معدن مقصود خود
یکدم از یاد خدا غافل مباش — درغم و اندوہ آبِ گل مباش

(مثنوی کنز الرموز ص ۴۲)

فی بیان مقام التوکّل

تکیہ بر امید و بیم خود مدار — فضل حق داں ہم پناہ و ہم مدار
چوں تو روئے از غیر حق برتافتی — نقد اسرار توکل یافتی

(مثنوی کنز الرموز ص ۴۷)

Marfat.com

نمونہ کلام حضرت لال شہباز قلندرؒ

نمونہ کلام حضرت سید عثمان مروندی سخی لال شہباز قلندرؒ متوفی سنہ ۷۳۴ھ مطابق ۱۳۳۲ء بعمر ۱۱۲ سال۔ مدفن سہون شریف صوبہ سندھ پاکستان آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے ہم عصر عالی مرتبت شاعر اور بلند پایہ صوفی تھے۔

زعشقِ دوست ہر ساعت درونِ نار می رقصم
گہی در خاک می غلطم، گہی بر خار می رقصم
بیا اے مطربِ مجلس، سماعِ ذوق را در دہ
کہ من از شادیٔ وصلش قلندر وار می رقصم
شدم بدنام در عشقش بیا اے پارسا اکنوں
نمی ترسم ز رسوائی، بہر بازار می رقصم
منم عثمانِ مروندی کہ یارِ خواجہ منصورم
ملامت می کند خلقی، و من بر دار می رقصم

○

رسیدم من بدریائی کہ موجش آدمی خوار است
نہ کشتی اندراں دریا نہ ملاحی عجب کار است
شریعت کشتی باشد و طریقت بادبانِ او
حقیقت لنگری باشد کہ راہِ فقر دشوار است
چو آبش جملہ خوں دیدم بترسیدم ازیں دریا
بدل گفتم چرا ترسی گذر باید کہ ناچار است
ندا از حق چنیں آمد مگر ترسی زجانِ خود؟
ہزاراں جانِ مشتاقاں دریں دریا نگوں سار است
ایا عثمان مروندی سخن با پردہ داری گو
نیابی درجہاں یاری جہانی پُر ز اغیار است

Marfat.com

"مجمع الاشعار"

فہرست (۱۲۵) قلمی رسالہ جات فارسی مصنفہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ جو "مجمع الاشعار" سے موسوم اور مخطوطہ مشمولہ نمبر (۱۰۸) فن تصوف اسٹیٹ لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) حیدرآباد دکن میں محفوظ ہیں۔

سلسلہ	عنوان رسالہ	صفحات	زبان
۱	شرح المعات	۲ تا ۳۲	فارسی
۲	نوربہ جامع الانوار	۳۲ تا ۶۵	"
۳	رسالہ سوال وجواب از خصوص	۵۶-۶۰	"
۴	شریعۃ الشہود	۶۰-۶۰	"
۵	منازل اسماء الہیہ	۶۱-۶۲	"
۶	تشریح اسماء الہیہ	۶۲-۶۳	"
۷	نور السموات والارض	۶۳-۶۹	"
۸	ہمہ وست	۶۹ تا ۷۰	فارسی
۹	محنت	۷۰ تا ۷۲	"
۱۰	دربیان نکات مراتب	۷۲ تا ۷۶	"
۱۱	سوال وجواب ترمذی وشیخ اکبر	۷۶ تا ۸۱	"
۱۲	بیان فیض	۸۱ تا ۱۰۰	"
۱۳	حج وصوم	۱۰۰ تا ۱۰۳	"
۱۴	اصطلاحات	۱۰۳ تا ۱۴۵	فارسی
۱۵	تحقیق	۱۴۶ تا ۱۵۵	"
۱۶	شرح اسرار ذات	۱۵۵ تا ۱۵۶	"
۱۷	دائرہ	۱۵۶ تا ۱۶۳	"
۱۸	اعیان ثابتہ	۱۶۳ تا ۱۶۵	"
۱۹	مہدویہ	۱۶۵ تا ۱۶۷	"
۲۰	خلوت	۱۶۷ تا ۱۶۸	"
۲۱	نفس امارہ	۱۶۸ تا ۱۶۹	"
۲۲	عینیت	۱۶۹ تا ۱۷۰	"
۲۳	رموز	۱۷۰ تا ۱۷۵	"
۲۴	اصول	۱۷۶ تا ۱۷۸	"
۲۵	الغیبت	۱۷۸ تا ۱۷۹	"
۲۶	رسالہ آلوجود	۱۸۰ تا ۱۸۱	"
۲۷	" عام	۱۸۱ تا ۱۸۳	"
۲۸	مجمع الاسرار	۱۸۳ تا ۱۸۶	"
۲۹	رسالہ رب	۱۸۶ تا ۱۸۷	"

Marfat.com

٣٠۔ 〃 حسینہ نکات ١٨٧ تا ١٨٩ 〃
٣١۔ 〃 ذات وحقیقت ١٨٩ تا ١٩٢ 〃
٣٢۔ 〃 دربیان حواس ١٩٢ تا ١٩٤ 〃
٣٣۔ 〃 نفس ونکات ١٩٤ تا ٢٠١ 〃
٣٤۔ 〃 برازخ ٢٠١ تا ٢٠٥ 〃
٣٥۔ رسالہ مجمع اللطائف ٢٠٥ تا ٢٠٦ 〃
٣٦۔ مختصر در تقرب ٢٠٦ تا ٢٠٦ 〃
٣٧۔ رسالہ حقیقت ٢٠٦ تا ٢٠٨ فارسی
٣٨۔ 〃 رویتہ الشہود ٢٠٦ تا ٢٠٦ 〃
٣٩۔ 〃 یقین ٢٠٦ تا ٢٠٦ 〃
٤٠۔ نکات قصد ارادت ٢٠٦ تا ٢٠٨ 〃
٤١۔ مختصر غیبت ٢٠٨ تا ٢٠٨ 〃
٤٢۔ انا اعرف مخلف الخلق ٢٠٨ تا ٢٠٨ 〃
٤٣۔ مختصر صوبتہ ٢٠٨ تا ٢٠٨ 〃
٤٤۔ دربیان سر ٢٠٩ تا ٢٠٩ 〃
٤٥۔ اعتقد الخیرات ٢٠٩ تا ٢١٠ 〃
٤٦۔ دربیان خلافت ٢١٠ تا ٢٣٠ 〃
٤٧۔ فرق بین الوحی والہام ٢٣٠ تا ٢٣٣ 〃
٤٨۔ وجود ٢٣٣ تا ٢٣٣ 〃
٤٩۔ الہامات ٢٣٤ تا ٢٤١ 〃
٥٠۔ حرف اول ٢٤١ تا ٢٤٣ 〃
٥١۔ رسالہ الغامات ٢٤٣ تا ٢٥٢ 〃
٥٢۔ 〃 ہدایت ٢٥٢ تا ٢٥٨ 〃
٥٣۔ 〃 حرف ثانی ٢٥٨ تا ٢٦٥ 〃
٥٤۔ 〃 روحیہ ٢٦٥ تا ٢٦٦ 〃
٥٥۔ 〃 روح ٢٦٦ تا ٢٦٦ 〃
٥٦۔ 〃 دربیان رحمۃ ٢٦٧ تا ٢٦٨ 〃
٥٧۔ 〃 حکم وظہور ٢٦٩ تا ٢٦٩ 〃
٥٨۔ رسالہ اسماء حکم الہیہ ٢٦٩ تا ٢٧٠ فارسی
٥٩۔ 〃 نورانیہ مکانیہ ٢٧١ تا ٢٧٢ 〃
٦٠۔ 〃 درحقیقت محمدؐ ٢٧٢ تا ٢٧٩ 〃
٦١۔ 〃 جام اللطائف ٢٧٩ تا ٢٨٢ 〃
٦٢۔ 〃 حورانیہ ٢٨٢ تا ٢٨٤ 〃
٦٣۔ 〃 〃 زمانی ٢٨٤ تا ٢٨٦ 〃
٦٤۔ 〃 توحید ٢٨٦ تا ٢٨٨ 〃
٦٥۔ 〃 نکات ٢٩٨ تا ٢٩٢ 〃
٦٦۔ 〃 امانات ٢٨٨ تا ٢٩٠ 〃
٦٧۔ حقیقت محمدیہ ثانی ٢٩٢ تا ٢٩٤ 〃
٦٨۔ مقادم خمسہ ٢٩٤ تا ٢٩٥ 〃
٦٩۔ اعیان ثابتہ ٣٠٣ تا ٣٠٦ 〃
٧٠۔ 〃
٧١۔ فرض موعودہ ٣٠٦ تا ٣٠٧ 〃
٧٢۔ تخلیق آدم ٣٠٨ تا ٣١٠ 〃
٧٣۔ معرفت کبیر ٣١٠ تا ٣٦٠ 〃

۷۴-	" صغیر	۳۱۶ تا ۳۱۸	"
۷۵-	صوم وتلاوت وحج وجہاد	۳۱۹ تا ۳۲۰	"
۷۶-	تصوف	۳۲۱ تا ۳۲۴	"
۷۷-	حوریہ	۳۲۵ تا ۳۲۷	"
۷۸-	جاروبیہ	۳۲۸ تا ۳۲۹	"
۷۹-	طالبین	۳۳۰ تا ۳۳۰	"
۸۰-	فقہ	۳۳۱ تا ۳۳۱	فارسی
۸۱-	کمال بلوغ و بلوغ کمال	۳۳۲ تا ۳۳۲	"
۸۲-	شرح سوال لمتل	۳۳۳ تا ۳۳۵	"
۸۳-	دربیان فقہا	۳۳۵ تا ۳۵۵	"
۸۴-	نقوش خصوص	۳۵۵ تا ۳۶۶	"
۸۵-	دربیان	۳۶۶ تا ۳۷۵	"
۸۶-	رسالہ وجود	۳۷۵ تا ۳۷۶	عربی
۸۷-	شرح ھوالاول	۳۷۶ تا ۳۷۷	"
۸۸-	تشریح الہیہ	۳۷۷ تا	"
۸۹-	کتاب العزیز	۳۷۸ تا ۳۷۸	"
	دررہ حق		
۹۰-	نورالقدس	۳۷۹ تا ۳۸۰	"
۹۱-	احب اللہ	۳۸۰ تا ۳۸۰	"
۹۲-	ذوق	۳۸۱ تا ۳۸۸	فارسی
۹۳-	وجود باری تعالےٰ	۳۸۸ تا ۳۹۰	"
۹۴-	روح الارواح	۳۹۱ تا ۳۹۳	"
۹۵-	حقیقت الہ	۳۹۳ تا ۳۹۵	"
۹۶-	اسماء الہی	۳۹۵ تا ۳۹۵	"
۹۷-	عست مال	۳۹۵ تا ۴۰۲	"
۹۸-	رسالہ وجود اربع	۴۰۲ تا ۴۱۴	"
۹۹-	مکاشفات	۴۱۴ تا ۴۲۵	"
۱۰۰-	تعریفات	۴۲۵ تا ۴۳۳	"
۱۰۱-	رسالہ ثانی	۴۳۳ تا ۴۴۶	"
۱۰۲-	برازخ ثانی	۴۴۶ تا ۴۵۴	فارسی
۱۰۳-	حروف منفصات	۴۵۴ تا ۴۵۵	"
۱۰۴-	تحقیقات حروف	۴۵۵ تا ۴۵۹	"
۱۰۵-	رسالہ صیاد	۴۶۰ تا ۴۶۳	"
۱۰۶-	" ذوقیہ	۴۶۳ تا ۴۶۴	"
۱۰۷-	" خیالیہ	۴۶۴ تا ۴۶۹	"
۱۰۸-	" نکات ثانی	۴۶۹ تا ۴۷۵	"
۱۰۹-	" ذوقیہ ثانی	۴۷۵ تا ۴۸۰	"
۱۱۰-	" فیوضات	۴۸۰ تا ۴۸۳	"
۱۱۱-	" توحید	۴۸۳ تا ۴۸۹	"
۱۱۲-	تحقیقات	۴۹۰ تا ۴۹۲	"
۱۱۳-	رسالہ سوال وجواب	۴۹۲ تا ۴۹۴	"
۱۱۴-	منازل الاولیاء	۴۹۴ تا ۵۱۲	"
۱۱۵-	رسالۃ الصحت	۵۱۳ تا ۵۱۵	"
۱۱۶-	رسالہ فاتحہ	۵۱۵ تا ۵۲۰	فارسی
۱۱۷-	" اخلاص	۵۲۰ تا ۵۲۲	"

Marfat.com

۱۱۸۔ " تسبیح ۵۵۲ تا ۵۲۲ "
۱۱۹۔ " نسبت خرقہ ۵۲۲ تا ۵۲۳ "
۱۲۰۔ " توکل ۵۲۳ تا ۵۲۴ "
۱۲۱۔ " مفتاح المسلمین ۵۲۴ تا ۵۲۷ "
۱۲۲۔ " فرق الفاتحہ ۵۲۷ تا ۵۴۴ "
۱۲۳۔ " ولایت و نبوت ۵۴۲ تا ۵۴۴ "
۱۲۴۔ " مستحبات ۵۴۴ تا ۵۴۶ "
۱۲۵۔ " دربیان حضرت رسالت ۵۴۶ تا ۵۵۶ "

(مخطوط جناب م۔ع علوی صفحہ ۵۴۔۵۵)

میں نے جنوری ۱۹۷۵ء میں اسٹیٹ لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) حیدرآباد دکن میں یہہ مخطوطہ رسالے دیکھے ان میں سے رسالہ جات نمبر ۹۷۔ ۹۸۔ ۱۱۴۔ ۱۲۳ بلحاظ نوعیت مضامین کے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہہ تمام نادر و نایاب رسالے اس قابل ہیں کہ ان کو طبع کرایا جاتے ورنہ اگر یہہ مخطوطہ رسالے کرم خوردہ و تلف ہوجائیں تو تصوف و عرفان کے ایک لاثانی خزانہ و ورثہ سے ہم ہمیشہ کے لئے محروم ہوجائیں گے۔ شاہ صاحب کے ایک بہت عقیدتمند بزرگ کو جو حیدرآباد دکن میں مقیم ہیں۔ ان رسالوں کو شائع کرانے کی جانب بالمشافہ توجہ دلائی گئی ہے۔

یہہ (۱۲۵) رسالے "مجمع الاشعار" کے نام سے موسوم اور (۵۵۶) صفحات پر مشتمل ہیں۔ زبان شستہ اور بامحاورہ اور خط نہایت اچھا ہے سرورق پر "ملّا مہدی" کے نام کی مہر ثبت ہے۔

ایک رسالے کے دو صفحات پر علم ہیئت و فلکیات کے خاکے بھی بنے ہوتے ہیں آخر میں یہہ شعر درج ہے۔

نہ سپس ہمی شوند ولے کم
واللہ اعلم تمت الرسالہ

وصال

حضرت سید نورالدین شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا وصال بتاریخ ۲۵ رجب المرجب ۸۳۴ھ مطابق ۱۴۳۰ء قصبہ ماہان میں ہوا۔ جو شہر کرمان (ایران) سے تقریباً ۲ میل دور ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر ۱۰۴ سال تھی۔ سرسائیکس[1] نے آپ کی وفات ۸۳۴ھ مطابق ۱۴۳۰ء میں ہونا بیان کیا ہے اور عمر ۱۰۰ سال لکھی ہے۔ تاریخ پیدائش ۷۳۰ھ مطابق ۱۳۳۰ء لکھی ہے۔ اس بنا پر سنہ ہجری کے لحاظ سے آپ کی عمر ۱۰۴ سال ہوتی ہے۔ شاہ صاحبؒ کے مطبوعہ دیوان (طہران) کے دیباچہ میں مذکور ہے کہ آپ کی عمر آپ کے مندرجہ ذیل قطعہ کے لحاظ سے ۹۷ سال ہوگی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ بعضوں نے ۱۰۴ سال کی عمر بتائی ہے۔ قطعہ

نود و ہفت سال عمر خوشی
بندہ را داد حیّ پایندہ
گرچہ امسال ہست سال زران
تا چہ زائد ز سال آئندہ

(دیوان شاہ نعمت اللہ دیباچہ ص ۲۰)

اس کے بعد شاہ صاحبؒ نے مندرجہ ذیل اشعار میں اپنی عمر کے ایک سو سال گزر جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بہت سے تلامذہ تھے جو ہمیشہ اپنے استاد کے گرد جمع رہتے تھے۔

○

نعمت اللہ جہاں بجانان داد و رفت
بر در میخانہ مست افتاد و رفت
آفتابے از قمر بستہ نقاب
آں نقاب از روئے خود بکشاد و رفت

---

[1] پی۔ ایم۔ سائیکس "ایٹ ایرس ان ایران" ص ۱۴۸

بود استادے و شاگردش بسے | گرد شاگرداں ہمہ استاد رفت
درخرابات مغاں مست و خراب | سر بپائے خم مئے بنہاد و رفت
او خلیفہ بود در بغداد دیں | رخت را بربست وازبغداد رفت
عارفانہ درجہاں صد سال بود | چونکہ غافل بود جان برباد رفت

سید ما بود ظاہر شد نہاں
بندگان را جملہ کرد آزاد رفت

(کلیات شاہ نعمت اللہ ولیؒ مخطوطہ ۱۳۰ بحوالہ مخطوطہ م.ع. علوی صاحب ص ۳۹)

آپ کا سنہ وفات ۸۳۴ھ اور عمر ۱۰۴ سال بتائی گئی ہے پھر یہ بھی لکھا گیا ہے کہ آپ کی عمر ۱۰۲ سال اور حتمی روایت کے لحاظ سے ۱۱۴ سال بتائی گئی ہے (رسالہ تلاش فارسی شمارہ ۴۴ سنہ ۱۳۵۱ مطبوعہ طہران۔ ص ۱۵)

مولف مجمع الفصحا نے آپ کی عمر ۱۰۵ سال بتائی ہے اور "عارف اسرار وجود"[1] سے سنہ وفات نکالا ہے اور پھر لکھا ہے کہ چونکہ ابجد کے حساب سے اس جملہ کے اعداد (۱۰۲) ہوتے ہیں اس لئے یہی عمر صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (رسالہ تلاش مذکورہ صدر)

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی شاہ صاحبؒ کا بیحد معتقد تھا جس کا تفصیلی ذکر اس سے قبل آچکا ہے سلطان مذکور کے عالی شان گنبد موقوعہ محمد آباد (بیدر دکن) میں طلائی حروف میں شاہ صاحبؒ کا سنہ وفات ۸۳۴ھ اس طرح درج ہے میں نے خود بھی اس کو دیکھا ہے۔

آنکہ روشن تر از خورشید و ماہ است | شاہ کونین نعمت اللہ است
قدوۂ دودمانِ آلِ عبا است | زندۂ خاندان صدق و صفا است
آنکہ مفتاح باب فردوس است | نقل او "آفتاب فردوس" است

اس مستند کتبہ کے لحاظ سے شاہ صاحبؒ کا سنہ وفات ۸۳۴ھ ثابت ہوتا ہے

---

[1] "عارف اسرار وجود" سے ۸۳۲ھ برآمد ہوتے ہیں (محمد ایوب قادری)

Marfat.com

چونکہ مستند تواریخ میں آپ کا سنہ ولادت ۷۳۰ھ درج ہے۔ اس لئے آپ کی عمر بلاشبہ ۱۰۴ سال قرار پاتی ہے۔

شاہ صاحبؒ کے وصال کا سنہ تاریخ نامہ دکھنی (مخطوطہ) مصنفہ "حسن" میں صفحہ ۱۶۳ پر اس طرح درج ہے۔

اتھے خوب شاہ نعمت اللہ ولی	کرے یادِ حق کوں خفی و جلی
رجب کا تج مہینہ انوں پائے ہیں	پچیسویں کر کے سب بھائے ہیں
اگر توں ڈھونڈے گا انوں کا تج وصال
اتھے آٹھ سو تیس پر چار سال
۸۳۴ھ

(مخطوطہ م .ر ع . علوی صاحب ص ۱)

کتاب "رہبران طریقت و عرفان" مولفہ جناب حاج مرزا محمد باقر سلطان گنابادی مطبوعہ طہران میں ص ۱۸۳ پر مذکور ہے کہ شاہ صاحبؒ کا وصال ۸۳۴ھ میں قصبہ ماہان میں ہوا جب کہ آپ کی عمر ۱۰۴ سال تھی آپ ۷۴ سال تک مسند قطبیت پر رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔

"حضرتش متجاوز از یکصد سال عمر یافت
و ہفتاد و چہار سال آنرا مستقلاً بر مسند قطبیت
و ارشاد عباد متمکن و بہدایت طالبان حقیقت
اشتغال داشت' در سال ہشتصد و سی و چہار
خلافت و جانشینی خود را بفرزند ارجمندش
سید برہان الدین خلیل اللہ تفویض و وی را
مامور تربیت سالکان و مراقبت و حفاظت
خانقاہ و مریداں فرمود و خود رخت بعالم بقا کشید و
در ماہان در مزار منیرکی کہ اکنون مطاف عارفان
و درویشان است مدفون گردید رحمۃ اللہ علیہ"

---

(۱) تاریخ نامہ دکھنی بزبان دکنی کتب خانہ آصفیہ (اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن حوالہ نمبر کتاب (۴۷۴۵)

Marfat.com

مقبرہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ

شاہ صاحبؒ کا مقبرہ قصبہ ماہان میں واقع ہے۔ یہہ قصبہ شہر کرمان (ایران) سے تقریباً ۲۰ میل دور ہے مقبرہ نہایت خوش وضع بنایا گیا ہے جو ایرانی فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ سر سائکس نے مقبرہ کی تصویر دے کر عمارت کی تعریف کی ہے۔ اس کی تحریر کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

دور سے نیلگوں گنبد بہت خوبصورت نظر آتا ہے لیکن احاطہ میں داخل ہونے کے بعد بعض بڑے درختوں نے گنبد کو ڈھانک دیا ہے۔ صحن میں درختوں کا سایہ، پانی کے چشمے اور نیلے ٹاتیلیس کا فرش یہہ سب دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔ مقبرہ کی اندرونی دیواریں مرمت طلب پائی گئیں گنبد میں ایک قدیم اور عمدہ قالین بچھائی گئی ہے جو شاہ عباس کی جانب سے بطور عقیدت پیش کی گئی ہے۔ اس کی نسبت میں جو تاریخ بتائی گئی ہے وہ ۱۰۶۷ھ مطابق ۱۶۵۶ء ہے (غالباً یہہ سنہ تکمیل و تیاری قالین کا ہے) ایک نہایت پاکیزہ و عمدہ شال (بطور غلاف) سے مزار مبارک ڈھکا ہوا ہے۔ اور دیوار پر میں نے ہندوستانی سیاہ ہرن کے سینگوں کی ایک جوڑی دیکھی۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک بہت اچھا کتب خانہ بھی تھا لیکن میں نے سنا کہ تمام قلمی ذخیرہ کرم خوردہ و ضائع ہوگیا۔ اسی مقبرہ میں دوسری قبریں بھی ہیں جن میں سے ایک قبر شاہ صاحبؒ کے فرزند کی ہے۔

محمد شاہ نے ماہان کی نصف اراضی گنبد مبارک کے اخراجات کے لئے وقف کردی تھی لیکن جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے رقم کے کچھ حصہ میں تقلب و تصرف ہوتا ہے۔ باوجود اس کے مجھے یقین ہے کہ جو لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں ان کی بلامعاوضہ تواضع

۱؎ ٹن ایرس ان ایران صفحہ ۱۴۹ سر سائیکس

Marfat.com

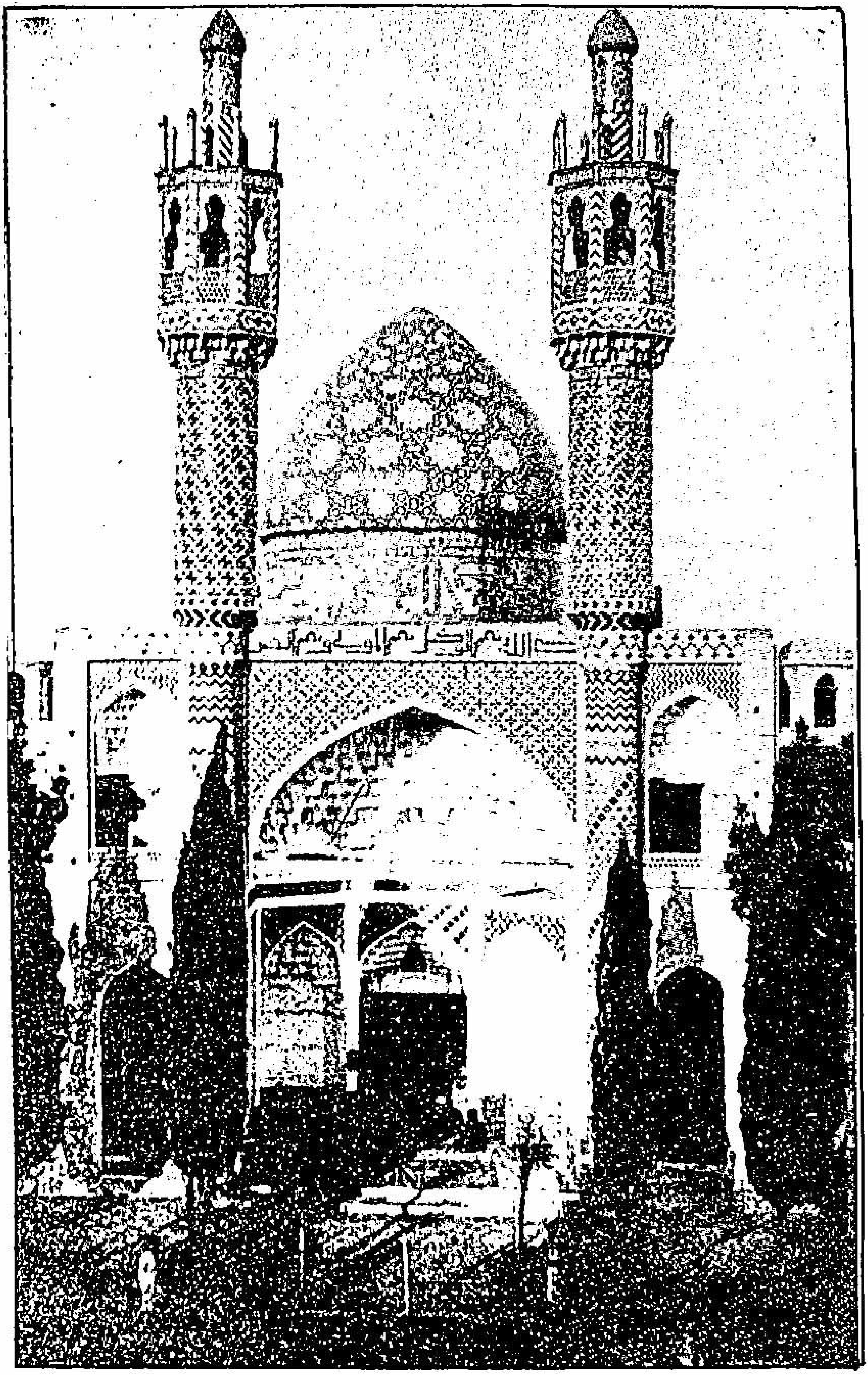

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ
کے مقبرہ کا بیرونی منظر

Marfat.com

کی جاتی ہے۔ مجھے وہاں درویشوں کی ایک مستقل آبادی نظر آئی“

رسالہ تلاش (فارسی)، شمارہ سی وچہارم، فروردی. اردی بہشت ۱۳۵۱ھ مطبوعہ ایران کے صفحہ ۱۴۔ ۱۵ پر ”ماہان“ کے عنوان سے زام زجودت کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جو ایک جامع وکامل مقالہ دکتر باستانی پرویزی کا خلاصہ ہے۔ اس مضمون میں شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے حالات زندگی اور آپ کے مقبرہ کی تفصیلات مع تصاویر درج ہیں ان تفصیلات سے عمارت کی خوبصورتی کے علاوہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مزار مبارک شاہ عباس صفوی کے دور حکومت میں اور مینارے شاہ قاچار اور محمدؐ شاہ کے عہد میں تعمیر کرائے گئے ہیں۔ بقیہ حرم (محل قبر) کی تعمیر سلطان احمد شاہ دکنی کی جانب سے ہوئی ہے جو شاہ صاحبؒ کا معتقد تھا۔ نیز یہ کہ سلطان مذکور ہر سال خانقاہ کے اخراجات کی پابجائی کے لئے رقم بھیجا کرتا تھا۔

عبارت رسالہ تلاش

”بزیارت مزار شاہ نعمت اللہ ولی میرویم کہ امروز زیارت گاہ بزرگ عارفان و صوفیان ایں زادوبوم است از در بزرگ مزار وارد باغ میشویم کہ پُر از سرو ہائے سر بفلک کشیدہ وبہم فشردہ است کہ تقریباً دید عمارت مزار را پوشیدہ است وبہیں علت عکاسی از گنبد و بارگاہ مزار کمی مشکل مینماید۔

دریں صبح زود سکوت و آرامشی باغ مزار را دربر گرفتہ است۔ وتنہا صدائے شرشر آب وپرندگانے کہ لابلائے شاخہائے درختاں سرولانہ کردہ اندرایں سکوت را برہم می زنند۔

دو مینار ہائے مرتفع درجلو خواں سرد و مزار و دردو طرف گنبد مزار ساختہ شدہ اند زیبائش خاص بہ محیط بخشیدہ اند۔ می گویند ایں منار ہا بہ ارتفاع ۵ر۲۱ متر خود از بلندی مینارہ ہائے مساجد ایران می باشد“

البتہ ہر چند کہ بنائے مزار از بناہائے دورِ شاہ عباس محسوب می شود۔ ولے ایں مینارہ ہا در دور قاچار و در زماں سلطنت محمدؐ شاہ ساختہ شدہ۔

Marfat.com

حرم کہ محل قبر شاہ نعمت اللہ ولی است، عبارت است از اطاق بزرگے کہ طاق گنبدی آن با نقاشیہائے رفیع گچ زینت یافتہ و در وسط این اطاق قبر مرتفع بطول سہ میتر و چہل سانتیمتر و بعرض دو میتر موجود است، روے قبر را با سنگہائے مرمر سفید پوشیدہ اند و بالائے این قبر یک سنگ مرمر زیبا و طریقے قرار دادہ اند کہ آیہ تطہیر بر روئے آن نوشتہ شدہ و در اطراف نام دوازدہ امام را بطرز برجستہ حصارے کردہ اند۔

در چہار طرف حرم، چہار در خاتم منبت کاری شدہ وجود دارد کہ بالائے ہر یک پنجرہ کاشی معرق نصب کردہ اند

بنائے بقعہ حرم منسوب بہ احمد شاہ دکنی است کہ از مریدان سید بودہ روایتے است کہ ہر سال، احمد شاہ مبلغے پول برائے مخارج خانقاہ سیدی فرستادہ است۔ در یکے از سالہا این پول وقتے می رسد کہ شاہ نعمت اللہ رخت از جہان برکشیدہ بود، بدستور احمد شاہ پول مذکور را صرف ساختمان بقعہ می نمایند۔

از جملہ مردانے کہ در جوار شاہ نعمت اللہ دفن گردیدہ اند میتوان از نظام گردسی کوسیندہ بزرگ قرن اخیر ایران نام بردو ہم چنین از مقبرہ شاہ خلیل اللہ ثانی نوادہ شاہ نعمت اللہ۔ این راہم بد نیست بدانید کہ در جنوب غربے رواق عباسی مقبرہ اطاقی قرار دارد کہ قبر درویشے است کہ خود او قبل مرگ تمام آن اطاق را بطرز بسیار جالبی نقاشی کردہ است، مقبرہ شاہ نعمت اللہ ولی قسمتی دیگر صاحب دو منارہ دیگر بہ ارتفاع بست میتر و بفاصلہ ہشت میتر از یک دیگر می باشد کہ قدمتی بسیار بیش از دو منارہ بلند سر در خوان حرم دارد، در ینجا بہ شرح و تفصیل بنائے مزار شاہ نعمت اللہ ولی پایان میدہیم بہ زندگینامہ او میپردازیم کہ از مقالہ جامع و کامل دکتر باستانی پاریزی استخراج کردہ ایم۔ در این در شرح احوالات شاہ نعمت اللہ ولی آمدہ است۔"
(رسالہ تلاش مذکورہ بالا)

مضمون نگار نے مقبرہ کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد شاہ نعمت اللہ ولیؒ

[illegible]

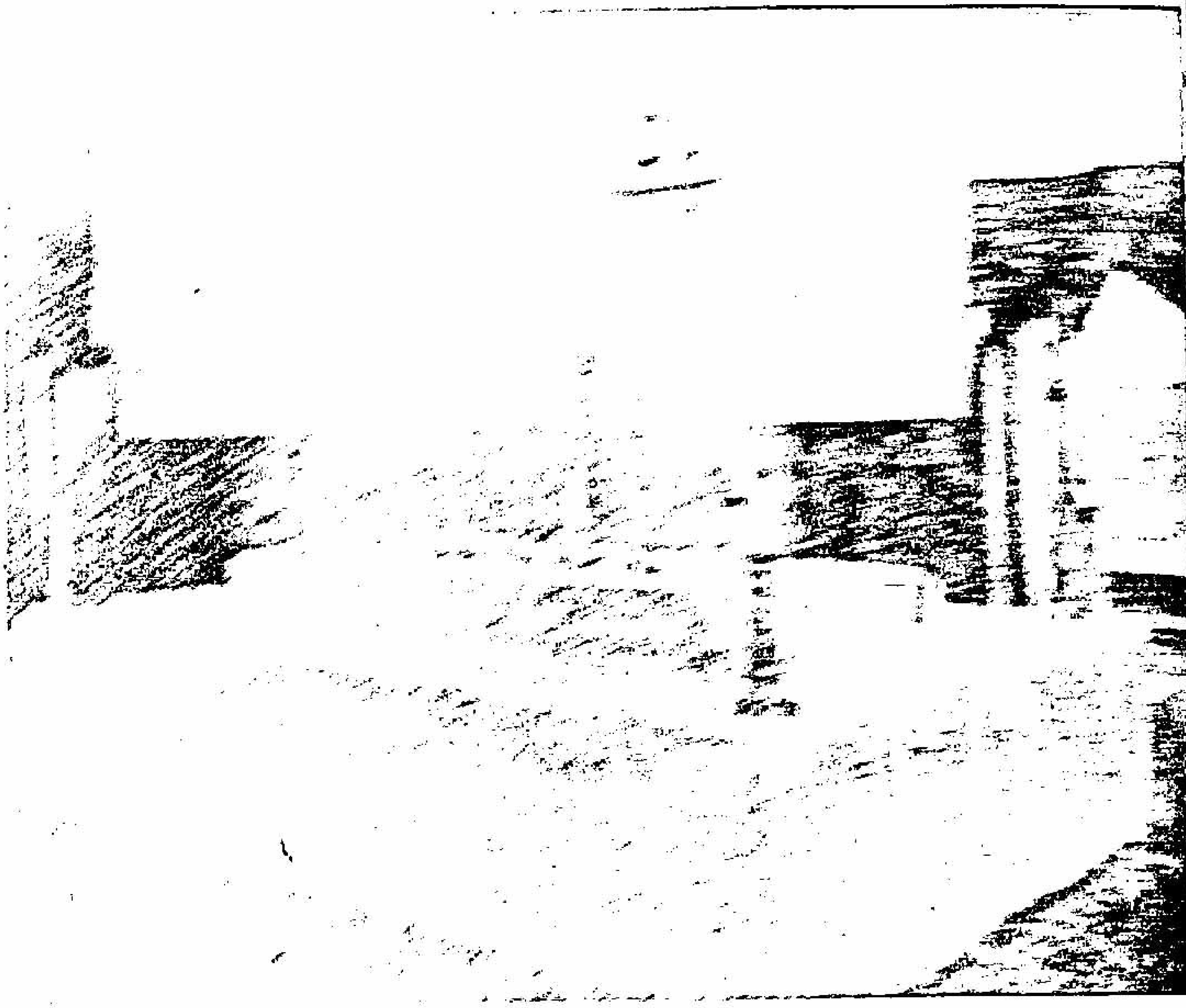

[illegible]

[illegible]

* * * *

Marfat.com

سفر وغیرہ کا ذکر کیا اور اس کے مقبرہ کی تعمیر کے بارہ میں لکھا ہے۔

"از معاصرین شاہ ولی کہ باو ارادت داشتہ اند خواجہ صاین الدین علی ترکہ ومولانا شرف الدین علی یزدی، وحافظ آبرو، وحاجی نظام الدین احمد شیرازی را در ایران کہ ہمہ از وزرا و امرا و علمای عصر بودند می تواں نام برد، در خارج نیز احمد شاہ بہمنی دکنی بہ سلسلہ ارادت او دست زد و مقبرہ شاہ را ہم او ساخت"

مولف مجمع الفصحا نے لکھا ہے کہ

"سلطان شہاب الدین احمد شاہ بہمنی دکنی کہ از مریدان سید بودہ امینی فرستاد، گنبد و بارگاہ وسیع عالی برمرقد سید برافراشتند"

پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی نے تاریخ ایران (اردو) جلد دوم کے صفحہ ۱۳۱۱ پر اس مقبرہ کی یہہ تفصیل دی ہے۔

"کرمان کے قریب ماہن کے مقام پر سید نورالدین کا مقبرہ ہے جو شاہ نعمت اللہ ولی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہہ بزرگ، تیمور اور شاہ رخ کے عہد میں ہوئے ہیں۔ مقبرہ کا صدر دروازہ عظیم الشان ہے۔ اس کے دو کونوں پر دو مینار ہیں مقبرہ کا رنگ نیلگوں سبز ہے۔ اس پر بھی کاشی کاری ہوئی ہے۔ مقبرہ کا صحن اور صدر دروازہ محمد شاہ قاچار نے تعمیر کرایا تھا۔ مقبرہ کی عمارت کے وسط میں ایک دیوان ہے جس کے ساتھ گیلریاں ہیں جو نہایت موزوں اور مناسب ہیں۔ مغربی سمت کی گیلری شاہ عباس صفوی نے ۹۹۹ھ (مطابق ۱۵۹۰ء) میں تعمیر کرائی تھی دروازوں کے اندرونی حصوں پر کاشی کاری پر گلکاری ہوئی ہے"

مزار سنگ مرمر کے ٹکڑوں کا بنا ہے جو گنبد کے عین نیچے ہے۔ یہہ مزار ۸۴۰ھ مطابق ۱۴۳۶ء میں بنا تھا۔ اس کے دروازے صندل کی لکڑی کے ہیں جن کی حالت اب کچھ خستہ سی ہے۔ مقبرے کی ٹائلیں نہایت دلکش ہیں۔ مقبرہ کے اردگرد سبزہ

Marfat.com

ہی سبزہ ہے۔ قریب ہی پانی کا چشمہ ہے جس میں نیلگوں آسمان کا عکس عجیب دِلربا منظر پیش کرتا ہے۔ اس کی خوبصورتی مسافروں کے دلوں پر گہرا نقش چھوڑتی ہے اور اہلِ فن اس سے متاثر ہو کر اس کی تقلید کرتے رہے ہیں۔ اس کی تصویریں ہیں مغلوں کے اوّلین عہد کی نقاشی کے نمونے ملتے ہیں جن میں عہد ایلخانی سے پہلے کی اسلامی اور چینی فن کا امتزاج پایا جاتا ہے چینی نقاشوں، چینیوں کے موقلم، رنگ آمیزی اور ان کی ترکیب خطوط کا جہاں اثر ہوا وہاں بعض افسانوی حیوانات، جن کا رواج اسلامی عہد کی نقاشی میں نہ تھا۔ ایرانی نقاشی کا جزو بن گئے، چینی اور ایرانی فن نقاشی کا یہی امتزاج ہمیں تیموریوں کے عہد میں اپنے عروج پر نظر آتا ہے"۔

جناب ایم۔ اے۔ حفیظ صاحب نے شاہ صاحبؒ کی سوانح عمری آپ کی پیش گوئیوں اور کلام کے نمونہ پر نہایت محققانہ انداز میں ایک جامع کتاب شائع کی ہے جو "شاہ نعمت اللہ ولی" کے نام سے موسوم ہے اور ۱۳۵۸ھ میں مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ سے شائع ہوئی۔ اس میں صفحہ ا پر آپ لکھتے ہیں :۔

"نعمت اللہ نام، نورالدین لقب، سیّد و نعمت اللہ تخلص عرف شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی قدس اللہ سرہ العزیز۔

امیر تیمور اور اس کے بیٹے شاہ رخ کے زمانوں میں یہ نامور سادات اور جلیل القدر مشائخ میں سے گذرے ہیں۔ ان کا مزار کثیر الانوار قصبۂ ماہان علاقہ کرمان میں ابتدا سے زیارت گاہ خاص و عام رہا ہے۔ غالباً یہ کہنا خلاف واقعہ نہیں کہ سارے ایران میں حضرت علی رضا کے مشہد مقدس کے بعد شاہ صاحبؒ کی درگاہ سب سے زیادہ مرجع خلائق رہی ہے۔ اس ملک کے فقراء کی ایک بڑی تعداد نے آج تک اپنے کو نعمت اللہی کہہ کر ان کا نام ان کے وطن میں زندہ رکھا ہے"۔

"بحوالہ آزاد۔ دربار اکبری طبع اوّل لاہور ص ۷۷"

مقبرہ کے متعلق جناب ام۔ لے۔ حفیظ مرحوم لکھتے ہیں کہ :۔

"وفات قصبہ ماہان میں واقع ہوئی اور وہاں ہی سپرد خاک ہوئے۔ احمد شاہ بہمنی اس وقت زندہ تھا۔ اس نے دکن سے اپنا امین بھیجکر مرقد کے اوپر ایک نیلے رنگ کا گنبد اور اس کے قریب ایک وسیع بارگاہ تعمیر کرائی۔ قبر کا تعویذ زرد سنگ مرمر کا ہے۔ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عمارت ۸۴۰ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ احمد شاہ کا انتقال اس سے دو سال پیشتر ہو چکا تھا"

عبدالرزاق سمرقندی لکھتا ہے کہ وہ ہندوستان سے واپسی کے وقت ۸۴۵ھ میں ماہان سے گزرا اور وہاں

"بزیارت آں مشہد منور و مرقد معطر مشرف گردید و قبہ و بارگاہ و گنبد و خوابگاہ درکمال عظمت و جلالت مشاہدہ نمود"

راقم الحروف نے اس کتاب میں شاہ صاحبؒ کے مزار مبارک اور مقبرہ کی تصاویر شائع کی ہیں جن سے مقبرہ کا جمال و جلال اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ نمایاں ہے یہ تصاویر مطبوعہ کتب و رسالہ جات سے لی گئی ہیں۔

سلسلۂ اقطاب

فہرست اقطاب مندرجہ لبقیۃ متبرکہ صفحہ ۲۰ تا ۲۳ سلطانی صالحی بیدخت مطبوعہ ایران۔

۱۔ شاہ سید نعمت اللہ ولی قدس سرہٗ
۲۔ میر شاہ برہان الدین خلیل اللہؒ
۳۔ میر شاہ حبیب الدین محب اللہ اولؒ
۴۔ میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ اولؒ
۵۔ میر شاہ برہان الدین خلیل اللہ ثانیؒ

ط۱ شاہ نعمت اللہ ولی مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ ۱۳۵۸ھ ص۲۱)

۶۔ میر شاہ شمس الدین محمدؒ اول

۷۔ میر شاہ حبیب الدین محب اللہ ثانیؒ

۸۔ میر شاہ شمس الدین محمدؒ ثانیؒ

۹۔ میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ ثانیؒ

۱۰۔ میر شاہ شمس الدین محمدؒ ثالثؒ

(آپ کے بعد سلسلہ قطب دوسرے خاندان میں منتقل ہوا اور شیخ محمود دکنیؒ قطب مقرر ہوئے)

۱۱۔ شیخ محمودؒ ساکن دکن

۱۲۔ شیخ شمس الدین دکنیؒ

۱۳۔ رضا علی شاہ دکنیؒ

۱۴۔ سید معصوم علی شاہؒ

۱۵۔ نور علی شاہ اولؒ

۱۶۔ مولانا حسین علی شاہ اصفہانی

۱۷۔ مولانا مجذوب علی شاہ

۱۸۔ الحاج میرزا زین العابدین شیروانی مست علی شاہ

۱۹۔ الحاج میرزا زین العابدین شیرازی رحمت علی شاہ

۲۰۔ الحاج محمد کاظم سعادت علی شاہ اصفہانی

۲۱۔ مولانا الحاج ملا سلطان محمدؒ بیدختی گنابادی سلطان علی شاہ

۲۲۔ الحاج ملا علی نور علی شاہ ثانیؒ

۲۳۔ الحاج شیخ محمدؒ حسن صالح علی شاہ

۲۴۔ الحاج سلطان حسین تابندہ رضا علی شاہ

متذکرہ صدر اقطاب کے تفصیلی حالات کتاب "رہبران طریقت و عرفان" (فارسی)، مولفہ جناب حاجی مرزا محمدؒ باقر سلطانی گنابادی مطبوعہ طہران ۱۳۸۹ھ ق، میں صفحہ ۱۸۱ تا ۲۵۵ پر درج ہیں۔

Marfat.com

ماخذ

اس کتاب کی تیاری میں حسب ذیل کتابوں ورسالوں سے مدد لی گئی ہے

شمارہ	نام کتاب	مصنف	کیفیت
۱	تاریخ فرشتہ (اردو) دو جلدیں	محمد قاسم فرشتہ	
۲	تاریخ خورشید جاہی ورشید الدین خانی		
۳	ماثر الامراء (اردو) (۳ جلدیں)	صمصام الدولہ شاہنواز خاں مترجمہ پروفیسر محمد ایوب قادری	
۴	تزک جہانگیری (اردو)	مترجم اعجاز الحق قدوسی	
۵	تجدید سلوک و تصوف	پروفیسر عبد الباری ندوی	
۶	سلطان احمد شاہ ولی بہمنی	ظہیر الدین احمد	
۷	اٹ ایرس اِن ایران (انگریزی)	میجر پی۔ یم۔ سائیکس	مطبوعہ لندن
۸	انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ج ۳		
۹	مجمع الفصحا (فارسی)	رضا علی ایرانی	
۱۰	تاریخ برگزیدگان مشاہیر ایران و عرب	امیر مسعود سپہرم	
۱۱	دیوان شاہ نعمت اللہ ولی	شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی	با مقدمہ استاد سعید نفیسی و حواشی یم۔ درویش (ایران)
۱۲	رسالہ تلاش (فارسی) شمارہ ۳۴	تلاش محل ادارہ خیابان شاہ	مطبوعہ طہران ۱۳۵۱ھ
۱۳	ماثر عالمگیری (ترجمہ اردو)	محمد ساقی مستعد خاں	مترجمہ محمد فدا علی طالب مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء
۱۴	رسالہ انگریزی اسلامک کلچر جون ۱۹۷۱ء	مقالہ نویس نصر اللہ پرچاویدی و مسٹر پیٹر ولسن	مطبوعہ حیدر آباد دکن

Marfat.com

	مضمون پیماندگاہ شاہ نعمت اللہ ولی	ومسٹر پیٹرولسن	
۱۵	روضۃ الاولیاء بیجاپور وضمیمہ مطبوعہ ۱۳۱۴ھ	محمد عبدالمجید خان	
۱۶	تذکرۃ الاولیاء ہند وپاکستان	مرزا محمد اختر دہلوی	مطبوعہ سراج الدین اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۲ء
۱۷	رسالہ تائید غیبی	محمد اسلم علوی القادری رضوی	
۱۸	حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ	قمر اسلام پوری	
۱۹	نقشہ ایران۔ ہائی وے میاپ (فارسی وانگریزی)	منسٹری آف روڈز (ایران)	
۲۰	فزیکل میاپ آف ایران		
۲۱	صنادید عجم	مہدی حسین جعفری	
۲۲	گلزار اولیاء	رستم علی سید	
۲۳	کلیات شاہ نعمت اللہؒ (مخطوطہ)	شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ	قلمی عبدالعلی ۸۳۲ھ در کتب خانہ آصفیہ
۲۴	دیوان شاہ نعمت اللہ ولی مطبوعہ	〃 〃 〃	اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد دکن
۲۵	〃 〃 〃	مرتبہ گستاشپ ایرانی	
۲۶	(۱۲۵) رسالہ جات (مخطوطہ) موسومہ مجمع الاشعار	〃 〃 〃	یہ نایاب قلمی مجموعہ رسالہ جات ہے
۲۷	انوار اصفیا	ادارہ تصنیف وتالیف شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور کراچی	

۲۸	سفینۃ الاصفیا (اردو ترجمہ)	شہزادہ داراشکوہ	
۲۹	شرح بال جبریل	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	
۳۰	میر نورالدین شاہ نعمت اللہ ولیؒ (مخطوطہ)	میر مصطفےٰ علی تھانوی	
۳۱	شاہ نعمت اللہ ولیؒ	ام۔اے۔حفیظ	مسلم یونیورسٹی پریس علیگڈھ ۱۳۱۵ھ
۳۲	رسالہ ہلال (فارسی) جلد دہم شمارہ (۱) مطبوعہ کراچی اپریل ۱۹۶۳ء	سید محمد عابد شعیر (مدیر)	
۳۳	تاریخ محبوب الوطن	محمد عبدالجبار خاں صوفی ملکاپوری	
۳۴	تاریخ دکن المشہور تاریخ امجدی	سید امجد حسین	خطیب مسجد جامعہ ایلچپور ۱۷۹۱
۳۵	جہاں گرد (سوانح ابن بطوطہ)	مولوی چراغ علی صغیر	مطبوعہ حیدرآباد دکن
۳۶	رہبران طریقت و عرفان (فارسی)	حاج مرزا محمد باقر سلطانی گنابادی	مفصل و مستند حالات شاہ نعمت اللہ ولیؒ اور آپ کے خانوادہ کے درج ہیں۔
۳۷	تاریخچہ مختصر بقعۂ متبرکہ (فارسی)	سلطان صالحی بیدختی	مطبوعہ ۱۳۵۰ طہران (شجرۂ اقطاب نعمت اللہی معہ تفصیلی سوانح وحالات)
۳۸	رسالہ "آزادی"	مدیرہ مختار محمد کرمانی	مطبوعہ تاریخ ۱۹۴۸ء حیدرآباد دکن
۳۹	ہندوستان تمام مسلمان ہونے والا ہے۔	مرکزی حزب اللہ دیندار انجمن پاکستان	بہت بڑا پوسٹر ہے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا تھا

Marfat.com

حسب ذیل کتب میں بھی شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ اور آپ کی اولاد کے تفصیلی حالات درج ہیں۔

۱۔ سرچشمۂ تصوف در ایران (فارسی) استاد سعید نفیسی طہران

۲۔ جامع مفیدی (فارسی) مصنفہ مفیدی یزدی (ایران)

۳۔ طرائق الحقائق (فارسی) مرحوم نائب الصدر شیرازی (ایران)

۴۔ گنجینۂ پادشاہی (فارسی) تالیف مرحوم حاج رضا خاں نور (ایران)

۵۔ دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ مؤلفہ جناب جواد نوربخش خانقاہ نعمت اللہی طہران ۱۳۴۶ھ

۶۔ سوانح وکلام Life and works of Shah Naeematullah Wali مؤلفہ ڈاکٹر جواد نوربخش طہران

۷۔ تاریخ منتخب (فارسی) مؤلفہ محمد ہاشم خافی مخاطب بہ ہاشم خانی خاں نظام الملکی صفحہ ۷۲

۸۔ نزہتہ الخواطر مؤلفہ مولانا شاہ عبدالحیؒ فرنگی محلی

۹۔ تذکرہ امیر خانی مؤلفہ پیر حسام الدین راشدی

۱۰۔ دیوان مشتاقیہ مؤلفہ ڈاکٹر جواد نوربخش خانقاہ نعمت اللہی طہران

۱۱۔ شجرہ ہائے افراد اولاد شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ

جناب م۔ ع۔ علوی نے اپنے مخطوطہ کے ماخذ کی حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے جو محققین کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی (ص ۱۴۴ مخطوطہ) یہ جملہ کتب اسٹیٹ لائبریری (سابق کتب خانہ آصفیہ) حیدرآباد دکن (آندھرا پردیش، بھارت) میں موجود ہیں۔

عنوان کتاب	مصنف	نمبر کتاب بحوالہ کتب خانہ	زبان	صفحات حوالہ
۱۔ مشکوٰۃ النبوۃ و مخطوطہ	غلام علی	(۱۹۴) تذکرہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد	فارسی	(۳۹۳-۳۹۴)

۲۔ مراۃ الاسرار (مخطوطہ) عبدالرحمٰن چشتی ۱۶۷/۱ تذکرہ کتب خانہ آصفیہ فارسی (صفحات ۱۳۲۷،۱۳۴۱)

۳۔ تذکرۃ القادری " غلام قادر خاں منشی ۱۰۸۲ جدید " " " " ۲۷ تا ۳۳

۴۔ منبع الانساب " معین الحق ۳۹۳ متفرقات " " " صفحہ ۱۸۷

۵۔ طبقات شاہجہاں " محمد صادق ۷۲ تاریخ " " " صفحات ۵۳-۵۴

۶۔ کشف الاسرار " خواجہ معروف حسنی ۹ شاملات " " " ورق ۱۵

۷۔ مجمع الاشعار (مخطوطہ شرح المعات) شاہ نعمت اللہ ۱۰۸ تصوف " صفحات ۱ تا ۲۷

۸۔ تاریخ بہمنیہ (مخطوطہ) محمد قاسم فرشتہ ۶۴۰ تاریخ " " " " ۱۴۲-۱۴۳

۹۔ ریاض الشعراء " علی قلی خاں ۱۲۰ تذکرہ " " " " ۸۶۶

۱۰۔ مجمع الفصحا " رضا قلی ایرانی ۵۷ قدیم " " " " ۴۲ تا ۴۴

۱۱۔ آتشکدہ ایران " لطف علی آذر ۴ تذکرہ " " " صفحہ ۱۱۴

۱۲۔ فہرست مشروح " تصدق حسین کتب خانہ " " " ۵۸۵

۱۳۔ نفحات الانس " عبدالرحمٰن جامی ۵۲ تراجم " " " " ۳۷۵

۱۴۔ تاریخ نامہ دکھنی " حسن ۷۴۵ جدید " " دکھنی " ۱۶۳

۱۵۔ نظام الانساب " منصور علی ۴۰۵ متفرقات " " فارسی " ۲۹۹

۱۶۔ کلیات نعمت اللہ شاہ " نورالدین رحمۃ اللہ ۱۲۹۵ تصوف " " " ۱ تا ۸۷۴

کاتب عبدالعلی درویش نعمت اللہی

۱۷۔ دیوان نعمت اللہ مطبوعہ ایران باہتمام ملاگت انشب ۱۲،۶۵۲ " " " صفحات ۱ تا ۳۲۲

۱۸۔ دیوان نعمت اللہ چھاپہ ایران باہتمام محمود بن الاسلام ۱۲-۶۵۲ " " " " ۱ تا ۵۵۷

۱۹۔ ENCYCELOPEDIA OF ISLAM VOL 3 شائع کردہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد انگریزی صفحہ ۹۲۲

۲۰۔ اردو انسائیکلوپیڈیا فیروز سنز لاہور ۷۷۶ اردو " ۴۷۳

۲۱۔ تاریخ فرشتہ مخطوطہ محمد قاسم فرشتہ ۱۲۳۳ تاریخ کتب خانہ آصفیہ فارسی صفحہ ۲۳۲-۲۳۳

۲۲۔ محمد قاسم سے بابر تک مطبوعہ تاریخ نیاز فتحپوری ۲۴۱ شخصی کتب خانہ اردو ۲۰۲ تا ۲۷۰

۲۳۔ اعراس نامہ مخطوطہ محمد نجیب قادری ناگوری ۴۵۱ تراجم کتب خانہ آصفیہ فارسی ورق ۱۳۱

۲۴۔ تذکرہ نوادرات ایوان اردو مطبوعہ ادارہ ادبیات اردو ۲۸ نوادرات ایوان اردو اردو صفحہ ۹۳

Marfat.com

خانوادۂ

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ

الحاج مرزا ضیاء الدین بیگ

★

۶۷- فاران سوسائٹی۔ بہادرآباد۔ کراچی ۵

Marfat.com

فہرست

پسماندگان ۱۸۵
شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ ۱۹۰
شاہ نور اللہؒ ۲۰۱
شاہ حبیب اللہؒ ۲۰۵
میر شمس الدین محمدؒ ۲۱۰
شاہ محب اللہؒ ۲۱۱
سلطان محمود شاہ بہمنیؒ کا جلوس ۲۱۴
میر نظام الدین عبد الباقیؒ ۲۱۵
شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانیؒ ۲۱۷
میر خلیل اللہ یزدی اوّلؒ ۲۲۰
امیر خاں میر میرانؒ ۲۲۲
صاحب جیؒ ۲۲۷
خلیل اللہ خاں یزدی ثانیؒ ۲۳۰
نوازش خاں مرزا عبد الکافیؒ ۲۳۱
میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینیؒ ۲۳۲
سلسلہ اقطاب ۲۳۵
شجرہ نسب ۲۳۷
ملتفت خاں میر ابراہیم حسینؒ ۲۳۹
روح اللہ خاں یزدیؒ ۲۴۰
عزیز اللہ خاںؒ ۲۴۴
امیر خاں میر اسحاقؒ ۲۴۴
روح اللہ خانہ زاد خاںؒ ۲۴۶
چند یادیں ۲۴۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پسماندگان

حضرت سید نورالدین شاہ نعمت اللہ ولی ماہانی کرمانی کے پسماندگان کا نسب نامہ شامل کتاب ہذا کیا گیا ہے مختلف تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کے پسماندگان میں سے اکثر حضرات شاہان ایران سلاطین بہمنیہ (دکن) کے علاوہ ہندوستان کے مغل بادشاہوں کے دورِ حکومت میں بھی سلطنت کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ شاہی خاندانوں میں سے بعض شہزادیوں کے ساتھ ان کی شادیاں بھی ہوئیں بعض پسماندگان نے سلطنت کے استحکام اور ترقی میں بادشاہوں کی مدد کی، ان کے مشیر و مددگار ثابت ہوئے، روحانی فیوض سے بھی مستفیض کیا۔ اور نمایاں خدمات انجام دیں جس کے صلے میں ان کو جاگیرات[1]، خطابات اور اعزاز و مناصب دیئے گئے مختلف سلاطین نے ان بزرگوں کے خاندانی تقدس کا خیال کرکے ان کی بڑی عزت و توقیر کی۔ ان سادات عظام کو مغل بادشاہوں نے اس زمانے کے دستور کے لحاظ سے مرزا، خان، خان زمان وغیرہ کے مروّجہ خطابات دیئے۔ چنانچہ ان کی اولاد کے ناموں کے ساتھ بھی "مرزا" و "خان" کے الفاظ استعمال کئے جانے لگے جن سے ایسا معلوم ہونے لگا کہ یہ خاندانی مغل یا پٹھان ہیں۔ مثلاً خلیل اللہ خاں امیر خاں، اسد خاں، روح اللہ خاں، عزیز اللہ خاں، مرزا جعفر عقیدت خاں

---

[1] جاگیرات، خطابات اور اعزازات کی صراحت متعلقہ ناموں کے ساتھ کر دی گئی ہے

Marfat.com

مرزا اسحاق خاں وغیرہ

دراصل یہ خطابات کارہائے نمایاں اور اعلیٰ خدمات، بہادری و وفاداری کے صلے میں دیئے گئے تھے جو نام کا ایک جز معلوم ہونے لگے۔ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ایک ہندو[۱] راجہ جے سنگھ کچھوایا فرزند راجہ مہا سنگھ کو بارہویں سال جلوس جہانگیری میں جہانگیر نے "مرزا" کا خطاب دیا تھا اور وہ مرزا راجا جے سنگھ کچھوایا کہلاتا تھا

جب ملازمتوں اور عہدوں کے سلسلے ختم ہوئے تو دکن میں آصف جاہ اوّل کے زمانے سے نعمت اللّٰہی خاندان کے سادات نے "خان" یا "مرزا" کو اپنے اور اپنی اولاد کے ناموں کے ساتھ استعمال کرنا ترک کر دیا اور اپنے قدیم بزرگوں اور آبا و اجداد کے نام پر اپنی اولاد کے نام رکھنے شروع کر دیئے یعنی "سیّد شاہ اور حسینی" لکھنے لگے[۲] بیدر اور شہر حیدر آباد دکن میں اس خاندان اور سلسلے کے جو افراد حال ہی میں گذرے ہیں یا اس وقت موجود ہیں۔ ان کے نام سیّد محمد اولیاء محمد الحسینی مرحوم سیّد شاہ خلیل اللہ حسینی مرحوم (فرزند) سیّد شاہ محب اللہ حسینی مرحوم، سیّد شاہ خلیل اللہ حسینی مرحوم (فرزند) سیّد شاہ ندیم اللہ حسینی۔ سیّد شاہ جانی حسینی سیّد شاہ عظمت اللہ حسینی۔ کلیم اللہ حسینی مرحوم، سیّد شاہ نعمت اللہ حسینی وغیرہ ہیں۔

پسماندگان شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے بعض شجروں کے دیکھنے سے یہ ثابت ہوا کہ خاندان کے جو افراد کسی بادشاہ کی ملازمت کے زمرہ سے منسلک نہیں ہوتے تھے ان کے نام خاندانی روایت کے لحاظ سے سیّد اور حسینی کے ساتھ لکھے ہوتے ہیں (خان یا مرزا کے الفاظ لکھنے کی نوبت نہیں آئی)

۱۔ ماثر الامراء (اردو) جلد ۳ صفحہ ۴۷۳ میں لکھا ہے کہ ۱۲ سال کی عمر میں اس راجہ کو مرزا کے خطاب کے ساتھ ایک ہزار ذات اور ۵ سو سوار کا منصب بھی دیا گیا تھا

۲۔ ملاحظہ ہو شجرہ یا نسب نامہ مندرجہ کتاب صفحہ (   )

Marfat.com

Marfat.com

شجرۂ نسب

حضرت شا...

۱

میر ضیاء الدین شاہ نور اللہ
سید شاہ بہاء الدین محمد الحسینی
سید شاہ علی محمد الحسینی
سید شاہ اسمعیل محمد الحسینی
سید شاہ نعمت اللہ محمد الحسینی
سید شاہ جعفر محمد الحسینی
سید شاہ ندیم اللہ حسینی
سید شاہ علی محمد الحسینی
سید شاہ عبد اللہ محمد الحسینی
سید شاہ مرتضی محمد الحسینی
سید شاہ ابراہیم محمد الحسینی
سید شاہ علی میر محمد الحسینی
سید شاہ محب اللہ حسینی
سید شاہ علی میر جانی حسینی
سید شاہ محب اللہ حسینی
سید شاہ خلیل اللہ حسینی
سید شاہ ندیم اللہ حسینی

۲

میر شمس الدین محمد
شاہ تقی الدین
شاہ خلیل اللہ ثانی
میر شمس الدین محمد

(میر شمس الدین محمد بن شاہ خلیل اللہ بت شکن اور شاہ حبیب اللہ کی اولا...

Marfat.com

شاہ صاحبؒ کے بعض پسماندگان کی شادیاں سلاطین ایران اور سلاطین مغلیہ (ہندوستان) کے خاندانوں میں ہوئیں۔ اس کے بارہ میں ایم۔اے۔ حفیظ صاحب لکھتے ہیں:۔

"بہر حال اسی سلسلہ کے افراد کا خاندان صفوی اور خاندان مغلیہ سے تعلق رہا ہے اور انہی کے کارنامے صفحۂ تاریخ پر جھلکتے ہیں۔

سیّد نظام الدین عبدالباقی یزدی بن شاہ صفی الدین بن امیر غیاث الدین مذکورہ بالا شاہ اسمٰعیل بانی دولت صفوی کے عہد میں صدر اعظم، اور رستم ثانی نجم اصفہانی کے مقتول ہونے پر وکیل سلطنت کے اعلیٰ عہدہ پر مامور تھے۔ شمالی ایران میں ایک مقام چلدران تھا۔ یہاں سنہ ۹۲۰ھ میں شاہ اسمٰعیل اور سلطان سلیم عثمانی کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اول الذکر کو سخت شکست اٹھانی پڑی۔ اس جنگ میں سیّد نظام الدین سالار تھے، اور دیگر امرائے نامدار مثلاً سیّد شریف نبیرہ میر شریف، سیّد السند و سلطان علی مرزا محبوب، شاہ اسمٰعیل کے ساتھ مارے گئے۔ یہ سلطان سلیم وہی تھا جو مصر فتح کرنے کے بعد آل عثمان میں پہلا خلیفۃ المسلمین گزرا ہے۔ بعد از جنگ سپاہیوں کے اصرار سے سلطان کو روم واپس لوٹنا پڑا۔"

"شاہ نعمت اللہ یزدی سیّد نظام الدین کے بیٹے تھے۔ شاہ طہماسپ نے اپنی بہن جانش بیگم سے ان کا نکاح کرا دیا تھا۔ یہ بلقب مرتضائے ممالک اسلام صدارت پر مامور اور تعظیمات شاہانہ کے مورد تھے۔ شاہؒ کے مریدین کے حلقہ بگوش تھے۔ ان کے مرنے پر ان کی جائداد ان کے بیٹے امیر غیاث الدین محمد میر میران اور ان کی دختر پری پیکر خانم کے درمیان تقسیم ہوئی۔ آخر الذکر کی شادی شاہ طہماسپ کے ایک بیٹے سے ہوئی جو بعد کو اس کا جانشین اور شاہ اسمٰعیل خونی کے نام سے مشہور ہوا۔ امیر غیاث الدین شاہ طہماسپ کے عہد میں نقیب اصفہانی و صدر اعظم

Marfat.com

تھے۔ شاہ نے ان کے بڑے بیٹے میر نعمت اللہ کی شادی اسمٰعیل خونی وپری پیکر خانم کی لڑکی شہر بانو سے کرادی۔ سنہ ۹۸۰ھ میں طہماسپ کے مرنے پر اسمٰعیل خونی دو برس کے قریب تخت نشین رہا۔ اس کے بعد محمد خدا بندہ نابینا، پھر اس کا بیٹا شاہ عباس اعظم۔ اس درمیان میں سلطنت کی نزع جاری رہی جس میں امیر غیاث الدین نے اپنے سمدھی اسمٰعیل خونی کا ساتھ دیا۔ بالآخر شاہ عباس سبھوں پر غالب آیا اور یہ تباہ ہو گئے۔ جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے......

میر خلیل اللہ، داماد شاہ اسمٰعیل خونی فرار ہو کر ہندوستان آئے، لاہور میں جہانگیر کے پاس پہنچے اور عواطف بے دریغ کے مورد ہوئے۔ جشن دہمیں کے زیر جہانگیر لکھتا ہے:۔

"میر خلیل اللہ مذکور رہفت، ہشت سال قبل ازیں از ولایت آمدہ در لاہور مرا ملازمت نمود۔ چوں از سلسلۂ مردم عزیز و عظیم بود، بہ احوال او بسیار پرداختیم و منصب و جاگیر و عزت او را معمور ساختہ در صدد تربیت و رعایت او بودیم۔ بعد ازاں کہ آگرہ مقام خلافت شد باندک مدتے بسبب افراط خوردن انبہ او را بیماری اسہال کبدروے داد، و در عرصۂ دہ دوازدہ روز جاں را بجاآفرین سپرد۔ از رفتن او آزردہ خاطر شدیم۔ باز گذاشت ہائے او را از نقد و جنس فرمودم کہ بہ فرزندان او کہ در ولایت بودند رسانند۔ دریں ولا میر میراں (پسر میر خلیل اللہ مذکور) کہ در سن بست و دو سالگی قلندر و درویش شدہ کہ او را در نشناختند، خود را در اجمیر بما رسانید۔ کلفت ہائے خاطر و پریشانی ہائے باطن و ظاہر او را اصلاح نمود، بمنصب ہزار بذات و چہار صد سوار سرفرازی ساختیم و سی ہزار درم نقد باو عنایت کردیم۔ الحال در خدمت و ملازمت است"

بادشاہ نے ان کے چھوٹے بھائی میر ظہیر الدین کا عقد اپنی بھتیجی شاہزادہ

۱؎ تاریخ جہاں آرائے عباسی میں ان کو مرد فتنہ انگیز و شورش طلب لکھا ہے اور ان کی بغاوت و تباہی کے حالات تفصیلی مذکور ہیں۔ ۲؎ توزک جہانگیری مرتبہ سید احمد خان ۱۸۶۴ء وقائع سال دوم از جلوس ۲۱۷

Marfat.com

دانیال بن اکبر بادشاہ کی بیٹی سے کرا دیا[1]۔

خود میر میراں کی شادی صالحہ بانو بیگم، آصف خاں کی بیٹی اور نورجہاں کی بھتیجی سے ہوئی۔ ان کے ایک بیٹے خلیل اللہ خاں، حمیدہ بیگم[2] خواہر زادہ نواب ممتاز محل، کے شوہر اور عہد شاہجہاں میں حاکم شاہجہاں آباد تھے، حضرت محبوب الٰہیؒ کے روضۂ منورہ واقع نواح دہلی کے گرد بیت دری ہے وہ اوّل انہی نے ۱۰۶۳ھ میں تعمیر کرائی تھی جیسا کہ کتبہ سے ظاہر ہے۔ ان کے ایک بیٹے روح اللہ خاں عہد اورنگ زیب میں میر بخشی اور دوسرے بیٹے امیر خاں صوبہ دار کابل تھے۔ آخر الذکر کے بیٹے امیر خاں عمدۃ الملک تھے۔ محمد شاہ بادشاہ کے مشہور و معروف ندیم و وکیل السلطنت تھے۔

شاہؒ کی اولاد کا ایک تیسرا سلسلہ بھی کتب تاریخ میں پایا جاتا ہے جس کے افراد اہلِ سیف نہ تھے بلکہ اہلِ قلم۔ میر منظّر جو اپنے کو شاہ برہان الدین خلیل اللہ بن شاہؒ کی اولاد میں سے بتاتے تھے۔ دسویں صدی ہجری میں ہندوستان آئے۔ ان کے بیٹے میر عبداللہ دہلی کے عہد اکبری کے مشہور خوشنویس تھے مشکین رقم خطاب خود اکبر نے دیا[3] تھا۔ ان کے دو[4] بیٹے تھے، ایک میر مومن عرشی، سلیمان شکوہ بن دارا شکوہ کے معلم خوشنویس، دوسرے میر صالح کشفی، جن کی تصنیف مناقب مرتضوی ہندوستان سے لے کر ایران تک شیعوں میں مقبول ہوئی۔"

---

[1] منتخب التواریخ عبدالقادر بدایونیؒ جلد ۳ صفحہ ۳۸۳ [2] شجرہ نسب میر میراں توزک جہانگیری (اردو) صفحہ [4] مجمع الفصحا زیر کشفی

شاہ خلیل اللہ بُت شکنؒ

نام ونسب آپ کا اسم گرامی میر برہان الدین شاہ خلیل اللہ تھا۔ اور بت شکن کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ آپ کے سلسلۂ نسب پدری معلوم کرنے کے لئے آپ کے والد بزرگوار کا نسب نامہ ملاحظہ فرمایا جائے جو کتاب شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ مولفہ راقم الحروف میں شائع کیا گیا ہے۔

شاہ خلیل اللہؒ ۷۷۵ھ مطابق ۱۳۷۵ء میں کوہبنان (ایران) میں جہاں آپ کے والد بزرگوار سکونت پذیر تھے، تولد ہوئے۔ آپ کی پیدائش پر حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے شکرانۂ رب اس طرح ادا فرمایا۔

از قضائے خدائے عزّ وجل
حیّ قیوم و قادر و سبحان
نیم ساعت گذشتہ بود از روز
روزِ آدینہ درمہِ شعبان
یازدہم بود[1] ماہ وقت شریف
ماہ در حوت ومہر در میزان
پنج و ہفتاد و ہفت صد از سال
رفتہ در کوہ بناں کہ ناگاہان

---

[1] مطبوعہ دیوان میں "یازدہم بود وقت ماہ شریف" لکھا ہے۔

میر برہان[1] الدین خلیل اللہ
آمد از غیب بندہ. را مہمان
خیر مقدم بر آمد از عالم
مرحبا را شنیدم از یاران
کسب او باد[2] علم ربانی
حاصلش باد عمر جاویدان

(مخطوطہ) (کلیات شاہ نعمت اللہ صفحہ ۴۲۴
دیوان شاہ نعمت اللہ صفحہ ۶۵۱)

شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ اپنے والد بزرگوار کے بہت چہیتے صاحبزادہ تھے چنانچہ آپ کے متعلق شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے اپنی محبت اور جذبات کا اس طرح اظہار فرمایا ہے۔

اے بنورِ روئے تو روشن دو چشم جانِ من
اے خلیل اللہ من فرزندِ من برہانِ من
شمعِ بزمِ جانِ من از نورِ رویت روشن است
باد روشن دائما چشم چراغِ جانِ من

در نظر نقشِ خیالِ روئے تو دارم مدام
اے دل دلدار من اے جان ولے جانانِ من
مجلس عشقست و من می گو نعمت از جاں دعا
گوش کن تا بشنوی اے میر سرمستانِ من

---

[1] مطبوعہ دیوان میں "میر برہان دیں" لکھا ہے [2] مطبوعہ دیوان میں "کسب او بد بود ربانی" لکھا ہے

Marfat.com

مدّتِ ہفتاد سال از عمر بگذشت است
حاصلِ عمرم توئی اے عمر جاویدان من
بیر ضائے من نبودی یکزماں درہیچ سال
یک سخن ہرگز نفرمودی تو بے فرمانِ من
یادگارِ نعمت اللہ قرۃ العینِ رسول
نورطٰہٰ آل یٰسین سایۂ سلطان من
رحمتے کن بردل و برجانِ من
بوسہ دہ برلبِ جانانِ من

(مخطوطہ کلیات شاہ نعمت اللہ ولیؒ صفحہ ۵۳۰)

پرورش تعلیم وتربیت

شاہ خلیل اللہؒ کی تعلیم وتربیت پر پیدائش کے وقت ہی سے آپ کے والد محترم عارف باکمال و فقیر بے مثال شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے بطورِ خاص توجہ فرمائی۔ اپنے فرزند دلبند سے آپ کو فطرۃً بیحد محبّت تھی۔ ان کو اپنا جانشین بنانا تھا۔ ان کی آئندہ کی عظمت کا آپ کو پہلے ہی سے اندازہ ہوچکا تھا۔ ان کی ابتدائی تعلیم کے لئے اپنے مریدوں میں سے چند کا انتخاب فرماکر ان کو مقرر فرمادیا اور روحانی تعلیم کی جانب آپ نے خود بہ نفس نفیس توجہ فرمائی۔ فرزند دلبند سے اپنی فطری محبّت کا اظہار اس طرح فرمایا ہے :-

در عالم حسن بر ہمہ شاہ توئی
خوباں ہمہ چوں ستارہ و ماہ توئی
اے نورِ دو چشم وا اے خلیل اللہ
سجادہ نشین نعمت اللہ توئی

(مآثر الامرا) (دیوان شاہ نعمت اللہ ولیؒ)

---

۱ رسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) جنوری ۱۹۷۴ء صفحہ ۵۰۔ حیدرآباد دکن)

فضیلت اور وقعت واحترام شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے اپنی زندگی ہی میں شاہ خلیل اللہؒ کو جن کی عمر ۹۵ سال تھی. قطب یعنی اپنا جانشینؒ اور

صاحب سجادہ بنایا تھا. نصر اللہ پرجاوید[۱] نے آپ (شاہ خلیل اللہؒ) کو سلسلہ نعمت اللہی کا دوسرا قطب بتایا ہے نیز لکھا ہے کہ شاہ خلیل اللہ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد خاندان کے بہت ہی اہم اور بااثر فرد بنے. آپ نے ایران اور ہندوستان میں سلسلہ نعمت اللہی کے پھیلانے اور اس کے فروغ میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے.

اپنے والد محترم کے وصال (۸۳۴ھ مطابق ۱۴۳۰ء) کے بعد شاہ خلیل اللہؒ نے چند سال قصبہ ماہان علاقہ کرمان (ایران) میں قیام فرمایا. اس کے بعد آپ سلطان شاہ رخ فرزند امیر تیمور صاحبقران کی دعوت پر ہرات تشریف لے گئے جہاں سلطان شاہ رخ نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی. یہاں تک کہ آپ کو دربار میں تشریف لانے کے لیے ہودہ[۳] (غالباً اونٹ پر) کا انتظام کیا. ایک دفعہ ایسا اتفاق بھی ہوا کہ بادشاہ (سلطان شاہ رخ) کے سنہرے تخت پر بادشاہ کی طرح بیٹھنے کا آپ کو موقع دیا گیا. ان غیر معمولی اعزازات وسلوک کی وجہ سے درباریوں کے دل میں حسد کی آگ بھڑکنے لگی، چنانچہ ایک دن درباریوں میں سے ایک شخص امیر فیروز شاہ آپ (شاہ خلیل اللہؒ) سے اس طرح مخاطب ہوا.

"آپ کے برتاؤ اور طرز عمل کے متعلق تین باتیں قابل اعتراض ہیں پہلی یہ کہ آپ بادشاہ کی طرح ہودہ میں بیٹھ کر دربار میں آتے ہیں. دوسری یہ کہ

---

[۱] رسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) جنوری ۱۹۶۴ء حیدرآباد دکن صفحہ ۵۰ [۲] کمترین نے سلسلہ نعمت اللہی کے قطبوں کی فہرست رسالہ مذکور کے حوالہ سے اس کتاب میں علیحدہ شائع کی ہے [۳] ہودہ. عربی کا لفظ ہے جس کے معنی اونٹ کی پیٹھ کا کوڑ ہے اس کی جمع ہودہ ہے. عام طور پہ ہاتھی پر بیٹھنے کے لئے بنائی جانے والی آرام دہ نشست کو کہتے ہیں جو اوپر سے ڈھکی ہوتی ہے. قدیم زمانے میں بادشاہ ہودہ میں بیٹھ کر نکلا کرتے تھے.

Marfat.com

آپ شاہی تخت پر بیٹھتے ہیں جس کی وجہ سے بادشاہ کا اعزاز متاثر ہوتا ہے۔ اور تیسری یہ کہ آپ اپنی زمینوں کا جو کرمان میں ہیں ٹیکس ادا نہیں فرماتے"۔

شاہ خلیل اللہ بت شکن ؒ نے ان اعتراضات کا یہ جواب دیا کہ "سلطان شاہرخ اعزاز میں اپنے والد امیر تیمور سے برتر نہیں ہیں۔ میرے والد بزرگوار (شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی ؒ) امیر تیمور سے ملاقات کرنے کے لئے ہودہ میں بیٹھ کر تشریف لے گئے تھے۔ نیز ایک مرتبہ انھوں نے امیر تیمور سے فرمایا تھا کہ میری سلطنت ایک دنیا ہے (یعنی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے) جس کا کنارہ نہیں ہے برخلاف اس کے آپ کی سلطنت کے حدود کھطہ (چینا) سے شیراز تک محدود ہیں۔ دوسرے یہ کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کوئی شخص اپنے پر میری اولاد کی فوقیت کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کریگا وہ بیہودہ ہوگا مجھے یقین ہے کہ سلطان شاہرخ ایسے نہیں ہیں۔ رہا آپ کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ آپ کو البتہ تھوڑا سا پس و پیش ہے۔ تیسری بات یہ کہ جہاں تک میرے ٹیکسوں (محصولات اراضی) کا تعلق ہے میں یہ وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ حضرت امام حسین ؓ اور یزید کے مابین اسی معاملہ میں تنازعہ تھا۔ تم جتنا چاہتے ہو ٹیکس دے دوں گا۔ مجھ سے لے لو اور جاؤ"۔

سلطان شاہرخ کا جانشین بایسنقر (BAYSUNGUR) بادشاہ ہرات نے بھی جو ایک بیدار مغز حکمراں تھا۔ شاہ خلیل اللہ ؒ کی عزت و توقیر کی کہا جاتا ہے کہ جب شاہ صاحب ؒ ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ تو بادشاہ اپنے ہاتھوں سے پانی ڈالا کرتا تھا۔

دکن میں تشریف آوری

چند سال ہرات میں گزارنے کے بعد شاہ خلیل اللہ ؒ نے اپنے ایک صاحبزادہ شاہ شمس الدین محمد ؒ سے فرمایا کہ وہ ماہان ہی میں قیام کریں اور خود اپنے دو صاحبزادوں شاہ محب الدین حبیب اللہ اور شاہ حبیب الدین محب اللہ کو اپنے ساتھ

لے کر دکن روانہ ہوئے اور محمد آباد بیدر پہنچے جو سلاطین بہمنیہ کا پایہ تخت تھا، یہاں سلطان احمد شاہ ولی بہمنی حکمران تھا۔ پہلے ہی سے بیدر میں شاہ خلیل اللہ رح کے ایک صاحبزادہ امیر ضیاء الدین نور اللہ موجود تھے جو سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے داماد تھے۔ جب شاہ خلیل اللہ بیدر پہنچے تو بادشاہ نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور آخر دم تک آپ کی عزت و احترام میں فرق آنے نہیں دیا۔ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ جس دن آپ بیدر پہنچے تھے، اسی دن آپ کے صاحبزادہ شاہ نور اللہ نے بیدر میں وفات پائی اور بادشاہ آپ کی تجہیز و تکفین و تدفین سے فارغ ہو کر شاہ خلیل اللہ رح کے استقبال کے لئے پہنچا۔[1]

شاہ خلیل اللہ بڑے پایہ کے صوفی اور بزرگ تھے۔ اپنے ہم عصر مشہور صوفیوں مثلاً سید السادات سید حنیف اور قاضی مقبول اور خود اپنے صاحبزادہ میر نور اللہ کی طرح بادشاہ کے دربار میں شریک رہا کرتے تھے۔ اور بادشاہ اور دوسرے لوگوں کو اپنے روحانی فیوض و برکات سے مستفید فرمایا کرتے تھے۔ آپ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے مرشد تھے جو آپ کے والد بزرگوار کا بیحد معتقد تھا۔ بادشاہ کو آپ نے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا تھا چنانچہ بادشاہ مذکور کے گنبد موقوعہ محمد آباد بیدر میں ایک طرف آپ کا شجرہ خلافت اس طرح لکھا ہوا ہے جس کو میں نے بھی بارہا دیکھا ہے۔

شجرہ خلافت سلطان احمد شاہ ولی بہمنی مرید اور خلیفہ تھے۔ سید شاہ خلیل اللہ کے، جو خلیفہ تھے۔ سید شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی کے، جو خلیفہ تھے۔ عبد اللہ الیافعی کے، جو خلیفہ تھے۔ کمال الدین الکوفی کے، جو خلیفہ تھے الفتوح السعیدی کے، جو خلیفہ تھے ابو المدین المغربی کے، جو خلیفہ تھے۔ ابو البرکات ابو سعید اندلسی کے، جو

---

[1] تاریخ خورشید جاہی ص ۲۰۱ [2] سلطان احمد شاہ ولی بہمنی مولفہ محمد ظہیر الدین احمد ایم اے صفحہ ۱۴۴

Marfat.com

خلیفہ تھے ابوالفضل البغدادی کے، جو خلیفہ تھے شیخ احمد الغزالی کے، جو خلیفہ تھے ابوبکر النساخ کے، جو خلیفہ تھے الشیخ ابوالقاسم کے، جو خلیفہ تھے ابوعلی الکاتب کے، جو خلیفہ تھے ابوعلی رودباری کے، جو خلیفہ تھے خواجہ جنید بغدادی کے، جو خلیفہ تھے سرّی سقطی کے، جو خلیفہ تھے معروف کرخی کے، جو خلیفہ تھے داؤد طائی کے، جو خلیفہ تھے خواجہ حبیب عجمی کے، جو خلیفہ تھے خواجہ حسن بصری کے، جو خلیفہ تھے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ کے، جو خلیفہ تھے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ شجرۂ خلافت سلطان احمد شاہ بہمنی کے گنبد میں ہے۔ مختلف آیات قرآنی و اشعار بھی ہیں حسب ذیل اشعار یہ ہیں۔

تا محیط دیدہ برز موج عشق | ہفت دریا را چو سیلی دیدہ ام
نعمت اللہ یافتم در ہر وجود | با ہمہ عشقی و میلی دیدہ ام
نعمت اللہ در ہمہ عالم یکیست | لا تجد مثلی و مثلی لا یجد

تاریخ وفات حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ

آنکہ روشن تر از خور و ماہ است | شاہ کونین نعمت اللہ است
قدوۂ دودمان آل عباست | زبدۂ خاندان صدق و صفا است
آنکہ مفتاح باب فردوس است | نقل او آفتاب فردوس است

بادشاہ نے شاہ خلیل اللہؒ کے قیام کے لئے بیدر ۸۳۴ھ میں قلعہ ارک کے قریب ایک مکان بھی بنوا دیا تھا۔ یہ وہی مکان معلوم ہوتا ہے جس کا ایک حصّہ نہایت پختہ وسیع ہال "دہلیز" کے نام سے موسوم اور تعلیم (محل) بنیا رہیں موجود ہے۔ مکان کا کچھ حصّہ منہدم ہو گیا ہے۔ یہاں ایک قدیم وضع کا پشت دار خوبصورت تخت بھی رکھا ہوا ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس پر شاہ خلیل اللہ رح تشریف رکھتے تھے۔

شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ جن کے حالات آئندہ اوراق میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ چاروں بزرگوار عالم، متقی اور اپنے وقت کے

خورشید

Marfat.com

*****

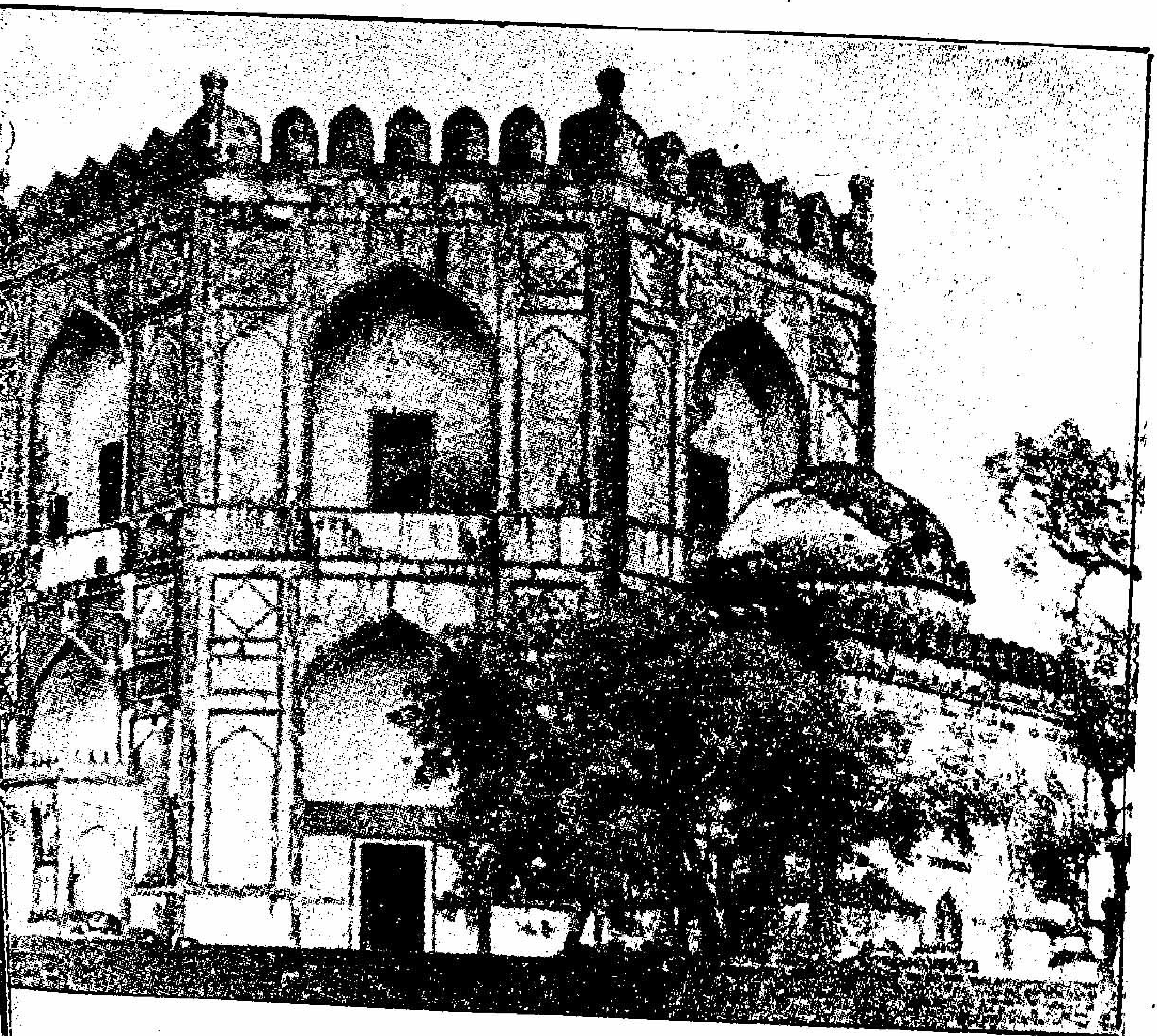

مقبرہ

حضرت سید شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ

واقع بیدر شریف۔ حیدرآباد دکن

*****

نہایت بلند پایہ و عالی مرتبت صوفی تھے۔ ان بزرگوں کی اولاد و پسماندگان، سمرقند، ہرات، ایران، پاک و ہند اور بعض دیگر اسلامی ممالک میں پھیل گئے اور اپنی پاکیزہ زندگی اور عملِ صالح کا اعلیٰ نمونہ پیش فرما کر لوگوں کو روحانی فیض پہنچاتے رہے۔ تاحال ان کے فیض کا سرچشمہ جاری ہے۔

وصال و مقبرہ

شاہ خلیل اللہؒ کا وصال محمد آباد بیدر میں ۸۶۰ھ مطابق ۱۴۵۵ء میں ہوا۔ شہر بیدر سے تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ایک ٹیلہ پر آپ کا مقبرہ ہے۔ جہاں سے سلاطین بہمنیہ کے گنبد بہت قریب واقع ہیں۔ شاہ خلیل اللہؒ کے مزار پر گنبد بنا ہوا ہے، اور اس کے اطراف چوکھنڈی تیار کرائی گئی ہے۔ اس کا شمار فنِ تعمیر کے لحاظ سے ہندوستان کی بہترین عمارتوں میں ہوتا ہے۔ یہ عمارت محکمہ آثار قدیمہ کی نگرانی میں ہے۔ اس کے سامنے کی دیوار پر قرآنی آیات نہایت خوشخط جلی حروف میں لکھی ہوئی ہیں اور نقش و نگار بھی ہیں۔ گنبد میں تین مزار ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ درمیان میں شاہ خلیل اللہؒ کا داہنیں جانب میر نور اللہ کا اور بائیں جانب شاہ محب اللہ کا مزار ہے۔ (شاہ حبیب اللہ بیجاپور (دکن) میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار وہیں ہے۔ اور شاہ شمس الدین محمد ماہان میں رہ گئے تھے پھر ماہان جاکر وہیں فوت ہوئے ان کا مزار وہیں ہے)

گنبد کے دروازہ کے سامنے چوکھنڈی کے اندر ایک دالان کی شکل کا وسیع حصّہ ہے جس میں متعدد مزارات ہیں، جو شاہ خلیل اللہؒ کے خاندان کی بزرگ ہستیوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔

چوکھنڈی میں داخل ہونے کے بعد بجانب مغرب دیوار کے قریب سیّد شاہ اولیا محمد الحسینی صاحب مرحوم سجادہ نشین کا مزار ہے۔ چوکھنڈی کے سامنے ایک نہایت

۱؎ بیدر میں شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کا مقبرہ 'چوکھنڈی' کے نام سے موسوم اور مشہور ہے بعض متمول ایرانی حیدرآباد سے بیدر جاکر چوکھنڈی میں تمام دن گزارتے اور نیاز کرتے ہیں، یہ عمل چند سال پہلے سے ہو رہا ہے ۲؎ میرے ماموں سیّد شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ جب سیّد شاہ اولیاء محمد الحسینی کا انتقال ہوا تو قبر کے لئے جس جگہ کھدائی شروع کی گئی وہاں سنگ بستہ خالی قبر نکل آئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یاک صاف خالی قبر ان ہی کے لئے محفوظ تھی، چنانچہ اسی میں ان کو دفن کیا گیا۔

Marfat.com

کشادہ چبوترہ ہے جس پر متعدد مزارات ہیں مغرب کی جانب ایک حصہ میں میری والدہ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ، میرے ماموں سید شاہ خلیل اللہ حسینی صاحبؒ اور نانا سید شاہ محب اللہ حسینی صاحبؒ، ان کے آباؤ اجداد اور میری نانی صاحبہ کے مزارات ہیں۔ اس وسیع قبرستان میں مزارات سے بھرے ہوئے تین چبوترے گنبد کے سامنے یکے بعد دیگرے کچھ نشیب پر واقع ہیں۔ ایک وسیع خانقاہ اور دو مساجد ہیں۔ نیز ایک کشادہ باولی سنگ بستہ موجود ہے جس کا پانی نہایت میٹھا اور صحت بخش ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شہر بیدر میں طاعون (پلیگ) کی وبا بہت شدت سے پھیلی، یہ ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے۔ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں۔ لوگ جان بچانے کے لئے شہر کے اطراف واکناف میدانوں میں جھونپڑیاں ڈال کر آباد ہو گئے۔ ہم لوگ چوکھنڈی شاہ خلیل اللہؒ کے سامنے خانقاہ میں مقیم ہوئے جہاں سے میرے ماموں صاحب قبلہ مرحوم کی اراضیات بالکل قریب واقع تھیں۔ درگاہ شریف کا نورانی و دلکش منظر، خصوصاً فجر کی نماز اور مغرب کے وقت کا سہانا سماں اب تک میرے دل پر گہرا نقش کئے ہوئے ہے لہلہاتے ہوئے ہرے بھرے کھیت ہر دو وقت اس شہر خموشاں (سنسان قبرستان) میں درخت کی ٹہنی پر بیٹھ کر لانبی چونچ والی ایک چھوٹی سی خوبصورت چڑیا نہایت تیز اور میٹھی آواز میں ایک خاص انداز سے بولا کرتی تھی جو دل پر عجیب اثر پیدا کرتی تھی۔ اس کی سُریلی آواز اب تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہایت غمزدہ ہے اور کسی دور افتادہ ہم جنس کو یاد کرتی ہے یا کسی کا تذکرہ کرتی ہے قریب کے ہرے بھرے درختوں پر کبھی پپیہا کا پیو پیو بولنا کبھی کوئل کی کوک عجیب سماں پیدا کرتی تھی۔ چاندنی راتوں میں درگاہ شریف اور پورے قبرستان پر نور کی ایک چادر بچھی ہوئی معلوم ہوتی تھی جنگل کی تکلیف دہ زندگی اور وبا (طاعون) کی پریشانی ایک پُرسکون و پُرمسرت

Marfat.com

ماحول میں تبدیلی ہو گئی تھی۔

تبرکات شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے تبرکات میں سے میرے ماموں زاد بھائی سیّد شاہ ندیم اللہ حسینی بن سیّد شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب مرحوم کے پاس نہایت عمدہ ریشمی سبز رنگ کا ایک جبّہ مُبارک ہے جس پر کلمہ طیبہ بُنا ہوا ہے (یعنی بنّت میں ہے) یہ خاص وضع کا جبّہ آپ ایران سے اپنے ساتھ لاتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک کلاہ مُبارک اور چند قلمی تصاویر ایرانی مصوّر کی بنائی ہوئی اب بھی موجود ہیں۔ ان تبرکات کی زیارت ہر سال ۱۲ محرم کو کرائی جاتی ہے۔ ان تبرکات کے متعلق دو حقیقی واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا واقعہ یہ کہ ایک مرتبہ جب گھر کو آگ لگی تو سارا اثاثہ جل کر خاک ہو گیا لیکن ٹین کا وہ ڈبّہ (صندوقچی) جس میں تبرکات رکھے ہوئے تھے بفضل الٰہی محفوظ رہا جبّہ مبارک کا ایک گوشہ کسی قدر متاثر ہوا۔

دوسرا یہ کہ جب ۱۹۴۸ء میں ریاست نظام حیدرآباد دکن پر پولیس ایکشن کے نام سے ہندوستانی فوج نے قبضہ کیا تو فوج بیدر میں بھی داخل ہوئی اور ہر مسلمان کے گھر کو لوٹا۔ میرے ماموں صاحب کے اہل و عیال اپنی جانیں بچانے کے لئے درگاہ شاہ خلیل اللہؒ کی خانقاہ (چوکھنڈی شریف) چلے گئے تھے۔ فوج ان کے مکان میں بھی داخل ہوئی۔ فوجی سپاہیوں کی مدد سے ہندو غنڈوں نے گھر کا پورا اثاثہ لوٹ لیا۔ لیکن جس صندوقچہ میں تبرکات رکھے ہوتے تھے اس کو گھر کے بیرونی دروازہ کے پاس رکھ دیا۔ دوسرے دن صبح ایک ہندو نائی نے جو گھر کے قریب رہتا تھا اس صندوقچہ کو دیکھا وہ اس سے اس لئے واقف تھا کہ ہر سال محرم میں چراغاں وغیرہ کی خدمت وہی انجام دیا کرتا تھا۔ وہ تبرکات کو نکالتے اور رکھتے ہوئے بھی دیکھ چکا تھا۔ نیز گھر والوں سے اس کو عقیدت اور ہمدردی تھی۔ وہ اس کو احترام کے ساتھ گھر لے گیا۔ کچھ عرصہ بعد جب امن و امان بحال ہو گیا اور

Marfat.com

مالک گھر لوٹے تو وہ نائی بڑے احترام کے ساتھ صندوقچہ کو اپنے سر پر رکھ کر لایا اور مالک کو پہنچا دیا۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ تبرکات محفوظ رہیں۔ وہی حافظ حقیقی ہے۔

"فاللہ خیرٌ حافظاً وھو ارحم الراحمین"

حتی الامکان کوشش، تلاش و تحقیق کے بعد شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے پسماندگان کا شجرہ نسب و حالاتِ زندگی فراہم کر کے اس کتاب میں شائع کئے گئے ہیں۔ ناظرین سے استدعا ہے کہ اگر پسماندگان شاہ صاحب کے سلسلہ میں کسی صاحب کو مزید معلومات ہوں تو براہ کرم بحوالہ شجرہ و حالات کمترین کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے صاحبزادگان کے اسماءِ گرامی حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ امیر ضیاء الدین شاہ نور اللہ (شاہ نور اللہ)
۲۔ میر شاہ محب الدین حبیب اللہ (شاہ حبیب اللہ)
۳۔ میر شاہ شمس الدین محمدؒ (شاہ شمس الدین محمدؒ)
۴۔ میر شاہ حبیب الدین محب اللہ (شاہ محب اللہ)

○

Marfat.com

شاہ نور اللہؒ

آپ کا اسم گرامی امیر ضیاء الدین شاہ نور اللہؒ تھا۔ آپ شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے بڑے صاحبزادہ تھے۔

سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کی استدعا پر شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے اپنے صاحبزادہ کے بجائے اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو محمد آباد بیدر بھیجا جس کا تفصیلی ذکر اس سے قبل کیا جا چکا ہے۔

جب شاہ نور اللہ بیدر کے قریب پہنچے تو بادشاہ نے معہ شہزادوں اور امرا کے آپ کا استقبال کیا۔ بڑی عزت و توقیر کے ساتھ آپ کو شہر میں لایا، ملک المشائخ کا خطاب دیا؛ اپنی صاحبزادی کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا اور جاگیر عطا کی بلاقات کے مقام پر ایک مسجد اور ایک گاؤں نعمت آباد بسایا۔

شاہ نور اللہ بڑے پایہ کے عالم و صوفی تھے۔ آپ دوسرے علماء کے ساتھ بادشاہ کے ساتھ دربار میں شریک رہا کرتے تھے۔

اس موقع پر ضمناً ایک واقعہ کا اظہار بے محل متصور نہ ہوگا۔

میں اپنے ماموں سید شاہ خلیل اللہ حسینی مرحوم کے ساتھ اکثر شاہ نور اللہ رحمہ کے مزار پر فاتحہ خوانی میں شریک رہتا تھا۔ ایک دن فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد مجھ سے ماموں صاحب نے فرمایا کہ یہ مزار ہمارے خاندان کے بہت بڑے بزرگ کا ہے میں نے تمہارا نام ان ہی بزرگ کے نام پر امیر ضیاء الدین رکھا ہے۔ دراصل تمہارے ماں باپ نے تمہارا نام مرزا غیاث الدین بیگ رکھا تھا۔ تمہارے

۱۔ تاریخ خورشید جاہی صفحہ ۲۰ پر بجائے میر کے مرزا لکھا ہے ۲۔ سلطان احمد شاہ بہمنی مؤلفہ محمد ظہیر الدین احمد، ۱۴۳

Marfat.com

جداعلیٰ جو خطائی مغل تھے ۔ غدر کے زمانہ میں دہلی سے دکن آکر گلبرگہ شریف میں درگاہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے سجادہ نشین کے پاس مقیم ہو گئے تھے ۔

جب میں نے سرکاری مدرسہ (ہائی اسکول بیدر) میں داخلہ لیا تو داخلہ کے فارم میں میں نے اپنے نام کے ساتھ "مرزا" اور "بیگ" کے الفاظ اضافہ کر دیئے۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار کا نام مرزا سرفراز بیگ تھا لیکن میرے ماموں صاحب کو مجھے صرف "ضیاء الدین" ہی پکارنا اور لکھنا پسند تھا چنانچہ میرے ولیمہ کی دعوت کے رقعہ میں جو ۱۳۴۴ھ میں ان ہی کی جانب سے چھپا تھا انھوں نے اپنی پسند کا نام "ضیاء الدین" ہی چھپوایا تھا اصل رقعہ اس طرح تھا۔

نحمدہٗ و نصلّی

۱۲ ر ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ بروز جمعہ

تقریب ولیمہ عزیزم ضیاء الدین سلّمہٗ مقرر

اُمید کہ

صبح سے دوپہر تک تشریف لاکر تناول ماحضر سے ممنون و مشکور فرمائیں گے

خاکسار: سید شاہ خلیل اللہ حسینی نعمتہ اللّہی

پتہ مکان برادرم مولوی شاہ منیر الدین صاحب قادری وکیل ۔ واقع بازار گھانسی، باولی گوند

میرے ماموں صاحب قبلہ مرحوم کا سلسلۂ نسب امیر ضیاء الدین شاہ نور اللہؒ ہی سے ملتا ہے ۔ ان کا شجرہ نسب میں نے اپنے ماموں زاد بھائی سید شاہ ندیم اللہ حسینی سے حاصل کیا ہے جو اب محمد آباد بیدر، محلہ تعلیم منیار میں "دہلیز" (سابق قیام گاہ شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ) کے قریب اپنے آبائی مکان میں مع اہل و عیال سکونت پذیر ہیں اور ان چند اراضیات پر قابض و متصرف ہیں جو امیر ضیاء الدین شاہ نور اللہؒ کو بطور انعام و مدد معاش سلاطین بہمنیہ سے ملی تھیں ۔ یہ اراضیات گنبد (چوکھنڈی) شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے قریب واقع ہیں ۔

Marfat.com

شجرۂ نسب خانوادۂ شاہ نور اللہؒ بن شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ جو سید شاہ نعیم اللہ حسینی متوطن بیدر سے حاصل کیا گیا ہے حسب ذیل ہے :-

حضرت سید شاہ نورالدین نعمت اللہ ولی حسینی الکرمانیؒ

حضرت سید شاہ برہان الدین خلیل اللہ حسینی بت شکن قدس سرہ'

حضرت سید شاہ امیر ضیاء الدین نور اللہ حسینیؒ

حضرت سید شاہ بہار الدین محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید العارفین سید شاہ علی محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ اسمعیل محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ نعمت اللہ محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ جعفر محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ علی محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ عبداللہ محمدؐ الحسینیؒ

حضرت سید شاہ مرتضیٰ محمدؐ الحسینیؒ

Marfat.com

حضرت سید شاہ ابراہیم محمد الحسینیؒ

حضرت سید شاہ علی میر جانی حسینی صاحبؒ

حضرت سید شاہ محب اللہ حسینی صاحبؒ

حضرت سید شاہ خلیل اللہ حسینیؒ

سید شاہ ندیم اللہ حسینی

Marfat.com

شاہ حبیب اللہؒ

میر شاہ محب الدین حبیب اللہ حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔

جب ۸۳۴ھ میں شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کا قریہ ماہان علاقہ کرمان میں وصال ہوا تو شاہ حبیب اللہ اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ اور اپنے والد بزرگوار شاہ خلیل اللہ کے ساتھ محمد آباد بیدر تشریف لائے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی نے آپ کی بڑی توقیر و عزت کی اور اپنی صاحبزادی کو آپ کے عقد میں دیا سلطان آپ کا بہت احترام کرتا تھا۔ آپ دوسرے مشائخین کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں شریک رہا کرتے تھے۔ بڑے فرزند ہونے کے باوجود آپ نے سجادگی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ کو تفویض فرمادی تھی جو سلسلہ نعمت اللہی کے تیسرے قطب (صاحب سجادہ) ہوئے۔

شاہ حبیب اللہ کو سپاہ گری کی طرف بہت زیادہ رغبت تھی۔ آپ امارت کے کاموں کی طرف متوجہ ہوئے چونکہ آپ ہمایوں شاہ (ظالم) ابن علاؤالدین شاہ بہمنی کے عہد حکومت میں بادشاہ کے چھوٹے بھائی حسن خاں کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کو قید کردیا گیا۔ چند دن کے بعد بعض مریدوں کی کوشش سے آپ قید سے آزاد ہوئے اور بیجاپور تشریف لے گئے۔ جہاں کا تھانہ دار سراج خاں جنیدی مکر و فریب سے پیش آیا اور آپ کو پکڑ کر اس نے ہمایوں شاہ ظالم کے پاس بھیجنے کا

۱ؔ تاریخ روضۃ الاولیاء بیجاپور مطبوعہ ۱۳۱۴ھ صفحہ ۳۵ ورسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) جنوری ۱۹۲۷ء مطبوعہ حیدرآباد دکن صفحہ

قصد کیا۔ آپ نے تیر کش اٹھایا، جنگ کی اور شہید ہوتے۔ یہ واقعہ ۸۶۴ھ کا ہے۔
مولف روضۃ الاولیاء بیجا پور نے لکھا ہے کہ آپ کی اولاد محمد آباد بیدر میں موجود ہے اور سیڑم ضلع گلبرگہ میں سید شاہ نعمت اللہ حسینی و سید شاہ محمد اولیاء محمد الحسینی موجود ہیں۔ شاہ حبیب اللہ کی شہادت سے متعلق محمد طاہر استرآبادی نے جو قطعہ تاریخ کہا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

مہ شعبان شہادت یافت در ہند
حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست
برآمد روح پاک نعمت اللہ

اس قطعہ کے آخری مصرعہ "برآمد روح پاک نعمت اللہ" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔
شہادت کا واقعہ اور حالات روضۃ الاولیاء بیجاپور میں درج ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ شاہ حبیب اللہ کی شہادت بیجا پور (دکن) میں ہوئی اور آپ کا مزار وہیں ہے۔
مؤلف "محبوب الوطن" تذکرہ سلاطین دکن نے شاہزادہ حسن خاں کی بغاوت کے عنوان سے ص ۵۶۱ پر تفصیل سے لکھا ہے کہ:۔
"تحفۃ السلاطین کے مؤلف نے لکھا ہے کہ شاہزادہ حسن خاں، شاہزادہ یحیٰی خاں وجلال خاں بخاری و شاہ حبیب اللہ وغیرہ معززین کو ہمایوں نے دار السلطنت کے قید خانہ میں قید رکھا تھا۔ شاہ حبیب اللہ اگرچہ سلاطین بہمنیہ کے تعلق سے

۱؎ روضۃ الاولیاء بیجا پور صفحہ ۲۵۔
نوٹ: سیڑم ضلع گلبرگہ شریف (دکن) میں آپ کی اولاد موجود ہے لیکن محمد آباد بیدر (دکن) میں آپ کی اولاد سے کون کون ہیں۔ ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ نیز ان کے ناموں کا اظہار مولف مذکور نے نہیں کیا ہے۔

Marfat.com

امرا کے زمرہ میں شریک ہو گئے تھے لیکن ارادتمندوں کو اپنے بزرگان سلف کی طرح
مرید کرتے تھے۔ دارالسلطنت میں آپ کے اکثر خاص و عام مرید تھے۔ حضرت مرشد
کے قید ہونے سے رنجیدہ تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت کو رہا کرائیں لیکن ان
کو موقع نہیں ملتا تھا۔ جب بادشاہ تلنگانہ کی طرف چلا گیا، مریدوں نے باہم مشورت
کی کہ حضرت کو قیدخانہ سے نکالیں، چند مرید یوسف ترک چپل کے پاس گئے۔
وہ بھی حضرت کا مرید تھا اور بادشاہ علاء الدین بہمنی کا غلام دیرینہ تھا۔ حضرت کی
رہائی کی بابت مشورہ کیا۔ یوسف اس کام کے لئے مستعد ہوا۔ اس نے مخالفین
و کوتوال کو ملا لیا اور بارہ سو پچاس پیادے ہمراہ لے کر محلات شاہی کی طرف
جہاں قیدخانہ تھا روانہ ہوا۔ اس وقت شہر و قیدخانہ کا انتظام نہایت ہی
عمدہ تھا۔ تخمیناً تین ہزار سوار و پیادہ محافظت کے لئے مقرر تھے۔ بدون اجازت
قیدخانہ میں جانا محال تھا لیکن محافظین عالم غفلت میں تھے۔ اپنے ذاتی کاموں
میں مصروف اور اکثر غیر حاضر تھے۔ یوسف ترک نے ایک فرمان التمغائی سلاطین
بہمنیہ اوّل دروازہ کے دربانوں کو دکھلایا کہ فلاں قیدی کے قتل کے لئے لایا ہوں
دربانوں نے رہا کیا۔ جب دوسرے دروازہ پر پہنچا وہاں کے محافظین نے جعلی فرمان التمغائی
کا اعتبار نہ کر کے کہا کہ کوتوال کا حکم لاؤ۔ تو تم کو اجازت ملے گی۔ اس بات پر یوسف
ترک نے افسر محافظین کو مار ڈالا۔ شور و غل ہوا، تمام محافظین فرار ہو گئے۔ یوسف
ترک قیدخانہ میں پہنچ کے اوّل وہاں گیا جہاں حبیب اللہؒ و شاہزادگان مقید تھے
فوراً شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی، شاہزادہ حسن خاں و یحییٰ خاں و جلال خاں
بخاری نے نہایت تضرع و زاری سے التجا کی کہ خدا کے واسطے ہماری زنجیر
توڑ کے ہم کو اپنے ہمراہ لے جائیے۔ یوسف نے قبول کر کے ان کی زنجیریں بھی
توڑ دیں اور باقی تمام قیدیوں کو بھی رہا کرا دیا۔ کل قیدیوں کی تعداد تقریباً
سات ہزار تھی۔ یہ تمام قیدی یوسف کے ساتھ ہو گئے۔ یوسف معہ جمعیت
تخت گاہ کی طرف گیا اور محافظین قلعہ کو مار کے باہر نکال دیا۔ اندرون و بیرون

Marfat.com

قلعہ و شہر شور و غل ہونے لگا۔ ایک پہر رات گذر چکی تھی۔ جب اس ہنگامہ کی خبر کوتوال کو معلوم ہوئی، معہ جمعیت مدافعت کے لئے آیا۔ یوسف کی جمعیت نے فدویانہ سلوک کیا۔ کوتوال کو پتھر و لاٹھیوں سے مار کے بھگا دیا۔ اور اندھیری رات میں جس کو جدھر موقع ملا چل دیا۔ لیکن جلال خاں بخاری پیر دیرینہ عمر رسیدہ ہشتاد سالہ تھا، و شاہزادہ یحییٰ خاں جوان نوخیز اندھیری رات میں کوتوال کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے۔ نہایت خواری وزاری سے قتل ہوئے۔ شاہ حبیب اللہ و شاہزادہ حسن خاں ایک حجام خادم کے گھر میں پوشیدہ ہو کے قلندرانہ شہر سے برآمد ہوئے اور یوسف ترک بھی شاہزادہ کی رفاقت میں آیا۔ چھ سات دن باغ کمٹھانہ[1] میں سکونت پذیر رہے۔ جب شاہزادہ کے پاس تین ہزار سوار و پانچ ہزار پیادے جمع ہو گئے تب شاہزادہ یوسف ترک معہ جمعیت قلعہ کی تسخیر کے لئے مستعد ہوئے۔ اہل قلعہ نے مدافعت و ممانعت میں خوب کوشش کی۔ شاہزادہ قلعہ کی تسخیر سے مایوس ہو کے قصبہ بیڑ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کے شاہزادہ حسن خاں نے جلوس فرمایا۔ یوسف ترک امیر الامرا اور شاہ حبیب اللہ وزیر و جملۃ الملک ہوئے اور فوج فراہم کرنے لگے۔ ہمایوں بغاوت کی خبر سنکے ورنگل سے دارالسلطنت میں آیا اور اول محافظین قلعہ او رشہر کو جو تین ہزار سے زائد تھے تمام کو قتل کیا اور کوتوال کو آہنی پنجرے میں بند کیا۔ ہر روز اس کے بدن سے ایک جز کاٹتا تھا اس کو بجائے غذا کھلاتا تھا۔ اور شہر میں تشہیر کراتا تھا۔ آخر کوتوال پنجرے میں مر گیا۔ پھر آٹھ ہزار سوار و پیادہ شاہزادہ حسن خاں کی مدافعت کے لئے مقرر کئے۔ چنانچہ بیڑ کے جنگل و میدان میں قریب خانقاہ طرفین میں خوب جنگ واقع ہوئی شاہ حبیب اللہ وزیر کی کوشش بلیغ سے شاہزادہ حسن خاں کو کامیابی و فیروزی نصیب ہوئی۔ ہمایوں نے نہایت غصہ و غضب سے تمام سلحداروں کو معہ خزائن و

---

[1] کمٹھانہ ایک گاؤں ہے جو بیدر سے تقریباً ۸ میل دور بجانب مغرب ہے۔

Marfat.com

فیلان جنگی قصبہ بٹیر مدافعت کے لئے بھیجدیا اور سلحداروں کے اعیال واطفال کو قید رکھا کہ آئندہ ایسا نہو کہ ہم سے منحرف ہو کے شاہزادہ حسن خاں سے مل جائیں شاہزادہ حسن خاں اور ہمایوں کی سپاہ کے درمیان خوب معرکے ہوئے۔ آخر حسن خاں معہ جمعیت آٹھ سو سوار و پیادہ بیجانگر روانہ ہوا۔ جب بیجاپور کے اطراف میں پہنچا، سراج خاں جنیدی حاکم بیجاپور نے مکر و فریب سے شاہزادہ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اس مملکت کے مالک ہیں اور یہاں کا طرفدار خواجہ محمود گاواں تلنگانہ کی مہم میں مصروف ہے یہ مملکت خالی ہے اگر آپ یہاں تشریف رکھیں تو میں عہد کرتا ہوں کہ تمام بیجاپور ورائچور کی رعایا آپ کی فرمانبردار رہے گی۔ شاہزادہ حسن خاں حسب تجویز شاہ محب اللہ و یوسف ترک قلعہ بیجاپور میں داخل ہوا۔ سراج خاں نے لوازم ضیافت میں خوب اپنی نیازمندی کا اظہار کیا اور شام کے وقت معہ خدام وحشم سلام کے بہانے قلعہ میں آیا اور شاہزادہ حسن خاں کی فرودگاہ کا محاصرہ کیا۔ دوسرے دن چاہا کہ دونوں کو ہمایوں کے پاس بھیجدے۔ شاہ حبیب اللہ نے مخالفین سے خوب مقابلہ کیا۔ آخر مقتول ہوگیا۔ اور شاہزادہ حسن خاں و یوسف ترک و دیگر ملازمین کو گرفتار کر کے دارالسلطنت بھیجدیا۔ ہمایوں نے سیاست کا بازار خوب گرم کیا۔ احمدآباد بیدر کے بازار و کوچوں میں جابجا سولیاں نصب کردیں۔ اور مست ہاتھی و درندے اور دیگوں و قرابوں میں پانی و تیل جوش دیئے گئے اور خود تماشائی کی طرح محل شاہی کے دیوان خانہ میں بیٹھ گیا۔ اوّل حسن خاں کو شیر کے سامنے ڈالا تاکہ شیر اس کو مار ڈالے۔ اور پھر یوسف ترک اور اس کے احباب کی گردنیں ماری گئیں اور ان کے عیال واطفال کو گھر سے لائے ان کو ذلت و خواری کے ساتھ سخت سزائیں دیں۔ اور شاہزادہ کے ملازمین کو قسم قسم کی تکالیف سے نیست و نابود کیا۔ بیجاپور کے ملازمین تقریباً سات آٹھ سو سے کم نہیں تھے اور جنگ و قتال کی باتوں سے دور رہتے تھے۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۸۶۲ھ میں واقع ہوا۔ سید طاہر استرآبادی

Marfat.com

نے شاہ حبیب اللہ غازی کی تاریخ شہادت نصف تخرجہ لکھی یعنی اگر روح مادہ تاریخ کے مجموعہ سے خارج کئے جائیں تو تاریخ شہادت باقی رہ جائے گی۔

رباعی :- مہ شعبان شہادت یافت درہند
حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست
برآمد روح پاک "نعمت اللہ" ۸۶۴ ہجری

میر شمس الدین محمدؒ

میر شمس الدین محمدؒ حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے تیسرے صاحبزادہ ہیں۔ آپ ایران میں پیدا ہوئے۔ جب شاہ خلیل اللہؒ اپنے دو صاحبزادوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ محب اللہ کے ساتھ دکن تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے میر شاہ شمس الدین محمدؒ کو قصبہ ماہان علاقہ کرمان (ایران) ہی میں قیام فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس ارشاد کی بنا پر آپ نے ماہان میں جو حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا قدیم مسکن ہونے کے علاوہ مدفن بھی ہے سکونت اختیار فرمائی۔

آپ کچھ عرصہ تک ماہان میں قیام فرمانے کے بعد ہرات تشریف لے گئے اور چالیس سال کی عمر میں وہیں انتقال فرمایا۔

آپ کے ایک صاحبزادے شاہ تقی الدین ہندوستان میں (دکن) تشریف لائے جن کے فرزند میر شاہ برہان الدین خلیل اللہ ثانی تھے، جو میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی کے بعد قطب مقرر ہوئے۔

میر شمس الدین محمدؒ بن شاہ خلیل اللہ بت شکن کے مزید پسماندگان کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔

---

۱ ۲ مقالہ نصر اللہ پرجاویدی و مسٹر پی۔ ایل۔ ولسن (ریسرچ اسکالر تہران یونیورسٹی) مطبوعہ رسالہ اسلامک کلچر حیدرآباد دکن شمارہ (۱) بابتہ جنوری ۱۹۷۴ء صفحہ ۵۲)

Marfat.com

شاہ محب اللہؒ

میر شاہ حبیب الدین محب اللہؒ حضرت شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ آپ ۸۳۰ھ[1] مطابق ۱۴۲۶ء میں ماہان (ایران) میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے وصال (۸۳۴ھ) کے بعد آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ محمدآباد بیدر تشریف لائے۔ چند سال کے بعد شہزادہ علاء الدین (بن سلطان احمد شاہ ولی بہمنی) کی بیٹی کے ساتھ آپ کا عقد ہوا۔ قصبہ سیڑم ضلع گلبرگہ شریف بطور جاگیر عطا کیا گیا اور وہاں ایک عالیشان محل بنوا دیا گیا یہ محل اب بھی سید محمد اولیاء محمد الحسینی مرحوم صاحب سجادہ کی اولاد کے قبض و تصرف میں ہے۔

شاہ محب اللہ اپنے والد بزرگوار اور دونوں بھائی شاہ حبیب اللہ اور میر شاہ نور اللہ کے ساتھ بادشاہ کے دربار میں شریک رہا کرتے تھے۔

آپ (شاہ محب اللہ) کو باوجود چھوٹے ہونے کے، شاہ حبیب اللہ سے والد بزرگوار کا جانشین قطب (صاحب سجادہ) بنایا تھا۔ نصیر اللہ پرجاویدی اور مسٹر پی ایل ولسن نے صاحب سجادہ کے لئے لفظ قطب[2] استعمال کیا ہے۔

جیسا کہ نسب نامہ سے ظاہر ہے کہ آپ کی اولاد کثیر تعداد میں پھیلی۔ خصوصاً شاہان مغلیہ کے دورِ حکومت میں، لوگوں کو روحانی فیض پہنچانا سپاہ گری اور

۱؎ رسالہ اسلامک کلچر بابتہ جنوری ۱۹۴۷ء صفحہ ۱۵ (حیدرآباد دکن) ۲؎ رسالہ اسلامک کلچر بابتہ جنوری ۱۹۴۷ء (حیدرآباد دکن) میں صفحہ ۱۵ پر مذکور ہے کہ شاہ خلیل اللہ نے خود اپنے صاحبزادہ محب اللہ کو قطب نامزد فرمایا تھا۔

امور سلطنت کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ سلطنت کے استحکام میں نمایاں حصّہ لیا جس کی تفصیل علیحدہ بتائی گئی ہے۔

جبکہ نظام شاہ بہمنی (جانشین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی) ایک مرتبہ وجیانگر کے حکمراں کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا تو شاہ محب اللہ نے بہ نفس نفیس بادشاہ کی جانب سے لڑائی میں حصّہ لیا اور دشمن کے دس ہزار پیدل سپاہی اور ۴۰۰ سواروں پر اپنے صرف (۱۶۰) سپاہیوں کے ساتھ حملہ کر دیا اور لڑائی جیت لی۔ آپ نے بہادری کا ایسا اچھا جوہر دکھایا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر نہ صرف آپ کو ضلع بیٹر بطور جاگیر عطا کیا بلکہ "غازی" کا خطاب بھی دیا۔ عرصہ تک یہ علاقہ (بیٹر) آپ کے ورثاء کے قبضہ میں رہا۔ بادشاہ نے شہر (بیٹر) کے باہر ایک خانقاہ بھی تعمیر کروائی تھی (مقالہ نصر اللہ پرجاویدی و مسٹر پی۔ ایل۔ ولسن صفحہ ۵۱)۔ جب راقم الحروف کا تبادلہ ۱۹۲۱ء میں اوّل مددگاری مدرسہ فوقانیہ بیٹر پر عمل میں آیا تھا تو اس وقت اس خانقاہ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔

مولف ماثر الامرا کا بیان ہے کہ یہ جاگیر (بیٹر) شاہ محب اللہ کے پسماندگان کے قبضہ سے آصف جاہ اوّل کے عہد میں نکل گئی۔ جبکہ بادشاہ مذکور نے اس کو ضبط کر لیا

شاہ محب اللہ شہزادہ علاء الدین بن سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے داماد تھے۔ آپ کو بڑی عزت و توقیر حاصل تھی۔ ان تمام اعزازات کے باوجود آپ خانقاہ بیٹر میں (جو آپ ہی کے لئے بنوائی ہوئی تھی) نہایت سادہ[۳] زندگی بسر فرماتے تھے۔ محمود شاہ بہمنی کی تاجپوشی کی رسم میں آپ نے اپنے بڑے بھائی شاہ حبیب اللہ کے ساتھ شرکت فرمائی۔ تاجپوشی کی رسم ادا فرمائی اور بادشاہ کے لئے دعائیں کیں۔

۱؎ رسالہ اسلامک کلچر بابتہ ۱۹۷۴ء مجریہ حیدر آباد دکن صفحہ ۵۱ ۲؎ فرشتہ جلد اوّل صفحہ ۳۴۲ پر بھی شاہ محب اللہ کی بہادری کا ذکر کیا گیا ہے اور راتے (راجہ) اڑیسہ پر فتحیاب ہونا بیان کیا ہے
۳؎ رسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) بابتہ جنوری ۱۹۷۴ء حیدر آباد دکن)

Marfat.com

شاہ محب اللہ کا وصال ۸۷ سال ۲ ماہ ۱۲ دن کی عمر میں بیدر میں ہوا۔ آپ چوکھنڈی شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ میں مدفون ہیں۔ وصال سے قبل آپ نے اپنے صاحبزادے شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ الحسینی کو اپنا جانشین صاحب سجادہ (قطب) بنایا تھا جو سلسلہ نعمت اللہی کے چوتھے قطب تھے۔

شاہ محب اللہ کے دوسرے تین صاحبزادے شاہ عبداللہ، شاہ صفی اللہ اور شاہ ظہیر الدین علی، ہندوستان سے ایران واپس چلے گئے اور شہر یزد میں اس خانقاہ میں مقیم ہوئے جس کو شاہ نعمت اللہ ولیؒ نے تعمیر کرایا تھا۔ شاہ ظہیر الدین علی کے ۲ دو صاحبزادہ تھے۔ دونوں نے بڑی عزت و شہرت حاصل کی۔ ایک نور اللہ ثانی تھے جو ہندوستان واپس آئے اور بہمنی خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کی آپ دوبارہ اپنے بھائی شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی کے پاس ایران واپس چلے گئے پھر مکہ معظمہ پہنچکر حج سے فارغ ہوئے وہاں سے دکن (بیدر) واپس تشریف لائے یہیں آپ فوت ہوئے اور آبائی وطن چوکھنڈی شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ میں مدفون ہوئے۔

دوسرے صاحبزادے شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی (برادر نور اللہ ثانی) نے خصوصاً شہر یزد میں ایک صوفی شیخ کی حیثیت سے بہت شہرت و عزت حاصل کی۔

★

---

۲ رسالہ اسلامک کلچر جنوری ۱۹۷۲ء ص ۵۲

صفحہ ۵۳

Marfat.com

سلطان محمود شاہ بہمنیؒ کا جلوس

سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا حال فرشتہ نے دلچسپ طریقہ سے اس طرح لکھا ہے :۔

"ناظم مناظم، اخبار ناظم جواہر سخن کو رشتہ بیان میں یوں منتظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر میں مسند عاریٔ شاہی کو بفروشکوہ اپنے زیب و زینت بخشی۔ اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیرا ور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سرنوبت جو حاضر تھے ان سے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسومہ بہ تخت فیروزہ تھا ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اس نفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے۔ قصر تخت گاہ میں لیجا کر اس کے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھیں پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ افضل اور اصلح مشائخ اس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھ کر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے زیب سر کیا اور دست راست وچپ پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور سید حبیب بائیں طرف کرسی پر متمکن ہوئے۔ پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے روبرو آن کر مبارک بادکہی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوتے۔"

(تاریخ فرشتہ۔ جلد اوّل صہ ۴۶۸)

فرشتہ نے سلطان محمود شاہ بہمنی کے مخالفین، اس کی جنگوں وغیرہ کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "ان کافر نعمتوں محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہو کر اس رات کو کہ اکیسویں شہر ذیقعدہ ۸۵۲ھ تھی۔ دفعتاً آپ کو جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا۔ پہونچایا...... سلطان محمود شاہ کہ اس وقت

Marfat.com

بساط نشاط بچھائے ہوئے تھا غوغائے عظیم سے ایستادہ ہوا...... سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کر کے جمیع مغل اور ترکوں کو حکم کیا کہ .... جسے پاؤ قتل کر دو اور مال و اسباب ان کا غارت اور تاراج کرو منقول ہے کہ تین روز اس شہر میں قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نہ کر سکتا تھا۔ آخر کو ایک شاہ محب اللہ کے فرزند[1] نے شاہ سے ان کی سفارش کی تو آتش غضب اس کی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی"۔

(تاریخ فرشتہ۔ جلد اوّل صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۶)

میر نظام الدین عبدالباقیؒ

میر نظام[2] الدین عبدالباقی بن شاہ صفی اللہ ابن شاہ محب اللہ کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ فارس اور عراق میں آپ نے بہت دولت و حشمت حاصل کی تھی۔ شاہ اسمٰعیل صفوی نے آپ کو وزیر اعظم کا منصب عطا کیا تھا۔ امیر نجم ثانی وکیل السلطنت کو نعمت اللّٰہی خاندان سے بہت عقیدت تھی۔ انھوں نے بلخ جاتے وقت میر نظام الدین عبدالباقی کو اپنا نائب بنایا تھا۔ جب امیر نجم مارے گئے تو میر نظام الدین عبدالباقی وکیل سلطنت بنا دیئے گئے۔ آپ ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) میں رومیوں کے ہاتھوں سے "چالیدرن" کی جنگ میں شہید ہوئے۔ آپ نے شاہ اسمٰعیل صفوی کے ساتھ وفاداری کی اور اپنی جان قربان کر دی۔ آپ شاہ کے بھیس میں میدان جنگ میں آئے اور دشمن نے آپ کو شاہ اسمٰعیل سمجھ کر شہید کر دیا۔

---

[1] شاہ محب اللہ کے فرزند کا نام نہیں بتایا گیا ہے۔ غالباً یہ میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ ہیں جو "سلطان محمود شاہ کے زخموں کی اصلاح میں مشغول اور وفاداری اور خدمات شائستہ میں کچھ کمی جبکہ سلطان بیجاپور جاتے ہوتے قصبہ النند پور میں گھوڑے سے گر کر مجروح و فرو کش ہوا تھا

(تاریخ فرشتہ جلد اوّل ص ۴۸۵ ؛ مآثر الامراء جلد سوم صفحہ ۲۸۷)

Marfat.com

میر نظام الدین کے لڑکے سید نورالدین نعمت اللہ باقی (نعمت اللہ ثالث) تھے (رسالہ اسلامک کلچر جنوری ۱۹۴۷ء حیدر آباد دکن) مؤلف ماثر الامراء نے جلد سوم ص ۲۸۷ پر بجائے شاہ نورالدین نعمت اللہ باقی کے سہواً سید نعیم الدین نعمت اللہ باقی لکھا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ شاہ طہماسپ صفوی نے اپنی بہن جانشن خانم کو ان (نورالدین نعمت اللہ باقی نعمت اللہ ثالث) کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ توزک جہانگیری حصہ اول میں بھی صفحہ ۲۲۸ پر لکھا ہے کہ شاہ طہماسپ کی بہن جانشن بیگم میر میراں کے والد میر نعمت اللہ کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ غرض سید نعیم الدین نعمت اللہ باقی بجائے سید نورالدین نعمت اللہ باقی لکھنا درست ہے۔

مولف ماثر الامراء نے صفحہ مذکور الصدر پر شاہ نورالدین نعمت اللہ باقی نعمت اللہ ثالث کو نہایت متقی و پرہیزگار اور فلاحی کاموں میں حصہ لینے کے سبب سے عوام میں بہت مقبول ہونا بیان کیا ہے مزید لکھا ہے کہ آپ نے ترکہ میں چالیس لاکھ روپے چھوڑے تھے جو آپ کے فرزند امیر غیاث الدین محمد میر میراں اور لڑکی پری بیگم خانم میں تقسیم ہوئے۔

★ ★

نوٹ:۔ امیر نظام الدین ولد شاہ صفی الدین ولد امیر غیاث الدین لکھا ہے۔ بجائے امیر غیاث الدین کے شاہ محب اللہ ہونا چاہیئے۔

شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانیؒ

شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی، شاہ ظہیر الدین علی (بن شاہ محب اللہ) کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ خاص طور پر شہر یزد (ایران) میں ایک صوفی و شیخ (بزرگ) مشہور تھے۔ مرزا جہاں شاہ (بادشاہ آذربائیجان ۸۴۱-۸۸۲ھ) بن خارا یوسف (بانی خاندان خارا) شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی کی بہت عزت کرتا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی کا عقد ان کے ساتھ کر دیا۔

مرزا جہاں شاہ اور خارا خاندان کا تختہ کسی رشتہ دار نے اُلٹ دیا۔ جب امیر حسن بیگ آذربائیجان، فارس اور عراق کا نیا بادشاہ بنا تو اس نے سُنا کہ اس کے پیشرو بادشاہ (مرزا جہاں شاہ) کی لڑکی ایک صوفی (شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی) کی تحویل میں معہ قیمتی جواہرات کے ہے تو اس نے شاہ صاحب کو شیراز (ایران کا ایک شہر) بلایا۔ دراصل خفیہ طور پر اس کی نیت اچھی نہیں تھی۔ جب شاہ نعیم الدین شیراز پہنچے تو حسن بیگ بظاہر بہت احترام سے پیش آیا اور آپ کے پیچھے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ آخری رکعت ختم ہو رہی تھی کہ اچانک بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ نماز ختم ہونے کے بعد شاہ نعیم الدین نعمت اللہ نے اس کی طرف توجہ فرمائی حسن بیگ ہوش میں آیا اور کہنے لگا۔

"جب میں نماز میں تھا تو آپ کے دادا شاہ نعمت اللہ ولیؒ کا چہرہ مبارک[2]

---

[1] رسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) بابتہ جنوری ۱۹۴۷ء (حیدرآباد دکن) صفحہ ۵۳

[2] اکثر تواریخ میں اس قسم کے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ جب کسی مرحوم بزرگ کی اولاد کسی مصیبت میں مبتلا ہوتی ہے تو مرحوم کی روح بے چین ہو جاتی ہے اور روحانی تصرفات ظاہر ہوتے اور مصیبت زدہ کو آفت و بلا سے نجات دلاتے ہیں۔ لہٰذا مرحومین بزرگوں کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا، فاتحہ و قرآن پڑھ کر بخشنا ضروری ہے۔

Marfat.com

دیکھا جس پر غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ آپ کو مجھ سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ "ہم تم کو اس سلطنت کا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور ہم تمہیں تمہارا پوتا بخشتے ہیں"۔ یہ الفاظ سنکر میں بے ہوش ہو گیا۔ میں نے آپ کے خلاف جو قدم اٹھانے کا منصوبہ بنایا تھا اس کے بارے میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں مجھے اپنی غلطی اور بدنیتی کا بہت افسوس ہے"۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کو وصال کے بعد بھی اپنی اولاد کی حفاظت، فلاح و بہبود کا کتنا خیال تھا اور حکمرانوں نے خواہ وہ کسی ملک کے کیوں نہ ہوں آپ کے تقدس و احترام کو ملحوظ رکھا تھا۔

شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی شیراز سے یزد بخیر و عافیت واپس تشریف لائے۔ یہاں اِنتقال سے ایک سال پہلے ایک اور بلا میں مبتلا ہوئے۔ یہ واقعہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ پیش آیا۔ یہ بھی آپ کی عظمت و بزرگی کے اظہار کا سبب بنا۔ ایران میں شاہ اسمٰعیل صفوی کی حکومت کے اوائل ۹۱۰ھ میں ایک جاں باز (Adventurer) محمد کراہی نامی نے شہر یزد پر سات ہزار سپاہیوں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اس کی بہت کم مدافعت کی گئی۔ بالآخر اس نے گورنر حسین بیگ اور سلطان شملو کو تہ تیغ کرنے کے بعد شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی کو ایک اہم و باا ثر شخصیت تصوّر کر کے اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ اس کو (محمد کراہی کو) بادشاہ تسلیم کریں نیز اس کے ساتھ اپنی صاحبزادی[1] کا عقد کر دیں۔ شاہ صاحب کو ان امور کے تصفیہ اور حکم کی تعمیل کے لئے بارہ دن کی مہلت دی اور انکار و عدم تعمیل کی صورت میں قتل کی سزا دینے کی دھمکی دی۔

شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی نے اپنے ایک غلام کو شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس اصفہان بھیجا اور اس سے امداد طلب کی۔ ادھر ۹ دن گزر چکے تھے۔

---

[1] ایک دوسری روایت کے لحاظ سے شاہ صاحب کی بہن کے ساتھ عقد کرنے کا ارادہ محمد کراہی نے ظاہر کیا تھا

محمد کراہی بے چین ہوا اور اس نے شادی کی تقریب منعقد کرنے کے لئے جبر و تقاضا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ گیارہ دن گزر چکے تھے کہ رات کو غلام یہ خبر لے کر شاہ صاحب کے پاس واپس پہنچا اور خبر دی دوسرے دن شاہ اسمٰعیل صفوی خود بہ نفس نفیس تشریف لا رہے ہیں۔ شاہ نعیم الدین کے گھر پر جو جاسوس متعین کئے گئے تھے ان کے ذریعے سے محمدؐ کراہی کو اس کی اطلاع مل گئی۔ شاہ صاحب اپنے افراد خاندان کے ساتھ گھر سے روانہ ہوئے اور شہر مایبد (Maybud) میں اپنے ایک دوست حاجی عبد القاسم کے گھر پہنچکر پناہ لینے میں کامیاب ہو گئے۔ صبح سویرے محمدؐ کراہی نے معہ اپنے تین ہزار آدمیوں کے شاہ صاحب کی پناہ گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ تمام دن یہ محاصرہ قائم رہا یہاں تک کہ رات بھی بیت گئی۔ محمدؐ کراہی یہ محسوس کر کے کہ اب کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں رہا صبح اپنے کیمپ کو واپس چلا گیا۔

اسی رات شاہ اسمٰعیل صفوی مختصر فوج کے ساتھ یزد پہنچا اور حالات سے آگاہ ہو کر شاہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو شہر بابد سے صبح ہونے تک یزد لانے کی تدبیر کی۔ شاہ اسمٰعیل صفوی کو شکست دینے کی محمدؐ کراہی کو امید بندھی اس نے اپنے محاصرہ کو منتقل کر دیا لیکن شاہ نعیم الدین نے یزد کے عوام میں یہ اطلاع گشت کرا دی کہ وہ شہر کے دروازے کھول دیں اِدھر عوام نے اس کی تعمیل کی اُدھر اصفہان سے آتی ہوئی فوج اصفہان میں داخل ہو گئی اور محمدؐ کراہی کے چار ہزار سپاہیوں کا کام تمام کیا۔ شاہ اسمٰعیل صفوی نے خود بہ نفس نفیس محمد کراہی کا تعاقب کیا۔ اور اس کو اس کی پناہ گاہ سے گرفتار کر کے لوہے کے پنجرہ میں مقید کر دیا اور اصفہان لے جا کر وہاں نذر آتش کر دیا۔ محمدؐ کراہی کو اس کی بدنیتی اور بدخواہی کی سزا ملی۔ بمصداق چاہ کن چاہ درپیش۔

شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی کے اعلیٰ کردار اور بلند حوصلہ سے بہت متاثر ہوا اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ شاہ صاحب کا عقد کر کے آپ کو یزد کا گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن اس واقعہ کے ایک سال بعد ۹۱۱ھ

Marfat.com

مطابق ۱۵۰۵ء میں قضائے الٰہی سے شاہ نعیم الدین نعمت اللہ ثانی نے بمقام ماہان اس جہان فانی کو خیرباد کہا اور راہی عالم بقا ہوتے۔

اس طرح سے دونوں مواقع پر اللہ تعالےٰ نے شاہ صاحب کو اپنے فضل و کرم سے مصیبت سے نجات دلائی اور اپنے حفظ و امان میں رکھا۔ شاہ صاحب کو تائید غیبی حاصل تھی۔ جدّامجد شاہ نعمت اللہ ولی کی دعائیں شامل حال تھیں۔

آپ کی حمیّت و شجاعت ہمارے لئے سبق آموز اور قابلِ تقلید ہے۔ باوجودیکہ آپ ظالموں کے جبر و تشدّد میں پھنسے ہوئے تھے۔ آپ نے غیرت اور حمیّت کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور مصیبت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

میر خلیل اللہ یزدی اوّلؒ

امیر غیاث الدین میر میراں کے دو صاحبزادے تھے ایک میر نعمت اللہ اور دوسرے میر خلیل اللہ یزدی۔

شہر یزد (ایران) میں جس مقام پر میر خلیل اللہ یزدی رہتے تھے وہ باغ گلشن[1] کے نام سے موسوم تھا۔ ان کی بھاوج (میر نعمت اللہ کی بیوی) شہر بانو بیگم شاہ طہماسپ کی لڑکی تھیں جن کا انتقال ہوا تو شاہ طہماسپ تعزیت کے لئے گئے اور باغ گلشن ہی میں مقیم ہوتے۔

شاہ نے میر خلیل اللہ کو یزد کی مہمات پر مامور کیا اور ان پر بہت سی نوازشیں کیں۔ کچھ عرصہ کے بعد کسی سبب سے میر خلیل اللہ پر شاہی عتاب ہوا۔ وہ اپنے دو بیٹوں (میر میراں اور میر ظہیر الدین علی) کو اپنے ساتھ لے کر پریشانی کی حالت میں ہندوستان آئے اور دوسرے سال جلوس جہانگیری ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں بادشاہ جہانگیر سے لاہور میں ملاقات فرمائی جہانگیر[2] نے آپ کے خاندانی تقدس کا

[1] ماثر الامرار (اردو) جلد سوم صفحہ ۲۸۹ [2] ماثر الامراء (اردو) جلد سوم ص ۲۸۹

خیال کرکے آپ کو ایک ہزار ذات اور دو سو سوار کا منصب عطا کیا، بڑی جاگیر دی اور بارہ ہزار روپے بطور مدد خرچ پیش کئے اس واقعہ کو توزک[۳۱] جہانگیری (اردو) میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

"میر خلیل اللہ یزدی:- یہ یزد سے عتاب شاہی کی وجہ سے بالکل تباہ حالی میں ہندوستان آیا اور جلوس جہانگیری کے دوسرے سال ۱۰۱۶ھ میں لاہور میں جہانگیر کی ملازمت میں منسلک ہوا، جہانگیر نے اس کو منصب ہزاری ذات و دو صد سوار سے سربلند کیا اور بارہ ہزار روپیہ بطور مدد خرچ عطا کئے۔ اسی سال اس نے وفات پائی (رک: ماثر الامراء ج ۳ ص ۳۳۵، ۳۴۲)"

ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ میر خلیل اللہ یزدی مرض اسہال میں مبتلا ہوئے اور اس جہان فانی کو خیر باد کہا مدفن کا پتہ نہ چلا میر خلیل اللہ یزدی کے دو صاحبزادے

ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ میر خلیل اللہ یزدی کے دو صاحبزادے میر میر عبدالہادی اور میر خلیل اللہ کم سنی کے سبب سے ولایت (ایران) میں رہ گئے تھے بادشاہ جہانگیر نے شاہ عباس صفوی کو لکھ کر ان دونوں کو ہندوستان بلا لیا۔ ان دونوں کو آئندہ سلطنت کے اعلیٰ عہدے دیئے گئے ان کے حالات علیحدہ بیان کئے گئے ہیں۔

★

---

۳۱ توزک جہانگیری (ترجمہ اردو) جلد اوّل صفحہ ۲۴۶

Marfat.com

امیر خاں میر میراںؒ

آپ[1] خلیل اللہ خاں یزدی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ حمیدہ بانو بیگم، سیف خاں یمین الدولہ کی بیٹی تھیں اور آصف خاں کی نواسی ہوتی تھیں۔ انیسویں سال جلوس شاہجہانی میں آپ کے منصب میں پانچ سو سوار کا اضافہ کر کے میر توزک کا عہدہ عطا کیا گیا۔ جب خلیل اللہ خاں دہلی کے صوبہ دار مقرر ہوئے تو میر میراں کو "میر خاں" کا خطاب ملا۔ عالمگیر بادشاہ کے زمانہ میں آپ کے والد (خلیل اللہ خاں یزدی) کے انتقال کے بعد آپ کے منصب میں اضافہ کر کے آپ کو کوہستان جموں کا فوجدار مقرر کیا گیا۔

دسویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۷۷ھ بمطابق ۱۶۶۷ء) میں امیر خاں میر میراں کو باغی گروہ یوسف زئی کی تادیب کے لئے مامور کیا گیا۔ آپ متعدد دیہات کو غارت کر کے کوہ کرڑہ[2] مار کی وادی میں پہنچ گئے۔ بارہویں سال جلوس عالمگیری میں حسن علی خاں کی بجائے منصب داران جلو کی داروغگی پر مامور کئے گئے اور اسی سال وہ الہ آباد کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ان کے منصب میں اضافہ بھی ہوا۔ کچھ مدت کے لئے آپ پر بادشاہ کا عتاب ہوا اور آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ پھر شاہی عنایات سے سرفراز کئے گئے اور "امیر خاں" کا خطاب عطا کیا گیا۔ پھر آپ نے باغی افغانوں کی تنبیہ و تادیب کی۔ اور ان کو گرفتار کیا۔

---

[1] ماثر الامرا جلد اول ص ۲۷۲ [2] کوہ کرڑہ مار ایبٹ آباد کے قریب ہے (اقتباس از عالمگیر نامہ)

Marfat.com

انیسویں سال جلوس عالمگیری ۱۰۸۶ھ ۱۶۷۶ء میں آپ بادشاہ کے حضور میں آئے اور شاہ عالم بہادر کے ہمراہ کابل کی مہم پر روانہ ہوئے۔ آپ نے افغان قبائل کی بغاوت اور فتنہ انگیزی کو ختم کرنے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

جب افغانوں نے پھر بغاوت شروع کر دی اور بہت فتنہ پھیلا دیا تو محمد معظم کو شاہ عالم بہادر کا خطاب دے کر بھیجا تاکہ اس فتنہ کو فرو کریں۔ شہزادے نے اپنی "فراست، الہامی کیفیت اور صائب رائے" سے اس بدنظمی کے ملک افغانستان کی صوبہ داری کے لئے امیر خاں کا نام تجویز کر کے بادشاہ کے حضور میں عرضداشت پیش کی جو منظور فرمائی گئی۔

بیسویں سال جلوس عالمگیری میں ۱۰ محرم ۱۰۸۸ھ مطابق ۱۲ فروری ۱۶۷۷ء کو امیر خاں اس صوبہ (افغانستان) کے ناظم مقرر کئے گئے۔ آپ نے پہلے پشاور کے اطراف واکناف کے افغانوں کی تادیب کے لئے آغر خاں کو بطور ہراول بھیجا جس نے بہت افغان مارے۔ اس زمانہ میں ایمل خاں نے اپنے آپ کو کوہستان میں بادشاہ مشہور کر کے اپنا سکہ جاری کیا تھا۔ امیر خاں کا اس نے دلیری سے مقابلہ کیا۔ آخر کار اس کو پسپا ہونا پڑا۔ اس کے ساتھی اس کو بچا کر لے گئے۔ امیر خاں نے اپنے اس دلیرانہ اور بہادرانہ مظاہرہ کے بعد ان افغانوں کو تالیف قلوب، دلجوئی اور ہمدردی سے اپنا گرویدہ و مطیع بنا لیا۔ یہاں کے سردار مانوس ہو گئے بدانتظامی دور ہو گئی۔

بیالیسویں سال جلوس عالمگیری میں ۲۷ شوال ۱۰۹۰ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۶۹۸ء کو امیر خاں میر میراں کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار دارالخلافہ دہلی میں آپ کے والد خلیل اللہ خاں یزدی کے مقبرہ[۲] میں ہے۔

---

[۱] ماثر الامراء جلد اول (اردو) صفحہ ۲۷۵ [۲] یہ مقبرہ نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا۔ تقریباً ۴ سال قبل مجھے اس کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ترمیم طلب اور کسمپرسی کی حالت میں پایا گیا (راقم الحروف)

Marfat.com

مولف ماثرالامرا نے آپ کو شیعہ مذہب کے عقائد میں متعصب ہونا بتایا ہے اور آپ کے تدبر وغیرہ کو اس طرح سراہا ہے۔

"وہ بہت دانشمند اور خردمند امیر تھا۔ اگر زمانہ کے مدبرین اور متدیرین کلی یا جزوی طور پر سے تدابیر اس (امیر خاں) سے حاصل کریں تو مناسب ہے۔ اس کی حکیمانہ فکر ملک سے فساد کو دفع کر دیتی تھی اس کی زمانہ کی نبض شناس انگلی سوتے ہوئے فتنہ کی رگ کو پکڑتی تھی۔ اس کے عجیب و غریب کارنامے ظالموں کو عاجز کر دیتے تھے۔ وہ ظلم کی بنیاد گرا دیتا تھا۔ ستم کو دفع کر دیتا تھا۔ بڑا بلند اقبال اور صاحب دولت تھا۔ وہ اپنے فکر کے باغیچے میں جو پودے لگاتا تھا' تقدیر الہٰی سے وہ بار آور ہوتے تھے۔ اس کا ارادہ ہمیشہ پورا ہوتا تھا۔ اور اس کی امیدیں ہمیشہ مقصد ور ہوتی تھیں۔

اس نے افغان سرداروں کی جو نہایت مفسد اور خودسر تھے اس طرح دلجوئی کی کہ وہ دوستی کے خواہشمند ہو گئے۔ ان وحشی نژادوں کو جو دوستی سے بھاگتے تھے اپنے خلوص اور دوستی میں ایسا گرفتار کیا کہ انھوں نے خود اطاعت قبول کر لی۔ اس کی عقلمندی کے عجائبات ملاحظہ ہوں کہ اس قوم کے سرداروں میں نزاع کھڑا کر کے خود ان کو ایک دوسرے سے لڑا دیا۔ اور عجیب بات ہے کہ ہر ایک اس (امیر خاں) کے مشورہ میں اپنی بھلائی سمجھتا تھا"[۱]

مؤلف ماثر عالمگیری (اردو) نے عالمگیر بادشاہ کی علالت کے بارہ میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ دفعتاً شہنشاہ کا مزاج ناساز ہو گیا۔ جہاں پناہ نے ابتدا میں اپنے فطری ضبط، استقلال و عالی ہمتی سے کام لیا اور امراض پر غالب رہے۔ آخر کار مرض نے شدت اختیار کی اور ضعف کی وجہ سے شہنشاہ پر غشی طاری ہونے لگی۔ بدخواہوں نے وحشتناک خبریں اڑائیں اور فتنہ و فساد برپا کرنا

---

[۱] ماثرالامرا (اردو) جلد اول ص ۲۷۶

Marfat.com

چاہا لیکن فضل الٰہی سے دس بارہ روز کی شدید بیماری کے بعد جہاں پناہ رو بصحت ہونے لگے۔

مؤلف مآثر عالمگیری نے شہنشاہ عالمگیر کی علالت کے زمانہ میں امیر خاں کی ملاقات اور شہنشاہ کے رو بصحت ہونے کا حال اس طرح بیان کیا ہے۔

"امیر خاں ناقل ہے ایک روز انتہائے ضعف کے عالم میں جہاں پناہ زیر لب ان اشعار کو پڑھ رہے تھے۔

بہشتاد و نود چوں در رسیدی ۔ بسا سختی کہ از دوراں کشیدی
وز آنجا چوں بصد منزل رسانی ۔ بود مرگے بصورت زندگانی

میں نے حضرت کے ترنم کو سنکر عرض کیا کہ قبلہ عالم شیخ گنجہ رحمتہ اللہ علیہ نے صرف ایک شعر کے لئے تمام اشعار نظم کئے ہیں اور وہ بیت یہ ہے۔

بس آں بہتر کہ خود را شاد داری
دراں شادی خدا را یاد داری

جہاں پناہ نے فرمایا کہ اس شعر کو پھر پڑھو میں نے دوبارہ عرض کیا۔ غرضیکہ چند مرتبہ اس شعر کی تکرار ہوئی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ اس شعر کو لکھ کر مجھ کو دو میں نے ارشاد پر عمل کیا۔ قبلہ عالم عرصہ تک اس شعر کو پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ خدائے کریم نے ہم بہی خواہان ملک پر رحم فرمایا اور قبلہ عالم کو فی الجملہ صحت ہوگئی۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت دیوان عام میں تشریف لائے اور مربی دارین کو زندہ و سلامت دیکھ کر نمک خواروں کے مردہ جسم میں جان تازہ ہوگئی قبلہ عالم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے شعر نے مجھ کو صحت کامل عطا کی اور میرے ناتواں جسم میں طاقت عود کر آئی"۔[۱]

"حکیم حاذق خان نے بے حد دانائی اور مستعدی کے ساتھ حضرت کا علاج کیا۔

---

[۱] مآثر عالم گیری (اردو) ص ۴۰۸

Marfat.com

اوراس میں شبہ نہیں کہ اس معالجے میں جالینوس اور بوعلی سینا کا مدِّمقابل رہا حکیم مذکور کو اس خدمت گذاری کے صلہ میں سرپیچ عطا ہوا۔"

اورنگ زیب عالمگیر جیسے عالم باعمل، پابند شرع اور پرجلال شہنشاہ کو یادِ خدا میں مصروف رہ کر اپنے دِل کو خوش رکھنے کی تلقین کرنا امیر خاں ہی کا کام تھا اور ان کے خاندانی تقدس کو بھی اس میں دخل تھا ورنہ کس کی مجال تھی کہ عالم گیر کو نصیحت کرے۔

صاحب جیؒ

میر میراں امیر خاں کی بیوی 'صاحب جی' کے لقب سے منسوب تھیں۔ اس قابل احترام خاتون کے حالات مولف ماثرالامرا (اردو) نے جلد اوّل ۲۷۶ تا ۲۷۸ میں اس طرح بیان کئے ہیں:-

"اس (امیر خاں) کی صاحب احترام بیوی 'صاحب جی' کے لقب سے مشہور تھی، اور وہ علی مردان خاں امیرالامرا کی لڑکی تھی۔ عجیب صاحب فہم و فراست اور کارشناس خاتون تھیں۔ زیادہ تر ملکی اور مالی معاملات میں (اپنے شوہر کی) شریک و سہیم رہتی تھی، اور اپنی نیک اندیشی اور معاملہ فہمی سے عمدہ کارنامے انجام دیتی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک رات کو کابل کے واقعات سے امیر خاں کے انتقال کی خبر عالم گیر بادشاہ کو معلوم ہوئی۔ اسی وقت ارشد خاں کو جو مدّت تک کابل کا دیوان رہا تھا، اور اس زمانہ میں خالصہ کی دیوانی پر مقرر تھا بلاکر پریشانی کے ساتھ کہا "بڑی مصیبت آگئی کہ امیر خاں مرگیا اور وہ ملک (حاکم سے) خالی ہوگیا جو ہزارہا مصیبتوں اور فتنہ انگیزیوں سے بھرا پڑا ہے دوسرے سردار کے پہنچنے تک ممکن ہے کوئی فساد اُٹھ کھڑا ہو"۔ ارشد خاں نے جرأت سے عرض کیا کہ امیر خاں زندہ ہے۔ کون کہتا ہے کہ مرگیا۔ بادشاہ نے "سوانح" کا حوالہ دیا۔ اس نے کہا یہ تسلیم ہے لیکن اس ملک کا انتظام و انصرام اور ضبط و ربط "صاحب جی" سے وابستہ ہے، جب تک وہ زندہ ہے اس وقت تک خلل اندازی کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ عالم گیر بادشاہ نے اسی وقت واقف کار مدبرہ (صاحب جی) کو لکھا کہ شہزادہ شاہ عالم بہادر کے پہنچنے تک (ملک کی)

Marfat.com

حفاظت رکھے۔

کہتے ہیں کہ جب اس پرشور وشہر کوہستان سے صوبہ داروں کی آمد ورفت خطرہ سے خالی نہیں ہوتی ہے تو مرے ہوئے سردار کا لشکر کس طرح سلامت آسکتا ہے جب "صاحب جی" نے امیر خاں کے مرنے کو اس طرح چھپایا کہ کوئی آواز اور صدا سنائی نہ دی۔ اور ایک شخص امیر خاں کی طرح بنا کر اور آئینہ دار پالکی میں بٹھا کر سفر طے کیا۔ جو سپاہ کا ہر روز معائنہ کرتا تھا اور سلامی لیتا تھا جب کوہستان سے نکل آئے تو وہ تعزیت میں مشغول ہوئی۔

کہتے ہیں کہ بہادر شاہ کے پہنچنے تک کہ اس نے کافی مدت لی، صاحب جی نے اس صوبہ کا خوب بندوبست کیا۔ جب اکثر قبائل کے افغان سردار امیر خاں کی تعزیت کے لیے آئے، سب سرداروں کو بہت عزت سے اپنے پاس طلب کر کے افغانوں کو پیغام دیا کہ جو کچھ تمہارا معمول ہے وہ لو، اور فتنہ انگیزی اور رہزنی کو موقوف کرو اور اپنی حد سے آگے مت بڑھو، نہیں تو میں مقابلہ کے لیے تیار ہوں۔ اگر میں غالب آئی تو قیامت تک میرا نام صفحہ روزگار پر باقی رہے گا، انھوں نے انصاف سے کام لے کر ازسر نو عہد و پیمان کی تجدید کی اور اس کی اطاعت سے باہر نہ ہوتے۔

چند ثقہ حضرات سے سنا گیا ہے کہ یہ عصمت مآب خاتون اپنی جوانی کے زمانہ میں ایک دن چوڈول میں سوار ہو کر گلی سے گزر رہی تھی، یادشاہی خاصہ کا ہاتھی جو سب ہاتھیوں میں ممتاز تھا مست انداز میں سامنے سے آتا ہوا معلوم پڑا۔ ہر چند منتظمین نے چاہا کہ اسے واپس کریں فیل بان نے ہرگز منع نہ کیا کیوں کہ یہ قوم شرارت سے خالی نہیں ہوتی ہے اور یہ لوگ بادشاہ کے خاصے کے ملازم ہونے کی وجہ سے مغرور ہوتے ہیں۔ اس نے بلا جھجک ہاتھی آگے بڑھا دیا۔ ہر چند اس طرف کے آدمیوں نے اپنا ہاتھ ترکش کے تیروں پر ڈالا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ کو چوڈول پر ڈال کر چاہا کہ پیچ دے کر گرا ڈالے، کہار چوڈول کو زمین پر رکھ کر

Marfat.com

بھاگ گئے۔ وہ شیر دل عورت اس صراف کی دوکان میں، جو اس کے چوڈول کے بالکل مقابل تھی، دوڑ کر پہنچی۔ اس کی کوٹھری میں جاکر دروازہ بند کر لیا۔ امیر خاں چونکہ ہندوستان میں پیدا ہوا تھا اس نے شرم کی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور اس سے ناخوش ہوا۔ شاہجہاں بادشاہ نے اپنی موجودگی میں اس سے فرمایا کہ اس (صاحب جی) نے تو ایک بہادری کا کام کیا، اپنی عزت اور تمہارے ناموس کی حفاظت کی۔ اگر ہاتھی اپنی سونڈ میں لے کر تمام دنیا کو دکھاتا تو کیا عزت رہ جاتی۔

صاحب جی (بیگم) کے بطن سے امیر خاں کے کوئی لڑکا نہ تھا، چونکہ وہ امیر خاں پر بہت غالب تھی لہذا پوشیدہ طور پر اس نے عورتیں رکھیں اور اُن سے بہت اولاد ہوتی۔ آخر میں یہ بات صاحب جی پر ظاہر ہوگئی تو اس اولاد پر صاحب جی نے مہربانی کی نظر کی اور ان کی تربیت کی۔

امیر خاں کے مرنے کے بعد دو سال تک کابل کے بندوبست میں مصروف رہی اور پھر برہان پور پہنچی۔ چونکہ اس نے بادشاہ کے حضور سے بیت اللہ جانے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ اس لئے (امیر خاں) کے لڑکوں کو بادشاہ کے حضور میں بھیجکر خود بندر سورت کو روانہ ہوگئی۔ اس کے بعد امیر خاں کے مال کی تفتیش کے سلسلے میں حکم ہوا کہ صاحب جی بھی حضور میں حاضر ہو۔ جب یہ فرمان (سورت پہنچا)، تو اس کا جہاز روانہ ہو چکا تھا۔ چونکہ ان مقامات (مکہ و مدینہ منورہ وغیرہ) پر اس نے بہت روپیہ خرچ کیا تھا اس لئے شریف مکہ وغیرہ بہت اعزاز و تکریم سے پیش آئے "۔

آج کل کی خواتین خصوصاً نوجوان لڑکیاں صاحب جی (بیگم) کے سیاسی شعور، تدبر، جرات اور حسن سلوک سے سبق حاصل کریں تو معاشرہ کی اصلاح اور ملک کی نمایاں خدمات انجام دینے اور مردوں کے دوش بدوش کام کر کے ان کا ہاتھ بٹانے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

خلیل اللہ خاں یزدی ثانیؒ

متوفی ۲ رجب ۱۰۷۲ھ، ۱۶۶۲ء)

(شوہر حمیدہ بانو بیگم)

آپ (خلیل اللہ خاں یزدی ثانی) میر میراں یزدی کے صاحبزادے تھے۔ آپؒ کے بھائی اصالت خاں اور سوتیلے بھائی نوازش خاں مرزا عبدالکافی تھے۔

جلوس عالمگیری کے پہلے سال ۱۰۶۸ھ، ۱۶۵۸ء سے قبل بادشاہ نے ایک فوج آپ (خلیل اللہ خاں) کی ماتحتی میں نامزد کی اور حکم دیا کہ آپ بہادر خاں کے گروہ کے ساتھ مل کر دریائے ستلج کے کنارے پہنچیں اور یہ گروہ دریا عبور کرے کیونکہ اسی زمانہ میں سلیمان شکوہ دریائے گنگا عبور کر کے ہردوار کی جانب روانہ ہوا تھا

اسی سال خلیل اللہ خاں نے دوسرے امراء کے ساتھ داراشکوہ کی سرکشی کا مقابلہ کیا۔ آخر کار داراشکوہ کا خاتمہ ہوا۔

آپ نے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں نہایت وفاداری کے ساتھ خدمت انجام دیں۔ چنانچہ آپ کی وفات کا تذکرہ ماثر عالمگیری (اردو) کراچی کے صفحہ ۴۲ پر اس طرح کیا گیا ہے:۔

دوسری رجب کو معلوم ہوا کہ خلیل اللہ خاں صوبہ دار لاہور کی وفات خلیل اللہ خاں صوبہ دار لاہور نے جو بیمار ہو کر تخت گاہ میں حاضر ہوا تھا وفات پائی۔ مرحوم کی وفات دوسرے دن بادشاہ خود اُس کے مکان پر تشریف لے گئے، میر خاں روح اللہ

---

۱ ماثر الامراء جلد ۳ صفحہ ۶۸۱ (اردو ترجمہ) ۲ ماثر عالمگیری (اردو) ص ۴۲ ۳ بجائے حمیدہ بانو بیگم کے سہو کتابت سے مجیدہ بانو بیگم چھپ گیا ہے۔

خاں اور عزیز اللہ خاں مرحوم خلیل اللہ خاں کے ہر سہ فرزندوں کو خلعت مرحمت ہوا اور شاہانہ نوازشات سے سرفراز فرمائے گئے خلیل اللہ خاں کی زوجہ محبیدہ بانو کو جو مہد علیا حضرت ممتاز الزمانی کی ہمشیرہ ملکہ بانو کی دختر تھی پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ مرحمت ہوا۔

نوازش خاں مرزا عبدالکافی

آپ میر میراں یزدی کے صاحبزادے اور اصالت خاں و خلیل اللہ خاں میر بخشی کے سوتیلے بھائی ہیں جب میر میراں بوجہ ناسازگار حالات پریشانی کی حالت میں ہندوستان آئے تو شہنشاہ جہانگیر نے آپ کو پناہ دی اور آپ کے دونوں صاحبزادوں (اصالت خاں اور خلیل اللہ خاں) کو جو بوجہ کم عمری ایران میں رہ گئے تھے ہندوستان بلوالیا۔

بوجہ شرافت خاندانی میر میراں کی شادی آصف خاں کی بڑی لڑکی صالحہ بیگم (جو شاہ جہاں بادشاہ کی بیوی ممتاز محل کی بڑی بہن تھیں) کے ساتھ کرادی گئی۔ صالحہ بیگم کے بطن سے مرزا عبدالکافی اور شہزادہ بیگم پیدا ہوئے شہزادہ بیگم کی شادی صف شکن خاں بن مرزا احسن صفوی کے ساتھ ہوئی۔ مرزا عبدالکافی نے شاہجہاں کی سرپرستی میں پرورش پائی۔ بادشاہ نے ان کو نوازش خاں کا خطاب دیا۔ پھر رفتہ رفتہ ان کو دو ہزار اور ۵سو کے منصب پر ترقی دی گئی اور قور بیگی کا عہدہ دیا گیا۔ آٹھویں سال جلوس عالمگیری میں صوبہ مالوہ کے قلعہ مانڈو کی فوجداری دی گئی۔ اور وہ وہیں ۱۰۷۵ھ م ۱۶۶۵ء میں فوت ہوئے۔

ل مآثر الامراء (اردو) جلد ۳ ص ۶۸۱ و ۶۸۲

Marfat.com

میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینیؒ

آپ شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ کے صاحبزادے ہیں۔ شاہ محب اللہ نے اپنی زندگی ہی میں آپ کو اپنا جانشین قطب[۱] نامزد فرمادیا تھا۔ سلسلہ نعمت اللہی کے آپ چوتھے قطب تھے۔ آپ کے بعد پانچویں قطب میر شاہ خلیل[۲] اللہ ثانی بن شاہ نقی الدین بن شاہ شمس الدین محمدؒ بن شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ مقرر ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے شمس الدین محمدؒ (راہان) چھٹے قطب مقرر ہوئے۔ اسلامی کلچر بابتہ جنوری ۱۹۷۴ء مجریہ حیدرآباد دکن کے صفحہ ۵۲ پر بحوالہ کتبہ خانقاہ نعمت اللہی (طہران) اقطاب کے حسب ذیل چار نام درج ہیں۔

۱۔ میر شاہ حبیب الدین محب اللہ ثانی

۲۔ میر شاہ شمس الدین محمد ثانی

۳۔ میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ ثانی

۴۔ میر شاہ شمس الدین محمدؒ ثالث

یہی نام شجرہ (مطبوعہ) مرتبہ سید شاہ کلیم اللہ حسینی مرحوم میں موجود ہیں اس شجرہ کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی شاہ خلیل اللہ ثانی اور شمس الدین محمدؒ کے بعد جو چار اقطاب مقرر ہوئے

۱۔ رسالہ اسلامک کلچر شمارہ (۱) بابتہ جنوری ۱۹۷۴ء (حیدرآباد دکن) صفحہ ۵۲، ۲۔ شجرہ خاندان مرتبہ سید شاہ کلیم الدین حسینی مرحوم (مطبوعہ) میں شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی کے صاحبزادے کو شاہ خلیل اللہ ثانی بتایا گیا ہے یہ خاندانی شجرہ سید شاہ کلیم اللہ حسینی مرحوم کی صاحبزادی (اہلیہ قدرت اللہ حسینی) نے مجھے مرحمت کیا ہے۔

تھے یہہ وہی تھے جن کے اسماء گرامی بحوالہ رسالہ اسلامک کلچر اُوپر بیان کئے گئے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر یہ کہ شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی کے خاندان میں بشمول ان کے پانچ اقطاب گزرے ہیں منجملہ دس کے جو نعمت اللہی خاندان میں تھے۔ اس سے شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی کی بزرگی اور عظمت کا پتہ چلتا ہے افسوس ہے کہ آپ کے مزید حالات ہمیں دستیاب نہ ہوسکے بجز اس شجرہ کے جو آپ کے خاندان کے ایک عالم و فاضل بزرگ سیّد شاہ کلیم اللہ حسینی مرحوم کی صاحبزادی سے مجھے ملا ہے۔ البتہ اس خاندان کے ایک بزرگ سیّد شاہ شمس الدین محمدؒ حسینی ثالث کے کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں۔ یہہ بزرگ سلسلہ نعمت اللہی کے دسویں اور آخری قطب اور حضرت سیّد محمود صاحب قبلہؒ (شیخ محمود دکنی) کے مرشد تھے۔ ذیل میں سیّد محمود صاحب قبلہؒ کے مختصر حالات ضمناً درج کئے جاتے ہیں جن سے شاہ شمس الدین محمد حسینی (شمس مولا) کے حالات سے بھی آگاہی ہوسکے گی۔ آپ (شمس مولا) کے بعد اقطاب کا سلسلہ نعمت اللہی خاندان سے منتقل ہوگیا اور سیّد محمود صاحب قبلہؒ گیارہویں قطب مقرر ہوتے (اقطاب کی فہرست علیحدہ شائع کی گئی ہے)

سیّد شاہ محمود اولیاء حیدر آبادی کے تفصیلی حالات تاریخ خورشید جاہی میں صفحہ ۲۲۸ پر مذکور ہیں۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

آپ سادات صحیح النسب ہیں۔ جب آپ دکن تشریف لاتے تو آپ کے ساتھ پچاس فقراء تھے۔ آپ بیدر پہنچے اور مولانا شمس الدین حسینی عرف

۱؎ رسالہ اسلامک کلچر بابتہ جنوری ۱۹۴۲ء (حیدر آباد دکن) صفحہ ۵۲

نوٹ:۔ مقالہ نصر اللہ پرجاویدی رسالہ اسلامک کلچر ص۵۲ کے لحاظ سے شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ کے بعد ان کے چچا شمس الدین محمدؒ کے خاندان کے دو بزرگ (شاہ خلیل اللہ ثانی اور شمس الدین محمدؒ) قطب مقرر ہوتے لیکن شجرہ مرتبہ سیّد شاہ کلیم اللہ حسینی میں یہ دونوں نام شاہ کمال الدین کی اولاد کے سلسلہ میں درج ہیں۔

Marfat.com

شمس مولا سجادہ نشین اور اولاد شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ بن شاہ رحمت اللہ ولی کرمانی کی خدمت میں عرصہ تین سال تک رہے۔ آپ کے مُرید ہوئے، کسب کمال کیا، صاحب کشف و کرامات ہوئے، مرشد کی اجازت سے حیدر آباد آکر شہر کے مغربی جانب ایک پہاڑی پر رہے جہاں اب آپ کا مرقد ہے۔ آپ دست غیب رکھتے تھے۔ گنبد وغیرہ تعمیر کرایا، آپ بہت بلند مرتبہ بزرگ اور درویش تھے۔ آپ کی درگاہ مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے شمس الدین (شمس مولا) آپ کے جانشین قطب مقرر ہوئے۔ اس کے بعد آپ (شمس مولا) کے صاحبزادے سیّد علی رضا حسین قطب بنے۔

تاریخ گلزار آصفیہ میں مذکور ہے:۔

"حضرت شاہ میر محمود اولیاء قدس اللہ سرہٗ العزیز ایں مقتدرے روزگار و عارف پروردگار سیّد عالی درجات ساکن نجف اشرف بودند بسبب وجوہات زمانہ برآمدہ در عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ بہ حیدرآباد تشریف آوردند بر کوہے کہ حالا مرقد شریف است پسند کردہ برگزیدند و بعد چند روز طرح عمارت آراستند کہ بنام آنحضرت از گروہ نعمت اللہی اند۔ در قلعہ بیدر مدت سہ سال بخدمت سیّد شاہ شمس مولا کہ اولاد سجادہ نشین سیّد شاہ خلیل اللہ بت شکن فرزند حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی مرشد سلطان احمد شاہ ولی بہمنی دکن بودند ماندہ مرید گردیدند و نعمت خلافت یافتہ بحیدرآباد آمدند چنانکہ گذشت گویند حضرت شاہ میر محمود اولیاء را دست غیب بود و بعضے بکیمیا نسبت میکنند ایں جملہ عمارات و چاہ محمود و درستی پایہ کوہ و گنبد و عرس محل وغیرہ از فتوح غیب تربیت یافت۔ مزدوراں را زیادہ از دیگراں مزدوری میدادند و حاملہ را

۱؎ تاریخ گلزار آصفیہ مولفہ رستم علی سیّد مطبوعہ چہارم جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ ص ۳۴۰ تا ۳۴۵)

Marfat.com

مزدوری او و طفل کہ در شکم او بود ہ عنایت میفرمودند" ...."

حضرت شاہ علی رضا حسینی، مجا در درگاہ معلی دست بستہ روبرو می استادند وخدمتے می نمودند و حکم عالی آنجناب بجا آوردند۔ نسبت بیعت سلسلہ بسلسلہ چوں بجناب حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ است تاج دوازدہ ترکی معمول اینجانان است۔ وپس، روزیکہ بمقابلہ جنگ حضرت غفرالمآب باید قلعہ کرمہ بہ راؤ پنڈت پردہان والی پونا بوقوع آمد آنجناب از صبح تا سہ پہر شب بیقرار گشتہ طعام ہر دو وقت باستعمال نہ آوردند۔ دراین حین کہ خادم مقرب الخدمت بود عرض کرد کہ یا مولا امروز حالتے می بینید....."

سلسلۂ اقطاب

۱۔ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ
۲۔ شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ
۳۔ شاہ محب اللہؒ
۴۔ شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینیؒ
۵۔ شاہ خلیل اللہ ثانیؒ
۶۔ میر شمس الدین محمدؒ
۷۔ میر شاہ محب اللہ ثانیؒ
۸۔ میر شاہ شمس الدین محمد ثانیؒ
۹۔ میر شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی ثانی
۱۰۔ میر شاہ شمس الدین محمد ثالثؒ موسوم بہ شمس مولا

اس کے بعد خاندان نعمت اللہی سے اقطاب کا سلسلہ منتقل ہوا

تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ ۳۴۳

Marfat.com

دوسرے خاندان پیر جو اس طرح ہے:-

۱۱۔ میر محمود صاحب قبلہ (دکنی) (مرید میر شاہ شمس الدین محمد ثالث (شمس مولا)

۱۲۔ شیخ شمس الدین (دکنی) صاحبزادہ حضرت میر محمود صاحب قبلہ

۱۳۔ شاہ رضا علی شاہ (سید علی رضا) (صاحبزادہ)

۱۴۔ حسین علی شاہ اصفہانی

۱۵۔ مجذوب علی شاہ ہمدانی

۱۶۔ مست علی شاہ شیروانی (زین العابدین)

۱۷۔ رحمت علی شاہ شیرازی (زین العابدین)

۱۸۔ سعادت علی شاہ اصفہانی

۱۹۔ سلطان علی شاہ گنا ربادی (گنا رباد نزد خراسان)

۲۰۔ نور علی شاہ اصفہانی گنا ربادی

۲۱۔ صالح علی شاہ گنا ربادی

۲۲۔ رضا علی شاہ گنا ربادی

نوٹ ۱:- ۱ تا ۱۳ بموجب رسالہ اسلامک کلچر حیدرآباد دکن جنوری ۱۹۷۴ء و شجرہ سید کلیم اللہ حسینی

۲:- ۱۴ تا ۲۲ بموجب بیان سید اکبر علی ہمتی (ایرانی) ساکن حیدرآباد دکن معظم جاہی مارکیٹ

شجرۂ نسب خانوادۂ سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی بن سید شاہ محب اللہ حسینیؒ۔

سید شاہ محب اللہ حسینی (ابن شاہ خلیل اللہ بت شکنؒ

سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینیؒ

سید شاہ برہان الدین خلیل اللہ حسینیؒ

سید شاہ شمس الدین محمد حسینیؒ

سید شاہ حبیب الدین محب اللہ حسینی

سید شاہ شمس الدین محمد حسینی

سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی

سید شاہ شمس الدین محمد حسینی

سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی

سید شاہ برہان الدین خلیل اللہ حسینی

سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی

Marfat.com

سید شاہ محمد حسینی

سید شاہ امیر الدین رضا حسینی

سید شاہ کمال الدین عطیۃ اللہ حسینی

سید شاہ احمد اللہ حسینی رح

سید شاہ حمید اللہ حسینی

سید شاہ کلیم اللہ حسینی مرحوم

سید عزیز اللہ حسینی | سید فضل اللہ حسینی | سید نعمت اللہ حسینی

نوٹ :۔ سید شاہ کلیم اللہ حسینی مرحوم کی صاحبزادی فردوس بیگم صاحبہ زوجہ سید قدرت اللہ حسینی صاحب کی عنایت سے مجھے مطبوعہ شجرہ دستیاب ہوا ہے۔

****

Marfat.com

ملتفت خاں میر ابراہیم حسینؒ

آپ میر عبدالہادی (اصالت خاں میر بخشی) بن میر خلیل اللہ یزدی اوّل کے دوسرے فرزند ہیں۔ شاہجہاں کے چھبیسویں سال جلوس کے آخر میں آپ کو احدیوں کی بخشی گری دی گئی۔ آپ کو اپنے ساتھیوں میں امتیاز حاصل تھا کیونکہ بادشاہ آپ کی قدر و منزلت کرتا تھا۔

جب شہنشاہ عالمگیر (اورنگ زیب) تخت نشین ہوئے تو میر ابراہیم حسین کے بڑے بھائی میر سلطان حسین افتخار خاں کو امارت کا مرتبہ حاصل ہوا جس کے بعد میر ابراہیم حسین کے منصب میں اضافہ کر کے ان کو "ملتفت خاں" کا خطاب دیا گیا ان کے مناصب میں اضافہ ہوتا گیا اور وہ "گرز برداران" اور "ملازمین جلو" کے داروغہ مقرر ہوئے۔ یہ عہدہ قابل اعتماد افراد کے لئے مخصوص تھا پھر اس کے ساتھ میر تزک کا عہدہ بھی دیا گیا۔ اس کے بعد دارالخلافہ دہلی کے قلعہ کی حفاظت کی اہم خدمت کے انتظام پر مامور ہوئے مکرر "ملازمین جلو" کی داروغہ گری آپ کو تفویض کی گئی۔ اس کے بعد پشاور کے قریب لنگر کوٹ کی فوجداری پر مامور ہوئے اٹھارہویں سال جلوس عالمگیری (۱۰۸۵ھ م ۱۶۷۵ء) میں آپ توپ خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔

بائیسویں سال جلوس عالمگیری میں آپ کو ایک ہزاری ذات اور ایک ہزار سوار کا منصب عطا کر کے غازی پور زمانیہ کی فوجداری پر مامور کیا گیا پھر اکبر آباد کے نواح کی فوجداری پر متعین ہوئے۔ ۱۹ جمادی الآخر ۱۰۹۲ھ م ۲۶ جون ۱۶۸۱ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کسی گاؤں پر حملہ کرنے کے دوران زخمی ہو گئے تھے۔

روح اللہ خاں یزدیؒ

آپؒ خلیل اللہ خاں یزدی کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا عقد امیر الامراء شائستہ خاں کی لڑکی کے ساتھ ہوا تھا۔ دوسرے سال جلوس عالمگیری ۱۰۶۹ھ تا ۱۶۵۹ء کے آخر میں آپ کو ایک ہزار پانچ سو کا منصب اور "خان" کا خطاب عطا کیا گیا اور احدیوں کی خدمت دی گئی۔ دسویں سال جلوس عالمگیری میں دو ہزاری منصب اور میر بخشی اور آختہ بیگی کی خدمت دی گئی۔ اس کے بعد "دہاموتی" اور "سہارنپور" کی فوجداری پر مامور ہوئے۔ پھر بادشاہ عالمگیر کی قدر شناسی کی بدولت آپ کو مختلف عہدوں سے سرفراز کیا گیا۔ شہنشاہ عالمگیر کے دکن پہنچنے سے قبل مفسدوں کی سرکوبی کے لئے بوجہ حسن کارگزاری آپ (روح اللہ خاں) کو مامور کیا گیا۔ جب آپ کی والدہ حمیدہ بانو بیگم (جو عالمگیر کی خالہ ہوتی تھیں) کا انتقال ہوا تو شہنشاہ نے اپنی صاحبزادی زیب النساء کو ماتم پرسی کے لئے آپ کے مکان پر بھیجا۔ شہزادی کے ہمراہ شہزادہ محمد کام بخش اور اشرف خاں میر بخشی کو بھی بھیجا گیا۔ آپ کو شہنشاہ کے حضور میں لایا گیا اور آپ پر شہنشاہ نے مختلف نوازشیں فرمائیں۔

اٹھائیسویں جلوس عالمگیری میں آپ کو نقارہ عطا کیا گیا پھر بیجاپور اور شولاپور کے مفسدوں کی تنبیہہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ فتح بیجاپور کے بعد آپ کو میر بخشی گری کی خدمت سے سرفراز کیا گیا۔

جب عالمگیر بادشاہ حیدر آباد (دکن) کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو

۱؎ ماثر الامراء (اردو) جلد دوم صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۸

آپ کو بیجاپور کا انتظام سنبھالنے کے لئے چھوڑا گیا جب قلعہ گولکنڈہ کو فتح کرنے میں تاخیر ہوئی اور دشواری پیش آئی تو بادشاہ نے آپ کو طلب کیا اور اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنے پر آپ مامور فرما دیئے گئے۔ آپ کی حسن تدبیر سے ابوالحسن شاہ (حاکم گولکنڈہ) کو قید کر دیا گیا۔ اکتیسویں سال جلوس عالمگیری ۱۰۹۸ھ م ۱۶۸۷ء میں قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا۔ میر عبدالکریم نے فتح قلعہ کی تاریخ "فتح قلعہ گولکنڈہ مبارکباد" سے نکالی ہے۔ مولف ماثرالامرا نے لکھا ہے کہ جب ابوالحسن کو پکڑنے کی خبر مشہور ہوئی تو محل کے رہنے والوں میں رونا پیٹنا شروع ہوا لیکن ابوالحسن مطلق نہ گھبرایا لوگوں سے معافی مانگی۔ اور رخصت ہوکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ باورچی خانہ کے داروغہ کی اطلاع پر لوگوں کو کھانا کھانے کے لئے کہا۔ جب روح اللہ خاں نے دریافت کیا کہ اس پریشانی کے عالم میں کھانا کھانے کا کونسا موقع ہے۔ تو ابوالحسن نے جواب[۲] دیا۔ "تم صحیح کہتے ہو لیکن میرا اعتقاد یہ ہے کہ خدا اپنے بندہ سے کسی وقت بھی کرم کی نظر نہیں پھیرتا۔ مدتوں میں نے فقیری اور مفلسی میں زندگی گزاری ہے۔ ایک مرتبہ بادشاہی مل گئی جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اب کہ کچھ اعمال کی پاداش کا وقت ہے۔ میرے اختیارات کو عالمگیر بادشاہ کے سپرد کیا جا رہا ہے تو یہ شکر کا موقع ہے نہ کہ شکایت کا۔"[۳]

مولف[۴] ماثرالامرا نے روح اللہ خاں کے بارہ میں یہ لکھا ہے کہ:۔

"بادشاہ نے بیجاپور کی وسیع مملکت کے انتظام کا قصد کیا اور حیدرآباد جو دارالجہاد مشہور ہو گیا تھا روح اللہ خاں کے سپرد کیا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ اور تینتیسویں سال جلوس عالمگیری کے شروع میں قلعہ رائچور کو بدبخت

۱؎ ماثر عالمگیری صفحہ ۳۰۰ ۲؎ ماثرالامراء (اردو) جلد دوم ص ۳۱۶ ۳؎ ملاحظہ ہو خافی خاں جلد دوم ص ۳۶۳-۳۶۵ و سیر المتاخرین (کلکتہ ایڈیشن) جلد چہارم ص ۲۳۱ (ب)

۴؎ ماثرالامراء (اردو) جلد دوم ص ۳۱۷

Marfat.com

کافروں کے قبضہ سے نکالنے پر تعینات ہوا۔ خان مذکور نے نہایت کوشش سے اس مستحکم قلعہ کو خالی کرالیا۔ اس پر اس کی بہت تعریف ہوئی۔ اس قلعہ کا نام فیروز نگر رکھ دیا گیا۔

۳۵ ویں سال جلوس عالمگیری میں سکرا ور واکنکرہ کے زمینداروں کی تنبیہہ کے لئے روانہ ہوا۔

۳۶ ویں سال جلوس عالمگیری ۱۰۳ھ کے اوائل میں روح اللہ خاں نے اپنی صاحبزادی عائشہ بیگم کا عقد بادشاہزادہ شاہ عالم بہادر کے دوسرے فرزند شاہزادہ محمد عظیم کے ساتھ کر دیا۔ اسی سال ۱۱۰۳ھ م ۹۲-۱۶۹۱ء میں روح اللہ خاں کا انتقال "قطب آباد گلگا" میں ہوا۔

"روح در تن ملک نماند" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ جب آپ کی نزع کے وقت عالمگیر بادشاہ ۱۱۰۳ھ عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس مخلص و فرمانبردار (روح اللہ خاں) نے یہہ شعر پڑھا۔

چہ نیاز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندی
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

مولفؒ ماثرالامرا نے روح اللہ خاں کے شعور و دانشمندی و دیگر صفات کو اس طرح سراہا ہے۔

خان مذکور نہایت باشعور اور دانشمند تھا۔ وہ نہایت نیک اطوار اور پسندیدہ خصلت کا مالک تھا۔ خوش تقریر اور آداب گفتگو سے واقف تھا۔ اس کی اکثر درخواستیں بادشاہ کے حضور میں مقبول اور منظور ہوتی تھیں۔

عجیب بات یہہ تھی کہ عالمگیر بادشاہ کا مزاج دینداری کی طرف بہت مائل اور یہاں مہم سازی اور معرکہ آرائی کی گرم بازاری اور داد و ستد سے واسطہ تھا لیکن اس کا اعتبار اس درجہ ہو گیا تھا کہ باوجودیکہ مزاج بادشاہ سے آگاہ تھا، کہ اس کے ارادے کے خلاف کچھ کہنے کا موقع ہی نہ تھا۔ (پھر بھی) اس طرح سے بات کو

؎۱ ماثرالامراء جلد دوم ص ۳۱۷

Marfat.com

سنبھال بنا کر عرض کیا کرتا تھا کہ بادشاہ چار و ناچار اس کو منظور ہی کر لیتا تھا۔"

مؤلف مذکور نے اس کے بعد لکھا ہے کہ ایک حاجتمند راجہ کو روح اللہ خاں کی سفارش سے خزانۂ شاہی سے غیر معمولی طور پر قرض دیئے جانے اور روح اللہ خاں کی دیانت داری کا واقعہ بیان کیا ہے پھر خان مذکور کے بارے میں اس طرح لکھا ہے "مختصر[1] یہ کہ وہ سردار پسندیدہ منش تھا۔ دوسروں کو فیض پہنچانے اور مخلوق کی حاجت روائی میں کوشش کرتا تھا۔ وہ نزدیک اور دور رہنے والوں کے کاموں کے پورا کرنے میں سعی کرتا تھا اور عالمگیری امراء میں وہ سخاوت اور خوش مزاجی میں بے مثل تھا۔

اس کا بڑا لڑکا سیف اللہ خاں باپ کے فوت ہونے کے چھ ماہ بعد مر گیا اس کا دوسرا لڑکا خانہ زاد خاں تھا کہ اس کو باپ کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے اس کا تیسرا لڑکا بیرام خاں محمد باقر تھا۔ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں بھی زندہ اور جاگیر پر قابض تھا۔" (ماثر الامرا اردو جلد دوم ص ۳۱۳ تا ۳۱۹)

مصنف ماثر[2] عالمگیری نے روح اللہ خاں کی وفات کے سلسلہ میں اس طرح لکھا ہے کہ:-

"ممالک مدار روح اللہ خاں فوت ہوا۔ جس کی مثال اس قطرہ کی سی ہے جو دریا سے مل گیا ہو۔ یہ امیر نسب میں آفتاب اور حسب میں لاجواب تھا۔ اس کے علاوہ خلیق و نیک و مہذب و فیض رساں بھی تھا۔ اور چونکہ یہ امیر حضرت[3] کا فرزند خانہ زاد اور صابت رائے و تیز فہم و حسن اخلاق سے متصف تھا۔ اسکی مفارقت سے حضرت کو بیحد رنج ہوا منجملہ دیگر علامات کے ایک علامت صریحی اسکی مغفرت کی یہ بھی ہے کہ قبلہ عالم اس کی عیادت کے لئے رونق افروز ہوئے اور اس مسافر ملک عدم کے حق میں مغفرت کی دُعا فرمائی۔ جہاں پناہ نے روح اللہ خاں کے فرزند خانہ زاد خاں کو مخلص خاں کے تغیر سے قوربیگی کی خدمت پر بھی نامزد فرمایا اور اس کے حال پر بیحد مہربانی فرمائی۔"

---

[1] ماثر الامرا جلد دوم ص ۳۱۹ [2] ماثر عالمگیری (اردو ترجمہ) ص ۴۸۴ ترجمہ محمد فدا علی طالب) [3] حضرت یعنی؛ (شاہ عالمگیر کا فرزند خانہ زاد اس لئے لکھا ہے کہ بادشاہ سے روح اللہ خاں کی عزیز داری تھی۔ ملاحظہ ہو نسب نامہ پدری نور جہاں (تزک جہانگیری)

Marfat.com

عزیز اللہ خاں

آپ[1] خلیل اللہ یزدی کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ والد کے انتقال کے بعد خان کے خطاب اور منصب سے سرفراز کئے گئے۔ اس کے بعد میر توزک کا عہدہ دیا گیا۔ ۳۰ ویں سال جلوس عالمگیری میں صوبہ بیجاپور کی قلعہ داری دی گئی جبکہ آپ کے بھائی روح اللہ خاں اس صوبہ کی نظامت پر مامور تھے۔ پھر منصب میں اضافہ کے بعد اسلحہ خانہ کے داروغہ اور اس کے بعد قندھار کے قلعہ دار مقرر ہوئے اس کے بعد ایک ہزار پانچ سو ذات اور ایک ہزار کا منصب عطا کیا گیا۔

امیر خاں میر اسحاق (عمدۃ الملک)

آپ[2] امیر خاں میر میراں کے فرزند ہیں۔ آپ کو پہلے "عزیز اللہ خاں" کا خطاب دیا گیا تھا۔ آپ نے محمد فرخ سیر کے ہمراہ جہاندار شاہ کی لڑائی میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں اور سلاح خانہ کے مہتمم مقرر کئے گئے تھے۔

دوسرے سال جلوس محمد شاہی میں جب محمد شاہ بادشاہ دکن روانہ ہوئے تو آپ (امیر خاں میر اسحاق) قطب الملک عبد اللہ خاں کے ہمراہ شاہجہان آباد آئے۔ جب آپ نے سنا کہ سلطان حسین ابراہیم تباہی و پریشانی کے عالم میں پھر رہا ہے تو آپ (امیر خاں میر اسحاق) اس کو اپنے ہمراہ لے کر بادشاہ (محمد شاہ) کے حضور میں آئے جس کے نتیجہ میں اس پر شاہی عنایات ہوئیں۔

محمد شاہ آرام طلب و عیش پسند بادشاہ تھا وہ سلطنت کے کاموں کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ آپ (امیر خاں میر اسحاق) کا بادشاہ کے دربار میں بہت رسوخ بڑھ گیا تھا چنانچہ آپ کو "عمدۃ الملک" کا خطاب بھی عطا کیا گیا۔ جب

---

[1] ماثر الامراء (اردو) جلد دوم ص ۸۷ [2] ماثر الامراء جلد دوم ص ۸۳۱

آپ کا ستارہ بام عروج پر پہنچنے لگا تو دوسرے امراء کے دل میں حسد کی آگ بھڑکنے لگی۔ اور یہ لوگ آپ کو بادشاہ کی نظروں سے گرا کر اس کے حضور سے آپ کو علیحدہ کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔ بس امیر خاں میر اسحاق کو دربار سے ہٹا کر الہ آباد کی نظامت پر مامور کیا گیا۔ آپ ۱۱۵۱ھ م ۳۹-۱۷۳۸ء میں صوبہ الہ آباد کو روانہ ہوئے اور وہاں اپنا عہدہ سنبھالا۔

بادشاہ کو امیر خاں میر اسحاق کا خیال آیا۔ ۱۱۵۶ھ م ۴۴-۱۷۴۳ء میں آپ بادشاہ کے طلب کرنے پر حضور میں پہنچے اور شاہی عنایات سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ نے سفارش فرما کر اپنے ایک مخلص دوست صفدر جنگ ناظم اودھ کو بادشاہ کے حضور میں طلب کیا جس کو بادشاہ نے توپ خانہ کے داروغہ کی خدمت پر مامور فرمایا۔ اس کے بعد ان دونوں کے اتحاد و اتفاق سے بادشاہ (محمد شاہ) نے علی محمد خاں پر چڑھائی کی جو اعتماد الدولہ قمر الدین خاں کے اتفاق و اتحاد کے سبب سے ناکام ہوئی لیکن ہر شخص کی زبان پر یہی تھا کہ امیر خاں میر اسحاق وزیر مقرر کئے جائیں گے۔
قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بتاریخ ۲۳ ذی الحجہ ۱۱۵۹ھ م ۲۶ دسمبر ۱۷۴۶ء بادشاہ (محمد شاہ) کے طلب کرنے پر امیر خاں میر اسحاق دربار میں جانے کے لئے دیوان خاص کے دروازہ تک پہنچے ہی تھے کہ نئے ملازمین میں سے ایک ملازم نے جمدھر[1] مار کر ان کو ختم کر دیا۔ یہ شہید ہو گئے۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ وفاداری اور جاں نثاری کا صلہ خون ناحق کی شکل میں ملتا ہے لیکن انسان کی خوبیاں اور اس کے کارنامے آئندہ نسلوں کے دلوں میں تازہ رہتے ہیں۔

بادشاہ کے عنایات اور اس کی مصاحبت کی وجہ سے آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ حاضر جوابی لطیفہ گوئی اور بہت سے فنون میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ شاعر بھی تھے "انجام" تخلص تھا آپ کے حالات اردو شاعری کی ان کتابوں میں درج ہیں

۱۔ یادگار شعراء ص ۳۳ - (۲) مخزن نکات ص ۳۱ - ۳۲ (۳) تذکرہ ریختیاں گویاں (گردیزی) ص ۲۰ (۴) گلشن ہند، ص ۱۴ - ۱۵ مجموعہ نغز ص ۸۰ ۔ یہ شعر آپ ہی کا ہے :-
من از جمعیت آسودگانِ خاک مے ترسم ، کہ غیر از خشت بہر خواب راحت نیست بالینے

---

[1] جمدھر ایک قدیم ہتھیار کا نام ہے۔

Marfat.com

روح اللہ خاں خانہ زاد خاں

آپؒ روح اللہ خاں اوّل کے فرزند ہیں۔ انیسویں سال جلوس عالمگیری ۱۰۸۶ھ م ۱۶۷۶ء میں آپ نوازشات شاہانہ ومناصب سے سرفراز فرمائے گئے۔ "خانہ زاد خاں" کا آپ کو خطاب دیا گیا۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ کو قوربیگی کی خدمت دی گئی پھر شہنشاہ (عالمگیر اورنگ زیب) کے ملازمین خاص[1] کے داروغہ اور اس کے بعد میر آتش مقرر ہوئے۔ اس کے بعد صوبہ بیدر کے انتظامات آپ کو تفویض کئے گئے۔ دیوان خاص کی داروغہ گیری بھی دی گئی۔ اس کے بعد شہنشاہ عالمگیر کی ذات[2] خاص کے ملازمین کی داروغگی کی خدمت عنایت ہوئی۔ قلعہ ستارہ اور قلعہ پرلی کو فتح کرنے میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے پھر بخشی گری دوم کی خدمت ملی اور قلعہ سنجر لنا کی فتح کے بعد دوسو سوار کا اضافہ کیا گیا۔ اڑتالیسویں سال جلوس عالمگیری ۱۱۱۵ھ م ۴-۱۷۰۳ء میں جوانی کے عالم میں آپ فوت ہوئے آپ کے دو[3] فرزند خلیل اللہ خاں اور اعتقاد خاں کو بادشاہ سے ماتمی لباس ملے اور آپ کی لڑکی کو جواہرات قیمتی پانچ ہزار روپیہ عنایت ہوئے۔ اور تسلی دی گئی۔ اعتقاد خاں، روح اللہ خاں کا خطاب بھی ملا تھا۔

۱؎ روح اللہ خاں خانہ زاد خاں کے حالات ماثر الامراء جلد دوم ص ۳۰۹ پر درج ہیں جن کا یہ اقتباس ہے ۲؎ شہنشاہ کے ملازمین خاص کی داروغگی ونگرانی کی خدمت بڑی اہم ہوتی تھی اور نہایت باصلاحیت وقابل اعتماد اصحاب کو یہ عہدہ دیا جاتا تھا ۳؎ قدیم زمانہ میں خاص عہدہ داروں وابستگان اور افراد خاندان شاہی کو بادشاہوں کی جانب سے ماتمی لباس ملتا تھا۔ ماتمی لباس تبدیل کرنے کے لئے دوسری خلعت بھی ہوتی تھی۔ مستورات کو جواہرات عطا ہوتے اور تسلی دی جاتی تھی۔

Marfat.com

چند یادیں

حضرت شاہ نعمت اللہ ولیؒ کے بعض افرادِ خاندان سے متعلق چند چشم دید حالات و واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سید شاہ اولیاء محمدؒ الحسینیؒ سجادہ نشین ساکن سیڑم کو میں نے اپنے بچپن میں صرف ایک مرتبہ دیکھا ہے جبکہ آپ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے عرس کے موقع پر صندل مالی (صندل چڑھانے) کے لئے سیڑم سے بیدر تشریف لاکر میرے نانا سید شاہ محب اللہ حسینیؒ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ خاندانی تقدس کے اعتبار سے صندل مالی کی رسم سجادہ صاحب کے خاندان سے متعلق تھی۔ آپ کا چہرہ نورانی تھا۔ آپ سفید جبہ پہنے ہوئے و سفید عمامہ باندھے ہوئے صندل مالی کے لئے تشریف لے جارہے تھے، وہ منظر مجھے خوب یاد ہے میں نے آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق کریمانہ کی بہت تعریف اپنے ماموں صاحب سے سنی تھی۔ آپ کے دو خاص مریدین و فقراء نثار علی شاہ و تصدق علی شاہ میرے ماموں صاحب کے گھر مہمان رہا کرتے تھے۔ ان دونوں میں نعمت اللہی رنگ اور عجیب فقیرانہ کیفیت تھی، توکل، وضعداری، رندی، سرمستی اور ذکر و اشغال اور انکساری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔

۲۔ سید شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب مرحوم (سجادہ نشین) بن سید شاہ اولیاء محمد الحسینیؒ سے مجھے بارہا نیازمندی حاصل کرنے کا اتفاق اس طرح ہوا کہ آپ غالباً اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم کی خاطر سیڑم سے منتقل ہو کر حیدرآباد میں مقیم اور میرے ہم محلہ ہوتے مجھ سے بہت خلوص رکھتے تھے۔ آپ نہایت سنجیدہ، وضعدار مخلص اور خلیق تھے۔ آپ کے دو صاحبزادوں سے بھی مجھے ملنے کا موقع ملا۔ جن کو میں نے بہت خوش اخلاق پایا۔

Marfat.com

۳- مجھے اپنے نانا سید محب اللہ حسینی صاحبؒ کے بارہ میں صرف اس حد تک یاد ہے کہ آپ کا چہرہ نورانی تھا، سفید بڑی داڑھی تھی، سفید عمامہ باندھنے اور قدیم وضع کا سفید جبہ زیب تن فرماتے تھے۔ سنا گیا کہ آپ تعویذ، عملیات اور دعاؤں سے لوگوں کی خدمت فرماتے تھے۔

۴- میرے ماموں سید شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب مرحوم میرے محسن و مربی تھے آپ نہایت خوش خلق، ہمدرد، ملنسار، وضعدار، متوکل اور مخلص تھے۔ آپ کو میرے خالو مولوی سید امجد حسین صاحب سے بہت اُنس تھا۔ بیدر کے مشائخین عوام اور حکام وقت آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتے تھے، آپ عملیات تعویذ اور دعاؤں سے لوگوں کی خدمت فرماتے تھے۔ شوقیہ طور پر ستار بجانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے خصوصاً حضرتِ امیر خسروؒ کا عارفانہ کلام، آپ کے ایجاد کردہ راگ راگنیاں ستار پر بجا کر محظوظ و لُطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ چند انعامی اراضیات اور بطور جاگیر عطا کردہ زمینات پر قابض و متصرف تھے۔ معلوم ہوا کہ انقلاب زمانہ کے سبب سے اکثر اراضیات آپ کی اولاد کے قبضہ میں نہیں رہیں۔

خانوادۂ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ کے جس قدر حالات کمترین کو دستیاب ہو سکے وہ درج کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ناظرین کے تعاون و عنایت سے مزید معلومات حاصل ہو سکیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ ان کو پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

ناچیز
مرزا ضیاء الدین بیگ

رجب المرجب ۱۳۹۵ھ
اکتوبر ۱۹۷۵ء

اَلَآ اِنَّ اولیاءَ اللہِ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون

احوال و آثار

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانیؒ

تالیف

الحاج مرزا ضیاء الدین بیگ

بی۔ اے (عثمانیہ) بی۔ ٹی (علیگ)
سابق مددگار ناظم تعلیمات حیدرآباد دکن

۶۷ فاران سوسائٹی حیدر علی روڈ کراچی ۵

UNIVERSAL BO
302 Zulqarna
Chambers,
Ganpat Ro... ...hore.

Marfat.com